

حیاتِ حکیم الامت
مولانا اشرف علی
تھانویؒ کے درخشاں
پہلو

(علمی آثار و

تجدیدی مساعی)

منتخب: مقالات و مضامین

نور احمد کمالی

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

مجدد الملت کم آثار علمہ

ذمہ دار اسلام
بہ سیماں ہدی رحمت اللہ علیہ

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

اپنی تعلیمات، واقعات اور اقتباسات کے آئینے میں

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے تعلیم و تربیت، سلوک و معرفت اور تفسیر وارشاد کے ذریعہ
اس صدی میں جو خدمت کی ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ کی اس خدمت کی تفصیل کے
لیے آپ کی سیرت و تعلیمات پر تحریر کی جانے والی کتب، مہاشیفت اشرف، جامع المہدیین
تجدید تصوف و سلوک، تجدید معاشیات، تجدید تعلیم و تبلیغ، حکیم الامت اور سیرت
اشرف کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ منشی عبدالرحمن صاحب کی تالیف مسیرت اشرف
سے ہم کچھ جیسٹیں منگوریے کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔ ہمارا خیال ہے سوانح گو سیرت
کے باب میں یہ بہترین کتاب ہے۔

قرآن کریم — اسلام آباد
 مولانا اشرف علی تھانوی اور احادیث تصوف کی تدوین و تحقیق
 ڈاکٹر محمد امجد علی

احکام القرآن تھانوی رحمہ اللہ: ایک تعارفی مطالعہ
 ڈاکٹر محمد امجد علی

القدم: ۲۰۰۹ء احکام القرآن (تھانوی) کی خصوصیات — (۱۶)

احکام القرآن (تھانوی) — منہج و خصوصیات
 ڈاکٹر محمد سعید صدیقی *

احکام القرآن مفتی عبدالشکور ترمذی - تعارف و منہج

محمد عبداللہ چنیوی *

بیان القرآن
 مصنفہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی
 کا ایک تحقیقی جائزہ

ہدیر ڈاکٹر صلاح الدین علی

قرآن کریم — اسلام آباد جلد: ۳۳ شمارہ: ۳

تعارف و تبصرہ کتب

نام کتاب: حضرت حکیم الامت، مجدد ملت مولانا اشرف علی تھانوی کے علمی اور ملی
 خدمات کا جائزہ

ملفوظ حکیم الامت

مولانا اشرف علی

تھانوی

مضامین کے نام رکھنا

۶۱۔ فرمایا میں ملفوظات کے نام بھی رکھ دیتا ہوں چاہے چھوٹا سا ہے
ذخیرہ ہو اور فتویٰ ہو یا کچھ غرض جو مضمون اہم ہوتا ہے اس کا نام رکھ دیتا
ہوں کہ اس میں اس کا حاصل کرنا سہل ہوتا ہے مثلاً اگر چھپ گیا تو منگانا
سہل حوالہ دینے میں آسانی ہوتی ہے اگر کسی اور مضمون میں اس کے حوالہ
کی ضرورت ہو تو سہولت ہوتی ہے۔

سفر نامہ لاہور و لکھنؤ

ص نمبر 179

نور اللغات

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی

نسب اور خاندان

ہندوستان میں مسلمانوں کی ہجرت کے قبل راجہ نصیر سے ضلع مظفرنگر میں ایک قصبہ اپنے نام سے بنایا۔ جو تھانہ بصیر کہلا گیا۔ پھر مسلمانوں کی آمد و کثرت پر اس کا نام "تھانہ بصیر" ہو گیا۔ جس کا ثبوت اس وقت کے شاہی دستاویزات سے ملتا ہے مگر یہ نام مقبول و مشہور نہ ہوا اور وہی پرانا نام معروف رہا۔ تھانہ بصیر سے تھانہ بھون "بھونگیا" صوبہ جات مقبلاً اور ۱۸۵۱ء کا یہ قصبہ اپنی مروجہ خبری میں مشہور ہے۔ آج سے اور یہاں کے مسلمان خاندان اہل شوکت و قوت اور صاحب فضل و کمال رہے ہیں۔

محمد والہ اللہ شاہ اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ کے اجداد نے آج سے صدیوں پہلے اسی قصبہ "تھانہ بھون" میں طریقت امامت والی سنی - روحانیات کے اجداد بننا شروع کیے تھے۔ ان میں ایک مرزا ناصر الدین جہاں تھے۔ جو تھانوی محمد ناصر الدین خاں کے ہم عصر ہیں ان اور جہاں کا ذکر مرزا اکبر علی کے کاغذات میں ملتا ہے، اس کے قریبی اجداد تھانوی ضلع کرنال سے نقل سکونت کر کے تھانہ بھون آئے تھے اور اسی طرح ٹھیکانی اجداد نے راجہ ملوی تھے، پہلے نیل بھنگیا کے میں سکونت اختیار کی تھی اور پھر یہاں آ گئے تھے۔

محمد والہ اللہ کے والد بہشتیج عبدالحق صاحب مرحوم ایک مقتدر رئیس صاحب نقد و باکداد اور ایک کشادہ و مست انسان تھے۔ میرٹھ کی ایک بڑی ریاست کے خزانہ دار تھے۔ غازی میں اہل اسناد کے مالک تھے اور حافظ قرآن تھے لیکن ناظرہ دست قوی تھا اور قرآن مجید بہت صحت سے پڑھتے تھے۔ ذہنی اعتبار سے شمس ہی صاحب فراست تھے جس کا ایک کھلا ثبوت یہ ہے کہ اپنے صاحبزادوں کی استعداد صلاحیت کو پہچان ہی سے ٹاڑ گئے تھے اور اسی بنا پر اپنے فرزند اکبر یعنی حضرت محمد والہ اللہ کو عربی و فنیات میں اور فرزند اصغر و اکبر اہل سنی مرحوم ہکر انگریزی اور علوم دنیوی میں لگا دیا تھا۔ اور اس پر مرحوم کو پورا پورا اعتماد تھا۔ ایک مرتبہ مرحوم کی بھانج صاحبہ نے فرمایا: بھائی تم نے چوتھے کو تو انگریزی پڑھائی ہے وہ تو لیر کر کھائے گا۔ بڑا عربی بیچہ رہا ہے، وہ کہاں سے کھائے گا اور اس کا گذارہ کس طرح ہو گا کیونکہ جاننا تو زمانہ میں تھیم ہو کر گذارہ کے قابل نہ رہے گی؟ اس پر مرحوم کو حیرت آیا اور فرمائے گئے: یہ بھابی صاحبہ تم کہتی ہو کہ یہ عربی بیچہ کر کھائے گا کہاں سے؟ خدا کی قسم میں کو تم کھائے والا سمجھتی ہو اس جیسے اس کی باتوں سے گئے گئے چھریں گے۔ اور یہ ان کی جانب سے بھی نہ کہے گا؟ کس بلا کی فراست ہے اور مزاج سست سی! یہی وجہ ہے کہ اکبر علی صاحب مرحوم سے کہیں زیادہ حضرت حکیم الامت پر دہ پیہر کرتے تھے۔ اور جب ایک مرتبہ بھانج صاحبہ نے اس کی شکایت کی تو فرمایا: یہ بھابی بھئی اس "محمد والہ اللہ" پر رحم آ آ ہے۔ وہ جو کہ مجھ سے لیتا ہے میری زندگی ہی تک ہے۔ میرے بعد یاد رکھو وہ میرے مال و متاع سے بالکل علیحدہ رہے گا۔ چنانچہ ان میں سے ایک ایک قیاس حکیم الامت کی آئندہ زندگی میں پکری حقیقت بن کر جلوہ نما ہوا۔

حضرت حکیم الامت کی والدہ ماجدہ بھی ایک صاحب نسبت نبی تھیں۔

حضرت حکیم الامت کے ماموں میر جی ادا علی صاحب ایک نہر دست عالی و قابل بزرگ تھے۔ یہ اپنے وقت کے محدث و کامل حافظ غلام مرتضیٰ صاحب پانی پتی کے مشورہ سے حیدر آباد کی تشریف لائے۔ یہاں ملازم بھی ہو گئے اور ان کے بعد حضرت صاحب ہی کے ایثار سے مرزا سردار بیگ صاحب کی مراد میں داخل ہو گئے۔ جنہوں نے زبانی دریافت کو ٹھکرا کر فقر و درویشی اختیار کر لی تھی۔ مگر حضرت حکیم الامت کو مسائل و حقائق میں ان سے اختلاف تھا مگر ان کا مذہب عشق و برائی قابل تکرار تھا۔ حکیم الامت پر ان کے اشعار سے الگ برستی تھی۔ چنانچہ ان کا یہ شعر حضرت اقدس نے بار بار نقل فرمایا ہے۔

ساق تراستی سے کیا حال ہوا ہوگا جب تو سنے یہ سے عالم تیشے میں بھری ہوگی

حضرت کے نامیر شہادت علی اعلیٰ درجہ کے فارسی دان و الشاہ پر داڑ اور حاضر جواب بزرگ تھے۔ مولانا شاہ نیاز احمد بریلوی کے ایک خلیفہ خاص کے مرید اور حافظ غلام مرتضیٰ صاحب سے خصوصی تعلق رکھتے تھے۔

حضرت اقدس کے جہد اعلیٰ سلطان شہاب الدین فرخ شاہ لاہوری تھے۔ ان کی اولاد میں شیوخ تھانہ بیہون کے علاوہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی قدس سرہ شاہ جلال الدین تھانیسری اور شیخ فرید الدین گنی شکر جیسے کاملین ہوئے ہیں۔ خود حضرت فرخ شاہ اپنے تو والی قابل رہے اور سلطنت غزنویہ کے زوال پر مجاہد جہاد کے تحت کنیا بھارت میں پناہ لے کر گئے۔ اور بار بار لوٹے۔ جہاد آخر سے فراغت پا کر جہاد اکبر میں مصروف ہو گئے۔ کابل کے کسار کو اپنا نشیمن بنایا۔ بزرگان پشت کے آگے ترانے ادا کرتے کہہ کر تہ کمال کو پہنچے۔ اور ایک عالم کو فیض یاب کیا اور پھر بعد وفات وہیں دفن ہوئے۔ یہ موضوع آج تک ”ودع فرخ شاہ“ نام سے مشہور اور زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

تاگویر آدم نسیم بازداستہ زابا سے خود دار بشیرم اصفا کرہما

ولادت اور بچپن خاندان اشرف کا محل خاکہ نظروں میں آگیا۔ ایسے عالی خاندان میں جہاں دولت و شہرت اور زہد و تقویٰ بیکریر رہتے تھے۔ حضرت مجدد الملت کی جامع شخصیت نمودار ہو رہی تھی۔ ولادت کا واقعہ بھی عجیب ہے۔ حضرت اقدس کے والد مرحوم کے ادا و زہد و زہد و زہد تھے۔ اس کی فامیری وجہ یہ تھی کہ وصوفیہ سبب ایک مرتبہ مرض خارش میں بری طرے مبتلا تھے تو مجبوراً کسی ڈاکٹر کے مشورہ سے ایسی دوا کھائی تھی جو تالیف نسل تھی۔ مگر سبب اس کی خبر مرحوم کی خوشدامن صاحبہ کو پہنچی تو وہ سخت پریشان ہوئیں اور حضرت حافظ غلام مرتضیٰ صاحب پانی پتی سے عرض کیا کہ میری نسل کے لئے دوا نہیں رہے ہیں۔ حافظ صاحب نے بعد از انظار میں فرمایا: ”مگر علی کی کٹاکٹ میں مر جاتے ہیں۔ اب کی باری علی کے سپرد کر دینا۔ اس عزم کو کسی حد تک جہاں تک حکیم الامت کی والدہ فاطمہ اور فرمایا: ”مافلک صاحب کا یہ مطلب ہے کہ لڑکوں کی دوحیال سے عذر دے اور خیال سے مٹوی۔ اور اب تک جو نام بھی رکھے گئے وہ دوحیال طرز پر تھے۔ اب کی باری صاحب لڑکا ہو تو خیالی وزن پر نام رکھا جائے گا۔ جس کے آخر میں ”علی“ ہو۔ حافظ صاحب یہی کہہ کر غصے سے اور فرمایا: ”اگر بڑی شہیدار ہے میرا نشانیں تھا پھر فرمایا: ”اٹھا۔ اٹھا اس کے دوڑ کے بول گئے اور زندہ رہیں گے۔ ایک کا نام اشرف علی رکھنا اور دوسرے کا نام اکبر علی۔ ایک میلا ہوگا اور دوسرا ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

بعد از الملت ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۲ھ کو پیدائش شد۔ دن صبح صادق کے طلوع کے ساتھ جلوہ نما ہوئے۔

چونکہ حضرت کی ولادت کے چودہ ہی مہینے بعد آپ کے چھوٹے بھائی اکبر علی مرحوم کی ولادت ہوئی اور ان کا دودھ دو بچوں کے لئے

[illegible]

ابھی ۱۲-۱۳ برس ہی کی عمر ہوئی کہ نفعان صبر گاہی کا چسکا شاد پہل رات کے ہفت بیسٹے اور تہجد و خلائفت میں شہک ہو جائے۔ والدہ تو متیں نہیں مانی صاحبہ کادل بہت دکھتا کہ اس تو عمری میں یہ شقت ہے۔ لیکن عشق کی آگ تو بھڑک چکی تھی اور حضرت کے استاذ مولانا فتح محمد صاحب جیسے صاحب نسبت و اجہدت بزرگ کی صحبت نے بڑا اثر فرمایا تھا۔

نظامتہ طبع کا یہ عالم تھا کہ بچپن میں ہی کسی کا شکلا پیٹ دیکھتے تو آگے کر دیتے تھے، وجہیت کی اس لطافت سے جسٹ ستارے کے گئے
 شمس ہو کر بھی یہ عالم رہا کہ جس کمرہ میں تیز تر مشعل ہوئی سو نہ سکتے تھے، مابعدہ ہی سے بے اہولی ناقابل برداشت رہی، اس وجہ سے حضرت علامہ
 کی بڑی ایلیہ عمر سفر کیا کئی عینیں کہ آپ کو کسی بادشاہ کے ہاں پیدا ہوتے۔۔۔۔۔ حضرت مولانا شیخ محمد صاحب محدث نقالی
 م حضرت حاجی ابدال اللہ صاحب قدس سرہ کے پیر بھائی اور حضرت میاں بی نور محمد صاحب کے خلیفہ خاص تھے، حضرت حکیم الامت
 کے بچپن کے احوال و آثار ہی کو دیکھ کر فرمایا کرتے تھے کہ میرے بعد یہ لڑکا میری جگہ ہوگا۔۔۔۔۔ حضرت حکیم الامت نے بچپن ہی
 میں ایک خواب دیکھا جس سے پہلے کئی خواب دیکھنا یاد نہیں اگر بڑے مکان میں ایک پنجرہ لٹکا ہوا ہے جس میں دو خوبصورت کبوتر ہیں۔
 پھر دیکھا کہ شام ہو گئی اور تاریکی چھا گئی۔ ان کبوتروں نے حضرت سے کہا کہ "چاسے پنجرہ میں روشنی کرو" حضرت نے کہا "خود ہی کر لو" چنانچہ
 انہوں نے اپنی چونچیں رگڑیں اور ساتھ ہی ایک تیز روشنی بولیں سے سب پنجرہ منور ہو گیا۔ ایک مدت بعد جب حضرت نے اپنا یہ خواب
 ناموں و اجداد علی صاحب مرحوم سے بیان کیا تو انہوں نے یہ تعبیر دی کہ "وہ دو کبوتر روح و نفس تھے۔ انہوں نے تم سے وہ خواست کی کہ
 عبادہ کر کے ہم کو نورانی کرو دو۔ مگر تم نے جو یہ کہا کہ تم خود ہی روشنی کرو، اور انہوں نے اپنی چونچیں رگڑ کر روشنی کر لی۔ اس کا یہ مطلب ہے
 کہ انشاء اللہ مریاقت ہی حق تعالیٰ تمہاری روح اور نفس کو نور عرفان سے منور فرمائی گئے"۔۔۔۔۔ چنانچہ مستقبل میں یہ
 خواب حقیقت بن کر ظاہر ہوا۔

حضرت محمد اللہ کی ابتدائی تعلیم میرٹھ میں ہوئی۔ فارسی کی ابتدائی کتابیں میں پڑھیں اور حافظ حسین علی صاحب مرحوم دہلوی سے کلام پاک حفظ کیا۔ پھر تھانہ جہوں آکر حضرت مولانا فتح محمد صاحب سے عربی کی ابتدائی کتابیں اور فارسی کی متوسط کتابیں پڑھیں اور اس کی کچھ ابتدائی کتابیں ماموں واجد علی صاحب سے پڑھیں جو ادب فارسی کے کامل استاد تھے۔ پھر دیوبند پہنچ کر بقیتہ نصاب

کی تکمیل مولانا منہج علی صاحب سے کی اور زبان فارسی میں پورا عبور حاصل کیا۔ ایک مرتبہ اسی زمانہ طالب علمی میں خاندان میں مبتلا ہونے کی وجہ سے چھٹی سے کرگر تشریف لائے تھے تو بطور مشغلہ فارسی اشعار پر مشتمل ایک شغریٰ مزیروم لکھی جس سے فارسی کی محاسن کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس وقت آپ کی عمر دہائی سے زیادہ نہ تھی۔ آخری قدر ۷۹ھ میں دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے اور پانچ سال تک یہاں مشغول تعلیم رہ کر شروع مسئلہ میں فراغت حاصل کی۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۹-۲۰ برس کے گھم بھگ تھی۔

طالب علمانہ حیثیت

زمانہ طالب علمی میں حضرت میل جمل سے گھم بھگ رہتے، اگر کتابوں سے کچھ فرصت ملتی تو اپنے استاد خاص حضرت مولانا محمد یعقوب قدس سرہ (مدرسہ دارالعلوم دیوبند) کی خدمت فیض و برکت میں جا بیٹھتے۔ یہ وہ بزرگ ہیں جو ہرگز میں باہر ہونے کے ساتھ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر قی قدس سرہ کے رفیق و رفیق بھی تھے ان کی اسی جامع حیثیت کی وجہ سے ان کا حلقہ درس "حلقہ توبہ" بھی ہوتا تھا۔ اور ان کا قلب کی تعلیم و تربیت ایک ساتھ ہوتی تھی۔ انہوں نے آج دیں درس گاہیں جامعیت فیض سے محروم ہیں۔ حضرت والا کی ابتداء اسی کو دیکھ کر اہل بعیرت انتہا کا پتہ چلا چکے تھے۔

چنانچہ حبیب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہ طلبہ کا امتحان لینے اور دستار بندی کے لیے تشریف لائے تو شیخ الحدیث مولانا محمود الحسن صاحب نے اپنے اس جوہر طالب علم کی ذہانت و ذکاوت کی بطور خاص مدح فرمائی۔ حضرت گنگوہی نے مشکل مشکل سوالات کے امداد کے جواب میں جس قدر مشورہ دیا۔

حضرت اقدس کو علوم عقلیہ سے خاص مناسبت تھی، غریب نے حاضر جوابی، ملاقات سانی اور ذہانت و لطافت کے جوہر سے پوری طرح آراستہ کیا تھا۔ منطق میں محاسن کا اعتراف نہیں فرماتے تھے کہ میں سنی بات کہوں نہ کہوں۔ نہ میں متواضع ہوں نہ متکبر۔ اللہ تعالیٰ مجھے منطق میں مہارت حاصل ہے۔ چنانچہ دیوبند میں جب کوئی مذہبی مناظرہ کسی لیے آتا تو فوراً اشرفی تواضع کے نیام سے باہر نکل آتی اور مخالفت کو گھما کر جاتی تھی۔ لیکن طبیعت کے اعتدال کا یہ عالم تھا کہ عقائد کو ہمیشہ و نیابت کے لیے علوم آئیہ سمجھتے تھے، آپ کی ہر تقریر و تقریر میں یہ جوہر نمایاں نظر آتا ہے۔ اس المناظرین مولانا سید مرتضیٰ حسن صاحب و استاذ دارالعلوم دیوبند حضرت کی اسی نوعی کی تقریروں پر وہ جھک کر تھے اور فرماتے تھے کہ حضرت کوئی مناظرہ میں اس قدر کمال ہے کہ بڑے سے بڑا مناظرہ بھی نہیں ٹھیکر سکتا اور خود حضرت فرمایا کرتے تھے کہ "جتنا شوق ہے اس زمانہ طالب علمی میں مناظرہ کا تھا، اب اس کی مسرتوں کی وجہ سے اتنی ہی لغت ہے۔"

علوم عقلیہ و نقلیہ میں اس قدر دسوخ رکھنے کے باوجود تواضع کا حال قابل دید ہے۔ مسئلہ کا واقعہ ہے۔ خبر ملی کہ مولانا نے تقسیم اسناد کا جلسہ بڑے شاندار طریقے پر ہونے والا ہے اور حضرت مولانا گنگوہی کے مقدس ہاتھوں یہ رسم طے پانے والی ہے، اپنے ہم پیکر کو جمع کر کے اپنے استاد خاص حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کی خدمت میں پہنچے اور عرض کی، حضرت ہم سب سنا ہے کہ ہم لوگوں کی دستار بندی ہوگی اور سند فراغ دی جائے گی حالانکہ ہم ہرگز اس کے اہل نہیں۔ یہ تجویز مسوخ فرما دی جائے ورنہ اس میں مدرسہ کی بڑی بڑائی ہوگی کہ ایسے نالائقوں کو سند دی ہے۔ یہ سن کر صاحب بعیرت استاد کو جوش آیا، اور فرماتے تھے: "تمنا یہ خیال بالکل غلط ہے۔" یہاں چمکے تھارے استاد موجود ہیں اس لیے ان کے سامنے تمہیں اپنی جہت کو نظر نہیں آنی اور ایسا ہی ہونا چاہیے۔ باہر جاؤ گے تب نہیں اپنی قدر معلوم ہوگی۔ جہاں جاؤ گے سو ہرج، تو صبر، آقا، صبر، اللہ صاف۔

وینا لے کر کچا کر یہ پیش گوئی

ترجمہ بہ حروف صحیح نکلی۔

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نے نہ ہی نویسی کا کام ہی اسی زمانے سے آپ کے سپرد فرمایا تھا ایک مرتبہ آپ نے ایک طلبہ استغاثہ کا ویسا ہی فضل اور کمال جواب کہہ کر اپنے استاد کی خدمت میں پیش کیا تو طائفہ کامل استاد نے اس پر دستخط کرنے ہوئے فرمایا: ”معلوم ہوتا ہے تم کو درست بہت ہے۔ ہم کو اس وقت دیکھیں گے جب غلوں کا ڈھیر تار سے سارے ہو گا اور پھر تم اتنے لمبے لمبے جواب کہو گے“ آئندہ پتہ چلے گا بصیرت یعقوبی نے جو کچھ دیکھا کس قدر صحیح تھا۔

حق تعالیٰ نے مجدد الملت کو جہاں اور خاص قاری سے توڑنا تھا وہاں خوش گمانی سے بھی سرفراز فرمایا تھا۔ حضرت کی فن قرائت میں نمارت کے ساتھ محسوس صوت نے ہی کر سولے پر سنا کر کام دیا تھا۔ حضرت نے قرات کی مشق مشورہ عالم قاری محمد عبداللہ صاحب صاحب کی سے بہ تمام مکہ منقرہ فرمائی تھی۔ جو قرات کے عرب کے نزدیک بھی ایک ماہر فن قاری تھے۔ حضرت کی قوت اخذ کا یہ عالم تھا کہ جب شاگرد اپنا قرات کی مشق کرتے کرتے ہوتے تو یہ پیمانہ شکل ہوا کرتا اور پڑھ رہے ہیں یا شاگرد سنا رہے ہیں۔ کمالی فن اور جہاں صوت نے ہی کر عجیب، الغریب پیدا کر دی تھی۔ بقول شمس ”قرات کیا پڑھتے تھے تو ان کو کوئی کڑے تھے“ ایک مرتبہ غازیہ میں مولانا حسین القضاہ صاحب دہنوں کے کھنڈ میں قرات کا ایک علی مدد قائم فرمایا تھا، شریک تھے حضرت کا قرآن ساقی بعد نماز بہت اشتیاق سے پڑھا اور سننے کی خواہش ظاہر کی۔

حضرت کی اشرافیہ رجحان کا تیسرا یہ تھا کہ دارالعلوم سے کر تکلف اور معمولی باتوں کی طرف مزیعت سے زیادہ التفات سب کچھ رجحان ہو گیا تھا۔ سادگی اور غیر زائد رنگ اختیار فرمایا تھا۔ حضرت کا خطاب کے بہادر سنگار اور ان ادنیٰ چیزوں کی طرف التفات سے غور سے ادب فرماتے تھے کہ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ان کو مل کر کچھ لگانا نہیں۔

تجلی تفسیر کے بعد اب وقت آتا ہے کہ دارالعلوم، یوسید کی عام فضا سے جو قیض حاصل کیا تھا اور اس فضا کی کی ثقافتوں نے میں رنگ میں ڈلوایا تھا اسی فیض کو عام کریں اور اسی رنگ میں ایک ایک کو رنگیں۔

درس و تدریس

میزو کا آغاز ہے جس قاری اور ہاں باطنی سے آراستہ ہیں۔ کمالی علمی اور جذبہ اشاعت دین سے معمور ہیں۔ حق تعالیٰ کے محبوب میں بلائی کشش و مقناطیس ہے۔ جہاں کی بیوٹے رنگ پر انداز آئے۔ اور ساری فضا اس کے رنگ میں رنگی گئی۔ شباب رنگیں جل رنگیں دور سے پائے تمام رنگیں تمام رنگیں بنے ہوئے ہیں تمام رنگیں ہنسنا رہے ہیں مسلسل ہم ہیں تب اسی انداز سے درس دتہ میں مشغول رہے اور سائر ہی ملاحظہ تعلیمات اور افتاد کے کام سے ایک عالم کو فیضیاب کیا۔ کارور میں ایک مدرسہ تدریس چلا آتا۔ جو مدرسہ ”فیض عالم کے نام سے مشہور تھا۔ اس کی صدر مدرسہ کی جگہ جب مفت کا پھر والوں نے طلب کیا تو اپنے استاد اور والد ماجد کی اجازت سے سفر مشتمل میں ۵۰ روپیہ ماحول پر بیان تشریف لے آئے جو جہاں تھے لیکن بہت جلد وہاں کے مدرسہ مدرسہ میں آپ کے علم و فضل کا شہرہ ہو گیا۔

اور مدرسہ تدریس سے طلبہ و علماء کمال ہوئے۔ اور مدرسہ نے سارے کانپور کو حضرت کا فریقہ بنا دیا۔ یہ سب کچھ میں پیر مینی میں ہوا۔ اراکین مدرسہ نے حضرت اقدس کی مقبولیت سے مالی فائدہ حاصل کرنا چاہا اور فکروں میں مدرسہ کے لیے چندہ کی اپیل کرنے کی خواہش کی۔ حضرت والا چونکہ اس قسم کے چندوں کو شرعاً ناجائز اور ویسے بھی حیرت دینی کے خلاف سمجھتے تھے۔ اس لیے الہا اراکین

تو اس پوری نہ ہو سکی۔ اس پران میں چو گیونیاں ہونے لگیں۔ حضرت نے اس کی اطلاع پا کر استغنے پیش کر دیا اور باوجود اصرار کے اس سے ہٹا کر رہ گیا بلکہ واپسی وطن کا ارادہ فرمایا مگر واپسی سے پہلے حضرت فضل الرحمن غنی مراد آبادی کی خدمت میں موجود تھے۔ اس سے مل کر حاضر ہوئے کہ شاید پھر اس کا موقع ملے۔ حضرت تشریف لے گئے اور دھر کا پور کے لوگوں میں اس نقصان غنیم سے ایک سہجان بنا دیا۔ جناب عبدالرحمن خاں صاحب اور کفایت اللہ صاحب مرحوم نے یہ سوچ کر کہ ایسی جامع شخصیت جو مقولات و دیانات پر حاوی ہو، ایسا بے اپنی طرف سے ۲۵ روپیہ تنخواہ کی سہیل کر کے مراد آباد سے واپسی پر حضرت اقدس کو روک دیا۔ اور اب حضرت اقدس جامع مدرسہ تہذیبیہ پور میں درس دینے لگے۔ اس طرح ایک نئے مدرسہ کی بنیاد پڑی۔ جس کا نام خود حضرت ہی نے مسجد کی مناسبت سے "جامع العلوم" رکھا۔ آج تک فائز ہے۔ طریض پور سے ۱۴ سال قیام کے بعد خود اپنے مرشد شیخ العربیہ و البکر حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی قدس سرہ سے رشاد پہنچا۔ فرماتے تھے: میں کا پور کا تعلق ترک کر کے تھانہ بھون کو، دینی بخشی۔ اس مراجعت پر حضرت حاجی صاحب ایک والا نامہ تحریر فرماتے ہیں:۔

عزیزتر ہو اگر آپ تھانہ بھون تشریف لے گئے۔ امید ہے کہ غرضتی کثیر کر آپ سے فائدہ فراہمی ہو گا۔ اور آپ ہمارے مدرسہ سید کا از سر نو تھانہ کریں گے۔ ہر وقت آپ کے حال میں دعا کرتا ہوں۔ وکتوب، دعاویہ، حضرت کو ابتداء سے لے کر آؤنگ طلبہ سے خاص محبت رہی اور ان کا خاص لحاظ فرماتے رہے۔ خود اپنے آپ کو ہمیشہ طالب علم کہتے رہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے پیر جیون والی حدیث نہیں آتی۔ میں تو ایک طالب علم ہوں۔ مجھ سے تو قرآن و حدیث کی باتیں پوچھی جائیں۔ مجھے تو سادہ سید عاقر آن و حدیث ہی آتا ہے۔ یہی سبب تھی کہ روایتی سمجھتا ہوں۔ اور فرماتے کہ "صوفیاء سے زیادہ علماء کی ضرورت ہے۔ کیونکہ انہی کی بدولت انتظام دین قائم ہے۔ نہ ہی دولت علمی کا نتیجہ تھا کہ طلبہ کے ساتھ ہر طرح کی رعایت فرماتے اور ان کی ہر چیز سے لگاؤ کرتے تھے۔ ان کے دھار کا خاص لحاظ رکھتے۔ دوسروں کو اس کی انید فرماتے تھے۔ اور خود طلبہ کو ادنیٰ چیزوں کی طرف سے سوز کر ان کے مقام اعلیٰ اور منصب جلیل پر تیار کرتے۔ اور ہی فرماتے تھے۔

اب آئیے اس جہتی کے اصولی تعلیم کو بنیادی طور پر سمجھیں جس کی چودہ سالہ تدریس میں سینکڑوں علماء کا نام لگے۔ حضرت والا اس بات کے قائل تھے کہ استاد جو بھی مضمون پڑھائے اس میں خود زیادہ مشقت اٹھائے۔ اس کے پس ترین پیرایہ میں شاگردوں کے آگے پیش کرے کہ اس میں استاد پر زیادہ بار پڑتا ہے لیکن جذبہ شفقت اس کو ہلکا کر دیتا ہے۔ یہ سب کچھ بغیر اس جذبہ کے یہ کام انجام ہی نہیں پاسکتا۔ (۲۱) حضرت اقدس کا یہ عمل اصول تھا کہ مشکل اور پیچیدہ مقام پہلے سلیس تقریریں میں کیا جاتے اور جب دنیا کو سمجھ جائیں تو اس مقام کا مکث کر دیا جاتے۔ چنانچہ مدرسہ جامع العلوم کے شاگرد اقول موعود فضل حق سبب و وجہ میں مدرسہ تکنوج میں جس نے "کو صد کا مشہور مقام" شفاء بالکفر" اور پیش ہوا۔ جو بہت ہی مشکل سمجھا جاتا ہے۔ تو حضرت نے پہلے اس کی تعان تحریر فرمادی اور پھر جب وہ اچھی طرح سمجھ گئے تو فرمایا کہ "یہ وہی تو مقام تھا جس کو شفاء بالکفر" کہتے ہیں۔ اس پر وہ دھمک رہے کہ اگر تم تو دہتے تھے لیکن یہ تو کچھ مشکل نہ لگا۔ (۲۲) حضرت اقدس یہ بھی پسند فرماتے تھے کہ طلبہ کے آگے زائد از ضرورت تقریر کی جائے جس سے غصہ و محس اظہار نامیت ہو اور جس کی وجہ سے اصل مطلب غلط ہو جائے۔ چنانچہ نہ صرف خود اس اصول پر کار بند تھے بلکہ اور دیگرین پر بھی اس نظر سے نگرانی فرماتے تھے۔ ہم ہفتہ واری تقریروں اور مناظروں سے بھی حضرت اقدس کو مشغول تھا۔ اور سب امتحان فرماتے

اسموسلیم

کہ اس کی وجہ سے طلب کی توجہ ہفتہ ہر ایک ہی موضوع تقریر و بحث کی طرف متوجہ رہے۔ یہی سبب تھا کہ اس میں ہر جہت پر واقع ہوتا ہے حضرت اشرف فرماتے تھے کہ جب کتابیں پہلی مرتبہ پڑھیں تو پھر تقریر و بحث سے سب کچھ آجیائے۔ حضرت اقدس کی طالب علمانہ کیسوزنگ اور علم کی سرگزشت اس صحیح سون کی شکل بن گئی۔ ۱۵ سال تک کہ وہ علم و ادب کی باتوں کا اعتراف کریں تو مستند و علمی ماحصل ہو جاتا ہے۔ اس لئے اقدس صاحب نے معاملہ کر کے تعلیمات اور محلات میں توجہ پیدا کر دی۔ (دب) پھر جب استاد کھانے کو بغیر کے آگے رہے ہیں۔ (اجز) جب کچھ چاہیں تو یہ مرتبہ خود بھی اسی مطلب کی تقریر کریں۔ یہی باتیں تو دراصل ہیں۔ ایک بات درجہ استقامت کی ہے۔ وہ یہ کہ کچھ آہستہ روزانہ پڑھ لیا کریں۔ یاد رہے کہ اسے اسفند و اللہ پیدہ ہو جائے گی۔ ۱۵ سال تک وہ اسے یہ اصول بھی پایا تھا کہ اگر کوئی طالب علم عدم مناسبت یا عدم کی وجہ سے محلات پہنچے بیگم و بیات کی درسی کتابیں تمام کرے تو اس کو سند سے محروم رکھا جائے بلکہ سند میں بھائے اور بیات سے دور مستورات و بیات کی جو کتب پر مبنی ہیں، ان بیات نکال جائے۔

بزرگان عصر کی خدمت میں

حضرت اقدس رحمہ اللہ علیہ کو حضرات اہل اللہ کے خاص عقیدت اور محبت تھی۔ فرماتے تھے کہ بزرگوں کے ناموں سے بھی روحیں آگے جاتے ہیں اور غلب میں توجہ پیدا ہوتا ہے۔ بزرگوں کے سر کو اس درجہ مانجھتے تھے کہ رتبہ البیاتی کے نام سے ایک مزار حکایات کا مجموعہ تالیف کیا اور بہت و فوٹو سے فرماتے تھے کہ یہ حضرت عثمان میں۔ چنانچہ یہ کہ ان کے حالت پڑھے جائیں اور غلب میں محبت الہی پیدا نہ ہو تو خود اپنے متعلق بار بار فرمایا کہ اگر کبھی طالب علم میری خدمت کی اس طریق میں کسی مجاہدات و ریاضات کیے، جو کہ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے سب اپنے حضرت استاد و مشائخ کی توجہ اور میری طرف سے حمایت و دعا ہو۔ و عقیدت کا ثمر ہو۔ بالخصوص اس وقت جب حضرت اقدس اپنے شفیق استاد و مکتبہ کے گاہکوں کی علمی تحقیقات اور باطنی کیفیات کا ذکر فرماتے تو آپ پر ایک وجہ کی کیفیت طاری ہو جاتی اور دینک ہی حال قائم رہتا تھا۔ پھر یہ شعر پڑھتے۔

اولئک ابالی فی جنہ فی بشلہم

انجمتنا میا حسریو الیہ مع

حضرت اقدس اپنے وقت کے سارے بزرگان دین کے سامنے ہیں اور ہر ایک سے دعا و توجہ و لطف و حمایت کے ذریعہ استفادہ کیا ہے۔ مع "متبع زہر گوشہ یافتہ"

چنانچہ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب مجددی، مہتمم مدرسہ دیوبند کے ساتھ توجہ میں شریعہ سے متعلق فرماتے تھے کہ اس قدر زحمتیں ہوئے تھیں کہ جیسے باطل پاک صاف ہو گیا ہو۔ مولانا اقدس صاحب نے سرحد پینچ کر شیخ مجدد الف ثانی اقدس سرہ کے کی زیارت فرمائی۔ اور واپسی میں ریاست شیر میں ان مقامات کی بھی زیارت کا شرف ملا جہاں دربارہ کشت، بعض حضرات انبیاء علیہ السلام کے مزارات ہیں۔ مولانا اقدس سرہ کو حضرت سے اس وجہ محبت تھی کہ دربارہ آپ سے اپنی مسجد میں امامت کروائی۔ اسی طرح آپ شاہ علی مرتضیٰ گیلانی اور شاہ برہنہ صاحب جو پانچ سو سالہ نقشبندیہ مجددیہ کے آقا تھے، ان کی زیارت سے بھی مشرف ہوئے ہیں اور ہر دور کے حضرات خاص بنائے ہوئے تھے۔ اول، ان کے بزرگ سے تو اس وجہ محبت بڑھی کہ انہوں نے آپ کو اپنے وہ احوال بھی سنائے جو اوروں سے نہ فرماتے تھے۔ مثلاً فرمایا کہ کتنے کی تربت نہیں لیکن تم سے کتنے عجب سیدہ میں جاتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے یہ کر لیا ہے یہ بھی فرمایا کہ جانی بہت کا مزرہ برحق، کوثر کا مزرہ برحق، لیکن غار کا مزرہ ہے وہ کسی چیز میں بھی نہیں۔ بھائی ہم تو قبر میں بس ماز پڑے

یہ لکھے۔ دُعا سے کہ جس توالد میاں قبر میں یہ ہجرت دیں کہ جس نماز پڑھے جاوے۔

مولانا شاہ سلیمان صاحب لاجپوری ایک مشہور بزرگ جو لکھے ہیں، نورانِ جہان نے حضرت سے کئی بار ملاقات فرمائی۔ ایک مرتبہ حضرت نے یہ سہ سورتیں پڑھیں۔ اور مولانا صاحب سورت سے ناخیز۔ داستان میں ایک پل پر دو طرف کی ملاقات ہوئی، مولانا صاحب ناخیز رہے۔ یہ ایک مسجد میں بیٹھے روتے رہے۔ اور کسی کے استفسار پر حضرت کا نام لے کر فرمایا کہ "یہ بات انھوں نے کیا کہنے؟" حضرت مولانا نے فرمایا کہ "معاذ اللہ صاحب سب پر جان تھے، لیکن میں یہ سب حضرت کو دیکھا تھا تو فرمایا کہ میرے بعد یہ لڑکا ہوگا، چنانچہ دینے دیکھ دیا کریم سوا، مولانا محرم بقوب صاحب قدس سرہ نے کو اجماعاً یہ دینے کے حد میں اقل۔ صاحب سب کی صاحب کے خلیفہ رشید اور حضرت کے استاد تھے اپنے شاگرد کو خوب دیکھا تھا، آپ کے زمانہ طالب علمی ہی میں حضرت نے سرہ نے یہ فرمایا تھا "خدا کی قسم جہاں تم جاؤ گے میں ترمی تم کو گئے پیچھے" قلند بزرگ گوید دیدہ گوید یہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی نے سرہ سے دینے اسلام ناواقف نہیں۔ اپنے وقت کے محقق عالم ادب اہل دل کے نزدیک مسٹر لور پر نقیب استاد تھے، چمکاؤ لا حضرت نے سب ہی سببیت کی درخواست کی تھی اس لیے تا آخر حیات آپ کے ساتھ شیخ بنی کا سلوک درستی سبب اور واقعی حضرت کو آپ سے بڑی محبت و محبت تھی فرماتے تھے "میں نے ایسا جامع طاہر و باطن بزرگ کوئی نہیں دیکھا اور لوگوں کے ساتھ تیسری حقیقت استدلالی ہے اور مراد رشید احمد گنگوہی اسکے ساتھ غیر استدلالی۔ ملائی موی جامع خلافت ادب ماسلوم ہوتا ہے۔ قیام نماز جموں کے وقت حضرت تھانوی سے مراد ملا علی کا حال سن کر بہت خوش ہوتے اور فرمایا کہتے تھے "یہ سب کچھ سے کمر بھر کر پوری خوشی اس وقت ہوگی جب کہ اللہ کے دے والے بھی وہاں جمع ہونے لگیں" حق تعالیٰ نے اپنے اس محبوب بندہ کو "ترجمی پوری کر دکائی۔ اور غیب ہی پوری کھلائی۔ شیخ الحدیث مولانا محمد حسن صاحب سے آج کا ہر مسلمان واقف ہے۔ حضرت رشید احمد گنگوہی کے خلیفہ خاص اور بانی دیم بند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے شاگرد خاص تھے۔ جاسے حضرت کے استاد تھے اور اپنے شاگرد کا اس دیندار احترام فرماتے تھے کہ "میرا افضل و کمال" اور معصوم استاد میرت کے عنوانات سے مخاطب کہتے تھے شیخ الحدیث حضرت میں حویلی اختلاف رائے رہی ہے وہ عالم آشکار ہے۔ ہمیں بدعا ہوں نے اس سے ناگاہ، شاگرد حضرت شیخ الحدیث کو آپ سے برگشتہ کرنا چاہا تو آپ نے جواب دیا "امسوس تم، یہ شخص کی شکایتیں کرتے ہو جس کو میں ایسا بے خرد و ملت سے ارادہ تواضع وہ الفاظ نہیں بتائے بھتا ہوں۔ میں جو کہ کر سادہوں کیا کچھ پر کوئی دلی آئے ہے۔ میری ایک سال کے بعد اور ان کے بعد دانے۔ اس میں اعتراض و شکایت کی کیا بات ہے؟ اسی دور کے ایک اور بزرگ مولانا نعیم احمد سہانپوری ہیں وہ حضرت گنگوہی سے سرہ کے خلیفہ اعظم اور علم و عمل میں اپنی نظر آپ تھے، حضرت تھانوی کے متعلق فرماتے تھے "کچھ کو اشرف سے اس وقت سے محبت ہے کہ وقت ان کو خبر بھی۔ مگر آپ کے معاملہ کے متعلق یہ رائے رکھتے تھے "ان کے بیان میں دراصل مولانا علی رکھنے تک کی غلط فہمی نہیں ہے کہ سہنے ہوئے کسی کا دھوکہ کتنا بڑا الٹ ہے؟"

یہ قرآن چند بندہ گنگوہی کا، مکمل اہل تذکرہ مراجعہ شہرت کے درخشندہ ستارے ہیں۔ ان کے علاوہ اور اکابر وقت مولانا محمد علی صاحب تھانوی، مولانا نعیم صاحب فرنگی علی، مولانا امجد علی پاشا صاحب کی قدس سرہ اور دیگر جیسوں بزرگان دین سے ملاقاتیں رہی ہیں اور حضرت سے ان کے عطف و کرم کو اپنی جانب مبذول گرایا ہے۔ اور وہ حضرت کے علم و اخلاق سے متاثر ہوئے ہیں۔ اہل حق میں یہ قبور بیت برحق کی دین ہے۔ دلائل معصوم اللہ یومئذینہ مسرتے یکجا۔

شیخ ذوراں سے تعلق اور حج بیت اللہ

گذشتہ صفحے کے بعد والد علیؒ کی پیدائش ایک مذہب و عصب مایہ و صاحب کی دلوں کا تیرہ تھی اور انہی بڑھتے سے پہلے ۱۰۲۰

لکھا تھا اور خود تک اپنی محبت و توجہ سے سرزد کرتے رہے۔ یہی امر تھی جو یہ صورت میں عشق کی جلوہ بازیوں میں صاحب بار تقرب۔ استاد حضرت مولانا رشید محمد صاحب گنگوئی کسی بہت سے دیوانہ شریعت لائے اور حضرت صاحبؒ کی مدد میں گنگوئی صاحبؒ کے یہ آگے بڑھے۔ شوق سے جہاد کر رہا تھا۔ ۱۰۳۰ء میں اجماع حاصل ہوا کہ حضرت قدس سرہ گنگوئیؒ کے خاتمہ یا تو بیعت اور بیعت سے نا آشنا تھے مگر کشتش اس جگہ کو نہ بیعت کی درخواست کر دی۔ حضرت قدس سرہ نے دور اپنا حیدر میں اس کو سنا سہا در کنارہ دیا۔ یہیں ماہِ قرب میں یہ بیعت صورت پروردگارؒ اور جب ۱۰۴۰ء میں حضرت مولانا گنگوئیؒ نے خود کو دیکھ کر عرب و اجماع حضرت صاحبؒ کی والدہ صاحبہ قدس سرہ کی خدمت میں حاضر کر دیا کہ آپ کو ۱۰۳۰ء سے دیکھ رہا ہوں کہ کھانا کریں۔ اچھا سے روہوں غلام میں کیا۔ رویداد ۱۰۴۰ء میں کواکر حضرت حاجی صاحبؒ کے جواب میں گری بیعت فرمادیا۔ اس سے بعد محبت و الفت کی شرح ۱۹ سال کی تھی۔

حضرت محبت و الفت (ابھی پیرا بھی) کہتے تھے کہ شیخ العیوبؒ کی خدمت میں صرف سے کہ حضرت سکونت اختیار کر گئی تھی۔ لیکن صاحبؒ کی کچھ کھل باتوں سے نور ماں و مکان کے سامنے بجا بات اٹھاتے ہیں۔ علامہ والد حضرت حاجی صاحبؒ سے دیکھتے تھے کہ ان کے وہ شہسوار کا جلوہ دیکھ لیا تھا۔ ابھی صاحبؒ کی خدمت میں سے آئے والد ماجد کو کھانا بھیجا تھا کہ تم حج کو آؤ اور جب اپنے بڑے لڑکے کو لینے آؤ۔

عرض سوال سنئے میں جب کہ محبت و الفت صاحبؒ کی زندگی خیر و برکت کا پاپ ہیں اتنا وقت معلوم میں معرفت تھے۔ سفر حج کے لیے چلنا ہو گئے۔ انھیں کہیں یہ حکم و توجہ مسووح حضرت داد سے والد ماجد کی بیعت میں ریاست حرمین شریفین کے لیے دو۔ جوئے کا یہ عالم تھا کہ کسی طاق سے آپ کے وار ماجد سے نہ۔ نہ تار کا ان کا نور کہہ گئے۔

چونکہ دیوارات ساگر باشندہ چون تو پیشی اس پر پاک و سوچ بچار رات و شب کی کشتی اس اسی مہذبہ اشتیاق سے کہ سفر پہنچے۔ حضرت حاجی صاحبؒ سے یہ زبانی کیا۔ شیخ قدس سرہ بہت خوش ہوئے اور دست بیعت کی خدمت سے سرزد کیا۔ جدلات حج خود فرمایا کہ قرینہ یاں چہ نہیں۔ جو داد۔ لیکن حضرت والا کے والد ماجد سے معاشرت اور خدمت حاجی صاحبؒ نے سائے نامہ حریت فرمایا کہ وہی صاحبؒ سے اس وقت پہلے ہو گیا۔ کیا بات کا تا چہ کہ وہی صاحبؒ کی ہر عین سے لائے کہ شہد میں مناسبت ہوئے۔ دور کا سارہ حضرت حضرت والا پر اس پاک کا ائمہ اور اس صاحبؒ پر اردو سکونت۔ اس کی ان سوچا میں صاحبؒ سے توجہ سے یہی بات۔ ان کے ایسی کیفیت شوقیہ و محبت پر اس کی کہ خود لائے تھے۔ ایسی بیعت کہ پر حرمین میں ہوئی۔

حج ثانی اور محبت شیخ
اس کی جیت سی تو پہلوی سے ہو گئی۔ حضرت حاجی صاحبؒ شوق نے اس کو خوب دہی اور اس پاس کے میاں سے اس کو خوب جڑ لایا۔ لیکن وہی پر پھر بھی اس شہد میں حرمین کی خدمت۔ ان کی ہر ہر عین سے لائے کہ شہد میں مناسبت ہوئے۔ دور کا سارہ حضرت حضرت والا پر اس پاک کا ائمہ اور اس صاحبؒ پر اردو سکونت۔ اس کی ان سوچا میں صاحبؒ سے توجہ سے یہی بات۔ ان کے ایسی کیفیت شوقیہ و محبت پر اس کی کہ خود لائے تھے۔ ایسی بیعت کہ پر حرمین میں ہوئی۔

[illegible][illegible]

واپسی اور قیامِ وطن

میں خود ہی یوں فرما چکے تھے۔

عشق می سازد مثال جهان مجسمه
عشق عاشق را کند زار و زار
عشق سازد نذر و ناله عاشقان
عشق صفت مرعشاق را

عاشقان را نیست مطلب جز خدا
عشق عاشق را کند سو و غوار
هم کند زلزلید و محبت عاشقان
منسوب عشق هم تو سبب

بعد از آنکه هیچ کس پیرامون در جامع العلوم کان پرورش معروف و دلس و قدیس جوئے بکار

کانپور میں ۱۲۱۵ھ تک قیام

اسی کی خدمت میں کفایت کے عوض لذت اور گوارائی کے بدلے خوشگوار تھی۔ حضرت شیخؒ کی خدمت میں حاضری سے قبل کی کیفیت شوقِ رب
اور سیرِ اللہ کا تجربہ تھی اور موجودہ کیفیت "سیرِ ربی" کے باعث تھی۔ وہ حالتِ مشاہدہ سے قبل کی تھی اور یہ بعد کی۔ وہ اثرِ حقیق تھا یا اثرِ
بقول حضرت مجددِ ملت اس زمانہ میں یہ حال تھا کہ جی چاہتا تھا کہ ساری دنیا کو ذکر و شغل و روزی کا لالہ بنا دوں۔ چنانچہ مشہورِ جہ سے
علقہ تو جہی منتقل فرمائے گئے تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سارا عہدہ کا پورا ذکر و شغل بن گیا تھا۔ اس کی اطلاع جب حضرت شیخؒ کو ہوئی تو جواب آیا: "ما تہ
آپ اہل آپ کے تعلق کے خلق و شوق کی کیفیت سن کر طبیعتِ نہایت ہی خوش ہوئی۔ اللہ تعالیٰ باریک ذکر و شغل و دائم شغل رکھے۔ دلی عینِ تہ
در تہی عطا فرمائے۔ مقصود اصل تک پہنچائے۔ آمین ثم آمین" لیکن یہ کیفیت بھی مدنی تھی اور عجب "مقامات" میں صوفیہ بڑھ گیا تو اس "شوق"
سے دوسرا جی رنگ اختیار کر کے میں شوقِ مقامات کی طلب شدید ہوئی اور پھر دوسری جی منظر پر اہل التہذیب کی کیفیت مدعا ہوئی جسکو قیامِ تہ ہوئی تھی
لیکن دو دن کی اصل میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ پہلی کیفیت طلبِ ابتدائی کا تجربہ تھی اور موجودہ کیفیت طلبِ مزید کا۔ اسی وجہ سے اس
دفعہ حیرت و پریشان اور حیرت لاحق ہوئی۔ یہ وہی کیفیت تھی جس کی پیشین گوئی حضرت شیخؒ نے اپنی پہلی وصیت میں فرمائی تھی۔ سامعہ شافیہ
علی چاٹ ہو گیا۔ جس دفعہ میں سے دلچسپی ختم ہوئی۔ وہ حلقہ گنا چھوڑ دیا اور کیسوی اختیار کر لی۔ بل کا پورا جو مجددِ ملت کے حلقہ کے پیادے تھے،
چلنے لگے۔ ایک دفعہ بڑا جلہ تھا۔ ہر دلی حضرات علماء بھی تشریف لاتے تھے۔ ہر ایک مدرسہ ان تھا کہ کوئے کہ حضرت کی خدمت میں آئے اور
حلقہ کے لیے امر کیا۔ اکابر علماء کو دیکھ کر انکار بن پڑا تھا۔ اپنی حالت کے بد نظر اقرار عکس تھا۔ جب کہ بن۔ پڑا تو گراں ہو گیا اور انہوں
کی زبان اپنا حال سناتے گئے۔ یہ دیکھ کر مولانا مولانا سلام فتح پوری کا دل چھل گیا۔ اور بے ساختہ یہ شعر زبان سے نکلا۔

عشق نے غالب نکھا کر دیا

پھر اپنے ساتھیوں سے کہا: "بس مجال! بس اب انھیں اپنے حال پر چھوڑ دو۔ تنگ نہ کرو۔" ایک اور موقع پر جب مولوی شاہ سیاحانہ حالت
میلدار ہی تشریف لے رہے تھے۔ ان سے بھی لوگوں نے امر کرنے کے لیے کہا تو انھوں نے عجیب سی بات یہ کہہ دی کہ اگر میری حالت میں اس شخص سے
وہلا کھایا تو میں بستر پر بیٹھنے ہی سے کہ منہ سے پھل نکال دوں گا۔ وہ افسوس کے ساتھ کہہ رہے تھے کہ اگر ایسی حالت میں امر نہ ہو تو منہ سبب نہیں ہے اس کی تصدیق
خود حضرت نے بھی فرمائی کہ "اس زمانہ میں مجھ پر تو حید کا بہت حملہ تھا۔ اسی لیے میں نے وہلا کھن چھوڑ دیا تھا کہ نہ جانے منہ سے کیا نکل جائے اور

اور عطف فنی ہو کر دینی نقصان پہنچے، مگر اس غیبی صاف میں بھی مصیبت عامہ کا یہ خیال نادرات ہے۔

عرض کی کیفیت اضطراب بڑھتی چلی گئی۔ چیری امداد مل صاحب کا پورہ ہی میں تھے اور موصوف سے مستیری تدبیر کی مگر

عرض بڑھتا گیا جوں جوں دعا کی

سب اضطراب و انتہات حد سے گزرنے لگا تو ایک عارضہ اپنے شیخ یا کمال قدس سرہ کی خدمت میں پہنچا اور اس میں یہ بھی عرض کیا کہ
 دست اضطراب میں پہنچا۔ امداد مل صاحب سے بھی پابہ جوتی کی، ایکس حاصل کچھ ہوا، جب یہ عارضہ شیخ یا کمال قدس سرہ کی خدمت میں پہنچا تو
 حسب حاجی صاحب کبھی گھر کے اندر تشریف لے جاتے کبھی باہر نکل آتے اور بار بار فرماتے کہ "جوان آدمی میں عیب ہو گیا ہے، نقل میں سو کا بل
 روتی دور جوں کیا کروں؟" اس پر صاحب عیب لے گئے تھے اسوں نے عرض کیا کہ حضرت میں عیب ہی جانے والا ہوں ہیں یہ سن کر حضرت
 حسب نام سرور ہوئے۔ اس عیب کا جواب ان کے حواری اور فرمایا کہ ان سے کہنا "جب تک متنا یہ عام و معدیہ کیوں کسی دوسرے کی
 عیب رجوع کہتے ہو؟ جب یہ صاحب بندوستان پہنچے اور حضرت مجدد الملت کو حق کے کا پورہ آئے، اطلاع ملی تو شام تا صبح دوپہر ہی کے وقت
 یہ گھر پہنچے۔ انہوں نے والا نام پہنچایا، اور بنائی پیام بھی۔ اس سے جراثیم ہوا اس کا حال خود حضرت اقدس یوں بیان فرماتے ہیں "قبل ظہر
 میں نے گئے حضرت کا یہ پیغام سنایا تھا، میں ملتے ہی ایسا معلوم سراجیے دیکھتے ہوئے تو، پر کسی نے بھری ہوئی شک چھوڑ دی جو دیکھتے ہوئے
 یہ پہلی کا کٹھا رکھ دیا ہو۔ حضرت نصف سے بھی کم پریشانی رہ گئی۔ اور عرب تک تو میں مصلح صاف تھا، اس طرح شوق کی کیفیت
 "اس میں بدل گئی۔ وہ یہ "اس" "اس" سے اوتھ حاضر پہلی مرتبہ کے غیب شوق کے بعد حضرت شیخ کی خدمت میں حاضری سے قبل
 حاصل ہوا تھا۔ مشہور ہے کہ۔"

ہر کار حق، فنی گیر و از مطلق داشت گیرد

مجدد الملت کو تعلقات سے وحشت شروع ہوئی اور دن اس میں ترقی ہوئی گئی یہاں تک کہ کانپور بھیے خوب مقام اپنے
 "مرد و مرد اور کسی دقت میں سے بھی برداشتہ منظر ہو گئے، حضرت شیخ کی نصیحت یاد آئی کہ "اگر کسی کانپور سے حق برداشتہ موجد کو پھر توکل
 در عبادت جوں ہی جا کر بیٹھا جائے" ۱۳۴۴ھ کے مستمر پر عثمان کی کشتاف و امداد یہ اتحاد نبیوں کو جو دکان معرفت، کشتاف حق دوبارہ ممکن بنایا
 "یہ کانپور کے فریقہ و گردیدہ کو کسی سے بد عزتی تو بدلتی جاسکتی تھی۔ اپنی عبادت اور طراست سے کام لیا۔ اتفاقاً ان دنوں مدرسہ کی
 خدمت کا رخ سو چلی تھی، اس سبب سے پہلے تھوڑے سے دست برداری حاصل کی۔ پھر اپنی جگر بڑی اچھی صاحب بد و الی کو مدد اس اقل بنایا
 "مجاہد اسے نام سر پہ سستی قبول فرمالی، اس طرح پورے سن قدر سے جس طرح ہر طرح کے عقائد و حرج سے بچاتے ہوئے امداد مل کانپور سے کچھ
 "نہار لینے کا نذر کر کے فاضل مسند میں خوش فوج کا پورے چل گئے، تھوڑے عرصہ میں اگر حضرت شیخ کو مطلع کیا تو جواب آیا "بستر ہو اگر آپ
 "جوں تشریف لے گئے امید ہے کہ آپ سے خلافت کثیرہ کو فائدہ کا جزئی و باقی ہوگا اور آپ ہاں سے عبادت و مسجد کو از سر نو آباد کریں گے
 "مروقت آپ کے حال میں دعا کرتا ہوں اور غیاں رہتا ہے۔" (مکتوب ۱۳۴۵ رجب ۲ مسند)

اور مدد سے کانپور کے حالات وقتاً فوقتاً دریافت فرماتے رہے اور جہاں بات دیکھتے تھے، ہر کار کو ترک تعلق کا گمان نہ
 "تھے، مگر جب دیکھا کہ مدرسہ کی شش ٹھیک ٹھیک بن چکی ہے اور اب اظہار عزم ہے، اس میں غفل کا اندیشہ نہیں
 "تھے، یہاں تک ہے

[illegible]

۱۳۱۵ء سے مستقل قیام گاہ بنیوں

[illegible]

ماست قرینہ می و ماستہ ہی ساتھ دونی مشکلیہ کہ جو بقول حضرت اقدسؒ "خدا دگر کے میتھا" جو کہ تپ و ماستہ ہی ترسا ہو ۔۔۔
وہ عودہ منکرہ بھی جو آواز آوے جو عودہ است کے کہ نہ سکے ڈاکر کو مستحق کرے یا سب جو کہ بدستھا، قاس کو بھی جس کسی وینا کو ۔۔۔ گویا یہ ۔۔۔

میں شمع ہیں۔ نہ تو صیغہ دل میں
سورج شرت۔ میں زیرِ پرچوں نہ جان

خود گیسے اس پار وہ۔ تیرے میں نہ
سے اپنے اصل دار سے نہ طاقت بدنی

۱۔ مسکن شہر میں یہ منگوا لیا اور ایسی تدبیرات کئی کر دیں جو دھوکہ دہانی کے موجب، حیاتِ مقدسہ پر دور دورہ جامعہ یہ قیامتِ مہربانہ —
 ۲۔ وہی کے ہنس تیار نگاہ میں واقع ہو۔ اور قطبِ ارشاد و حضرت مولانا سید احمد علی قادری مدظلہ العالی کے پیچھے رہ کر —
 ۳۔ اہل بیتؑ کے کیا جاسد۔ محمد انصاری تھا۔ جو ان تشریف کے لئے، یمن و قطرہ و مشرق و باجورہ، کرا۔ یہاں جس کے بھائی کیسیت —
 ۴۔ اہل بیتؑ کے متوجہ صوبہ کے لئے تدبیر دور سے ترسے گئے کہ چند دنوں میں نہایت صوبہ دار —

”بہ قسم کہ جو کہ میں اپنے آپ کو کسی مسلمان سے متی کہ نہ مسلمانوں سے بھی جی کو شک نہ تھا نہ تھا۔ سمجھتے ہیں فی اللہ اور کہتا رہے بھی
وہ نکال دیا۔ اہل نہیں سمجھتا اور غصہ میں اور عداوت حاصل ہوئے۔ کبھی جگہ دوسرے بھی نہیں ہوتا۔ کچھ کہ درجہ جات تو بڑے لوگوں کو حاصل
ہو سکتے۔ مجھے تو بتائیوں کی جو تیریں ہیں اچھی جگہ مل جائے تو انہ کی بڑی رحمت ہو۔ اس سے زیادہ کی جوس ہی میں ہوتا۔ دہائی ہوس بھی ہر جگہ
مستحق ہیں۔ بلکہ اس لیے کہ دوسرے کے مذہب کا تکیہ میں۔ جو میں معذرت اصطلاح و مجرد توجیح کیا کرتا ہوں تو اس وقت یہ مثال پیش کر
کتی ہے کہ جیسے کسی شہر اس سے جرم کیا ہو اور محنت جہاد کو حکم شاہی جو ابو کہ اس شہر سے کو دوسرے ملک کے تو کیا محنت جہاد کے حل میں ہوتے
دار سے وقت کریں۔ یہ بھی دوسرے ہو سکتا ہے کہ میں اس شہر اس سے افضل ہوں۔ غرض کوئی مومن کیسا ہی با محمل ہو میں اس کو تغیر نہیں سمجھتا بلکہ
جو۔ یہ مثال پیش نظر روحانی ہے نہ انگریزی میں اپنے مذہب کا ایک مقلد ہے تو اس کو بدستور عدا کا ایک کلمہ کو بجا کہے گا لیکن اس میں کو صیغہ
سمجھے گا اور وہ میں کہے گا کہ جب کبھی بھی صابن سے منہ دھوئے گا پھر اس کا وہی پادہ سامنے ملے گا۔ غرض مجھ کو صرف نفل سے
صحت ہوتی ہے نہ نفل سے نہیں۔“

مجدد الملت مسند ارشاد

ابن تریج ثانی کے مدعا پر ہی ہے۔ رشید اصحاب باطنی کا کام شروع ہو چکا تھا اور حضرت گلشنی قدس سرہ بھی اپنے بعض حصے میں بہت سی خدمت کی گئی تھی۔ مگر یہ سب کچھ دیر بھر تھا۔ جون پہنچ کر ناگہب
 اور یہ اس کی تعداد کافی بڑھ چکی تھی۔ مگر گزشتہ "مدعہ بیعت" کے بعد سال بھر میں اصحاب خلق کا سلسلہ ملک گیا تھا اور خود آپ ہی نے
 اس کو یکسر مٹوا کر دیا۔ ظاہر اس کی حالت میں کسی کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ لیکن جب میں تمہارے دربار میں حاضر ہوا تو اس سے
 براہ راست اسے تسکین دلائی۔ پھر چھوڑ دیا جس نے اور تربیت کے کام میں جرت شروع کر دی۔ مولانا محمد حسن کو روٹی کی ضرورت تھی کہ اس کے لئے
 مولانا محمد حسن صاحب لاہور دی کا صاحب دس روپے ڈالے جس سے حکیم الامت کے صاحبزادے اس مقام پر نہ ہو سکتے اور آپ سے دست کے
 "مجدد" کو اس کی بشارت ملتی ہے۔ خود تحریر فرماتے ہیں:-

میں نے مفرج میں بمقام مدینہ حضرت مولانا تھانوی رحمہ اللہ کے تعلق ایک خواب دیکھا۔ حالانکہ اس زمانے میں مجھ کو حضرت مولانا
 سے کوئی خاص عقیدت بھی نہ تھی۔ البتہ ایک بڑا عالم سمجھتا تھا۔ اور میرا حال بھی علمائے اہل حق کا کچھ نہ تھا۔ یہ مستند تھا۔ اور میں حضرت مولانا کا کچھ
 کو یہ حقیقت میں کوئی امید سے بیدار بھی تھا۔ ایک شب خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضور پر وحی اللہ علیہ وسلم ایک چادر پانی پر بہا کر پڑے
 رہے ہیں اور حضرت مولانا تھانوی تیار و تازہ رہے ہیں۔ اور ایک بزرگ حور بیٹھے ہوئے دکھائی دیے۔ یہ ہیں جن کے تعلق خواب ہی
 اس میں معلوم ہوا کہ یہ حبیب ہیں۔ آٹھ گھنٹے پر اور امیر سعد بن یہ یہ قہر شری کہ حضرت کو کیا یاد میں حضور کی امت ہوا
 ہے اور حضرت مولانا اس کی تیار داری یعنی اسطر دہا رہے ہیں لیکن وہ بزرگ حبیب جو دور بیٹھے نظر آئے تھے وہ کب میں نہ آئے کہ کون تھے۔ وہابی
 ہندوستان پر جس نے حضرت مولانا کی خدمت میں یہ خواب کچھ بھیجا اور پتی قہر میری کچھ میں آئی تھی۔ کچھ کچھ دیکھ دیا کہ میری کچھ
 میں یہ نہیں آیا کہ وہ جو ملک حبیب کون تھے جو دور بیٹھے نظر آئے تھے حضرت مولانا نے تحریر فرمایا کہ وہ حضرت امام محمدی علیہ السلام ہیں اور وہ چونکہ
 ابھی زمانہ بیدار ہیں اس لیے خواب میں نہ دکھائی دیے۔

چنانچہ حضرت مولانا سے قصبہ تھانوی میں ایک گزشتہ مدت اور دیو پات کہ ٹھکانا کہ وہ بادشاہت کی جو کہ کسی
 کے حصہ میں آئی ہے۔ ہندوستان کے شمال و جنوب اور مشرق و مغرب سے لوگ چلے آ رہے ہیں اور ان سے انسانی شیعہ پیدا ہوتے ہیں اپنی حیثیت کے
 مطابق بدستور کے سامان حاصل کرتے۔ وہ بھی کہنے ہیں کہ پانچ چیلوں سے بدستور ہی اور یہاں ٹھکانا کہ وہ بادشاہت کی جو کہ کسی
 یہ عالم تھا کہ قصبہ تھانوی میں کے لیے ایک مستقل ریاست بنائی گئی۔ اور مولانا تھانوی کی "وکان معرفت" پر مبنی رہے۔ ان کے علم و جان کا وہ جو
 ہوا جو حضرت نظام الدین اویا رحمہ اللہ علیہ اور حضرت شیخ احمد سرحدی رحمہ اللہ علیہ تھے۔ ان کے علم کے بعد تاریخ ہند میں شاید ہی نہیں
 تھا۔ مگر یہ دین و ملت میں بیکڑوں نہیں ہزاروں نئے صوبے "بجاریں" بھی کی تعداد ۱۶۹۰ ہے۔ جس میں ۱۵۰ مجاہدین بیعت نامی حلفاء ہیں۔
 ۱۵۹۰ ہجری میں بیعت میں جس و بیعت کی تعداد میں تین بیعت کی جہازت حاصل ہے۔ پھر کہہ ۱۵۹۰ ہجری میں مولانا تھانوی نے علم و دین میں
 کم و بیش کیے ہیں۔ مگر وہ بھی ہیں جو اپنے وقت کے علم و ادب کے دور کے اساتذہ کرام ہیں جیسے مولانا تھانوی حضرت حقی علی پاکستان مولانا
 محمد شفیع صاحب دہلی حضرت مولانا قاضی محمد شفیع صاحب سترہ العلوم و جمہوریت مولانا علامہ سید سلیمان صاحب مدنی
 حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب مدنی سترہ مدنی صاحب مدنی مولانا تھانوی صاحب مدنی مولانا تھانوی صاحب مدنی مولانا تھانوی صاحب مدنی
 مولانا تھانوی صاحب مدنی مولانا تھانوی صاحب مدنی مولانا تھانوی صاحب مدنی مولانا تھانوی صاحب مدنی مولانا تھانوی صاحب مدنی

حضرت اقدس کو یہ تقریب ملا تھا کہ میں طرح حضرت مجدد الملوکؑ کے دو بیٹے ملاقات کیا آپ کے وہاں بیٹھ کر رہا ہوا۔ تھوڑے ہی عرصے میں وہاں کے سردار علی راسی دوکان حضرت کے حرمہ تھے۔

ضبطِ اوقات و تنظیم کار | محلات نے کہہ دیا پتا یہ کہ ایدارہ اور آبادی میں متوازن ہو دیکھا کہ یہ سب میں اور عوام تو عوام۔

۲۰۰۰

یہ نیکو امر اس اصولی رہنمائی کے - جو کہ ہر مسلمان کے لیے ہے - کی ایک اور مثال ہے۔ یہ نیکو امر اس اصولی رہنمائی کے - جو کہ ہر مسلمان کے لیے ہے - کی ایک اور مثال ہے۔

خارجی زندگی

حضرت کے وفات اس طرح ہوئے تھے صبح سے ۱۲ بجے تک لو عازر عمر نہ وقت تک کے وفات پہنے لڑائی مورثا تصدیق و تائید و حورو کے لئے فتنہ رہتے۔ البتہ یہ وہ بہترین غزیر ہے جو مسلمانانِ حق پر ہوتا ہے کہ ان کی

[illegible]

چونکہ شریعے کے لئے اور جہاد کے لئے اس کے ادب سے واقف اور اس کے ادب میں سب سے زیادہ شریعت کے لوگوں کے لئے تھے اور اس کے ادب میں ایک کو بارہ دینا یا دینا کا
وقت ضائع ہونے کا امکان تھا، اس لیے یہ صحیح معاہدہ حاصل کر کے، بے غش و غبار سے ایک بدوؤں پر بار کھاتا تھا تاکہ اس کے مطابق معاہدہ
رہے، حضرت کو جسے یہ عہد اس کے عہد نامہ تھے۔

یہاں، وطن اصلی، اس وقت کس مقام سے آ جاؤ، اور وہاں کی مدت قیام، شکل و ادب و معاش، کوئی مورد دلچسپی، بین کے حاکم کو

خیر۔ یعنی اس قدر داروہ عربی یا شریعی کس قدر ہے۔ جسے اس قدر اصل کیا ہے۔ صحت طاعات یا کچھ کتنا بھی، بلکہ کر دینا یا نہ دینا یا جمع میں یا تنہائی میں کسی سے بیعت ہیں یا نہیں، اگر ہیں تو کس سے؟ مگر مجھے بیعت ہیں تو اس کو سنا عرض ہو، اور تعلیم کس سے متعلق ہے۔ میرے سوا غلط و سبک کیا کیا دیکھتے ہیں؟ اگر مجھ سے کچھ غلط نہ کہنت ہوئی ہے تو وہ پاس ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو دکھلائیں، کتنا قیام ہو گا، کتنا قیام ہو گا۔ خاتواؤں میں پہلی مرتبہ تا بھانہ ہوا پہلے ہی آئے ہیں۔ یہاں کے انتظام کھانام کی خبر ہے یا نہیں۔ باہر تیار ہوا، اتنی اٹھان دیکھ لیا یا نہیں، (یہ وہی اعلان ہے جس میں حضرت کے وفات فراغت و معرفت کی تحصیل ہے،

اس کے علاوہ ہر طبقہ کے افراد کے لیے اصول و ضوابط متعین تھے اور سب میں یہی روح کار و فاعلی کار شد و مرید و اولوں کو راحت حاصل رہے۔ تبلیغ اوقاف - ہزاروں جاہل و سواد نہاد نے اب کوئی کتاب نہ لکھی، اسی نظم و ضبط کے تحت و اہمیت نے کہ کیا لکھیں گے؟ کتابوں میں مسائل میں حقائق و حقائق کے درمیان جمع کرانے۔ ہزاروں غلطوں کے گراں سما جوابات لکھے۔ بیگزوں و حواشی کے درمیان ہزاروں ہدایت کے دیباچے، ان گنت مضموعات کے درمیان طرفیت کے عقیدے کھولے۔ ہزاروں تشنگانِ حقیقت لہی کو میراب کر گئے۔ بہت سب اسی اصول و ضابطہ کا غیر تھا۔

داخلی زندگی | وخطہ و پند، اصول و مواضع عرفانِ اعیانہ کے لیے نہ تھے۔ گھر کی بنی۔ رنگ میں بھی اس پر نگاہ رکھی جاتی تھی۔ البتہ ہر موقع مقام کے لحاظ سے اصول بھی جدا تھے اور سہلے بھی پائیں۔

حضرت مکی دواؤد راج مطہرات تھیں۔ اس لیے جو بھی نصیحتیں کی صورت میں آتا مسلاوی مسلاوی کر کے اپنے ہاتھ سے تقسیم فرماتے غیبت کا یہ عالم تھا کہ دونوں کے مہر داد کر دیتے تھے اور باوجود قرینہ غائی کی طرف سے وہیں لینا گوارا فرمایا۔ حضرت سہمت گیرہ تھے۔ کبھی گھر والوں سے تلفظ و حکم کا براؤڈ کرتے۔ بلکہ ہمیشہ لطف و کرم سے پیش آتے۔ در بہت ہتاش بیش رہتے تھے۔ اپنی مرواج کے مہمانوں کی پوری مدارت کہتے۔ ان کے بچوں سے حب مزاج لڑتے تھے۔

اہل خانہ پرستی، لامسکوں کوئی وجہ نہ دیتے تھے حتیٰ کہ کسی خاص کھانے کی فرمائش نہ کرتے البتہ جیب خود دوسرے فرمائش کرے گا اور پوتا تو اس میں بھی ایسا سلوب اختیار کرتے کہ ان کی دل چسپی نہ ہو، خانہ پر بار پڑے، خزانے، تم ہی چید کھاؤں گے نام لوجہ باستانی پکسا سکیں ان میں سے جو مرغوب مرگا بخودوں نکلا۔

ہاں جو کثرت مشاغل کے گھر پانیدی سے تشریف لے جاتے تھے تاکہ ان کی دل نشینی نہ ہو۔ ان کی بیاریوں پر چوری طرح فراخ دلی سے یہ یہ صیغہ لیا جاتا ہے اور ضرورت ہوتی تو دور دراز مقامات کو خوصلے یا کراچ کے لئے تھے۔ اس طرح تعلق مع اللہ کے جہانے حقوق تعلقی کہیں ہونے دیتے تھے۔ یہ تو ان کا شمار دین کا شفاء سے جو صفت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آشنا ہوتے تھے جس کے نزدیک عبادت و تہجد اللہ کا شرف تھا تاکہ ہے کہ مسجد خاتواہ کے باہر قدم رکھتے ہی ہمارا رہ جاتا ہے۔ حالانکہ اتباع سنت کے تحت صرف فعل جو مسجد و خاتواہ میں رہ کر اور باہر میں جو عبادت اور تہجد واجب کا موجب ہے اور یہی صفت ہے جو ہر دہرہ ہر اکاں کی دلیل ہے۔

حضرت نے تو وہ عقد کر کے اصل و نصاف کی وہ نظیر تمام کی مراب نوگن کے یہ عقد ثانی کی مرآت شکل ہو گئی۔ خود دیکھئے۔

میرے لئے کئے جانے والے کام

ادھمکرم نامت داس چیس لب ورمضہ پیش مردمان مسیہ دہم

کے نفوس سے مست و سرشار چلے آتے تھے۔ آج فریادی انکس کے ساتھ آئے کہ

سید صدیق احمد امین

اسے تھاتا تھا، ملا دے تو تو کب بہرتا سیسہ دی

عربی اور دو سب سے مشہور صحابی شریعت تھے۔ احمد بن حنبل شیعہ ائمہ کے ساتھ مبنیہ تعلقات۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ کا جنازہ نکلا۔

طع ناشن کوناره سے ذرا اوجھم دیکھئے

عید گاہ میں غازیخانہ پڑھی گئی اور پھر آپ ہی کے وقت کردہ مکہ میں جس کا تاریخی نام "قبرستان عاشق باران" تھا۔ بہم سارک کو پڑھا کر
کیا گیا۔ لڑکا نہ مرے۔ وہ سنا ہے کہ جو شریب جامہ تھے ان کو پھر بھی ملین دکن آیا۔ لیکن جس کی تفتیں "لوسی" بنی تھیں ان کی تفتیں فراق ایک
عرب میں جا کر فرو ہوئی۔ اس کا خدارہ وہی کہ سکے گا جس سے کبھی حشر حقیقی کی چوٹ کھانی جو وہ ان قلم اس حسنی کیفیت کے انوار سے لافہم
۴۰ لب آتش زلفت جاسا کتاب کردہ

۵۔ میں تو سہی جہاں میں ہے تیرا غنا نہ کیا $\frac{1}{4}$ سکتی ہے تجھ کو غلبہ صبرا غنا نہ کیا

شهادت ائمه

تسہا و است انا نام | عفو غفرانہ تعالیٰ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے کلمات علیہ وسلم علیہ وآلہ وسلم آفتاب لہفت النہار کی طرح روشن و
ایسے مشہور ہو رہیں کہ ان کے یہ اب کسی شکوت کی حاجت نہیں۔ بالخصوص شدت نامہ کی۔ صحرانے سج آفتاب آمد و میل آفتاب۔ لیکن صبح
نہاری و مسلم حدیث استم شہدہ اللہ فی الزمان جیسی ہر موقع پر استاذ کی محنتی یہ ظاہر کرتی ہے کہ اگر کسی کے حوصلے کے بعد عام
طور سے لوگ اس کی ترقی نہیں کریں تو اس کی توقع ہے کہ وہ علم اللہ بھی اچھا تھا کہینہ کو حسب ارشاد نبوی استم شہدہ اللہ فی الزمان
عامت الناس جی میں پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہوتے ہیں۔ یہی مضمون ایک حدیث میں لیا ہے۔ غفرانہ لکھنے میں علی السکون ہی آہم ہاں مڑاں
حضور انور رافع البہار کا ۱۲ مکالمہ بھی اللہ تعالیٰ نے بعض فرشتے متین فرما رکھے ہیں کہ وہ انسان کا خیر و شر لوگوں کی زبان پر جاری کریں نیز
اپنے محبوب کی ہر گس و ناگس سے ترقی نہیں کریں کہ غرضی بھی ہوتی ہے جس کی ان کو اس علم میں مراد بھی ہے اس لیے سیکڑوں واقعات
اور کلمات میں سے جو سننے یا دیکھنے میں آئیں صرف چند ہی طور پر مندرج ہیں۔

حکومت کی عقلی مسلم جاحتیں ہیں جن میں وہ بھی شامل ہیں جن کو حضرت سے کہہ سکیں یا مشنری عقائد ہی تھا۔ قریب قریب سب نے بالاتفاق اس غبار کو کھارہ چلنے لگا۔ اس کی۔ جگہ جگہ تقریبی جگہ ہوئے۔ تقریبی سوئیں اور تقریروں کے وقت بعض مقررین دسامیں کی جگہیں بندھ گئیں۔ ریڈویشن پاس ہوئے۔ ناگزیر خالی اور قریب حوالی ہوئی۔ بعض بعض جگہ دوسرے نہ ہونے بلکہ دکانیں بھی بند ہوئیں اور بعض جگہ اس کے کہیں ناچار نہ ہوئے۔ اس بارادہ پر عمل کی سمت نہ ہوئی۔ حالانکہ وہ آزاد ہوئے تھے۔ لیکن صورت اقدس کی اپنی شخصیت کا سنا اثر سب پر تھا کہ خود بھی صورت کے معاملہ میں امتیاد کے خلاف کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اکثر جگہ بہت بہت سے اعلیٰ قریب کیا گیا۔ اپنی پت سے اعلیٰ قریب

[illegible][illegible]

آہ حکیم الامت
 اس وقت کہ شہید فضیلت یوں قوموں اس ماضی آب و گل کی سانس سرت سے ہی تقدیر سے جوہر ملتی
 ماریتی، اس میں کرساؤ سستی پر مودار مونی ہے لیکن مس طرح مٹتی رہتی ہیں مرنی و مابے ی میں مراہب کی
 موت ہی غیاب نہیں مرنی۔ نگہی نگہی یہی سوات بھی وقوع مونی میں جو صرف افراد و شعاع کی موت نہیں تو میں بگدن م۔ وہ لکھوں لکھوں
 فی عمارت حیات بھی اس سے متزلزل ہو جاتی ہے جو ہر سے دے کے وادان عقیدت و اردت سے و ہستیں۔ چہ اس کی موت کا ماتر نکھوں
 کے تہہ نظر ہائے اشک سے نہیں جوتا بلکہ ہزاروں دہوں کی پرکھوں تدبیر ایک مستقل غم کہہ ناں وہیں کر رہ جاتی ہیں۔ امیدوں اور دہوں کے
 چراغ بجھ جاتے ہیں۔ نشاط و کامرانی حیات کے شیش گہرے سرد ہو جاتے ہیں اور ایسا گھس جاتا ہے کہ اس مودت سجا نگاہ سے کامنات عالم کی ہر
 ہر چیز کو اس درمینگین بنایا ہے اسی قسم کی ایک موت پر مرنی شاعر نے کہا تھا ہے

دولت‌آباد قریب جلگہ خانیہ قلعہ

[illegible]

نفس کی یہ تفسیر بیان القرآن اور شریعت شریفی مولا ماردوم اور جوتوں کے یہ ہشتی زیور پہ کی ایسی گرس مہیا اور کثیر الشیوخ
تصدیقات ہیں کہ جو جتنی منہوس و حیثیت کے جہاندار سے اس کے درجہ شریف میں پہا و ب سیمین رکھتیں اور سطر اللہ کتاب تو اس قدر مقبول ہوں
ہے کہ سندوستان کا شایہ ہی کوئی مرد و عورت و جوان اس سے کم از کم اس کا نام نہ لے جو۔

[illegible]

مولانا کی ولادت باسعادت بیچ النکاح ششہ نومبر ۱۹۰۱ء میں ہوئی۔

مشرف السوانح کے نام سے میں سیمر جلدوں میں آپ کی حیات میں ہی شائع ہو گئی تھی جس کی تصنیف کا شرف ۱۲۰۰ھ میں میرزا حسن صاحب مجذوب اور مولوی عبدالحی صاحب کو حاصل ہے۔ اب اگرچہ حضرت میرزا حسن صاحب کو پانچ سو تیس ۱۱۰۳ھ میں مصحف ۲۰ ہے مگر کارناموں کے باعث آپ بھی زندہ ہیں۔ غرض جیسے ہیں وہ لوگ جو آپ کے عہد کے مددگار و حامد و ناظرین تھے روشتی حاصل کر رہے ہیں اور معافی میں اسلحہ کے واسطے تیرہ چلیں۔

حق تعالیٰ اعلیٰ اللہ! میں مولانا کے عارف و متب پیش ارشیتہ بڑے عاشق و زوہد محمد ہمدردوں و اسی لہذا کمالی طریقت و تہذیب و ثقافت میں ان کا حشر و جہنم و بار بار کے ساتھ کہہ کہ جس سے یہی کہی ہمیشہ وہ بہت و تہافت و صدق و فی حریج پہ کی۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

ارثوئخ اسلام
 محمد الملت کے آثار علمیه
 سید سلیمان مدنی رحمہ اللہ علیہ

حضرت حکیم الامت مولانا اسد اللہ علی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی و ادبی فیوض و برکات اس قدر خفصہ و افواج میں کہ ان سے کما حقہ ایک مختصر سے
 سمجھوں میں نہیں ہو سکتا۔ اور یہی ان کی جامعیت ہے جو ان کے توصیف و مدح میں سب سے اعلیٰ نظر آتی ہے۔ وہ قرآن پاک سے شرم میں
 مجذوب ہیں۔ اس کے علوم و حکم کے شامع ہیں۔ اس کے مشکوک و شبہات سے جو باریک دیکھ دے ہیں۔ وہ محدث ہیں۔ احادیث کے سر
 حات کے غلاب کرے و اسے ہیں۔ وہ فقیہ ہیں۔ ہر علمی و تحقیقی مسائل کے جواب نگار ہیں۔ سے سوالوں کو حل کیا ہے۔ نئی چیزوں کے نفس و تنہائی
 حقائق کے ساتھ ساتھ دیتے ہیں۔۔۔۔۔ وہ حلیہ تھے۔ تنوع کے اندر و خاص کر ان کی ہے۔ شریعت و طریقت کی ایک ملت
 و رنگ کا قاتل کس کے دلائل کو ایک دوسرے سے ہم آہوش کیا۔ سائنس کی مجلسوں میں علم و معرفت اور دین و حکمت کے مونی بکھیرے جاتے تھے
 اور یہ مونی جن گنجینوں میں محفوظ ہیں وہ طوفاںات میں جس کی نقد اور مشیخت تکمیل پہنچتی ہے۔ وہ جبہ دانش کامل تھے۔ وہی مستعد و مستعد ہیں
 ان کے سامنے اپنے احوال و دار و مدت پیش کرتے تھے۔ اور وہ ان کے تیسری پیش رو بات دیتے تھے۔ ۱۱۔ خدا جانے۔ ان کا علم و تربیت ان کا ملک
 سے۔ اسوں نے بزرگوں کے احوال و کمالات کو ایک جگہ جمع و ذخیرہ ہے سب کو آتشاکیہ۔ ان کا سہہ کی جس سے صبر۔ ہیں۔ اسوں نے
 مدت و مشیت کے احوال و اقوال میں سے نظام و نظام اس کے قابل باتوں کی حقیقت ظاہر کی اور اس کی حقیقت کیس۔ ان و تاہوں کے علاوہ

[illegible]

ع. ۱۳۰۵، پرنس و دختر شاه جنگ اکثر اهل محلی کشت

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «مَنْ جَاءَ بِمَنْفَعَةٍ لِقَوْمٍ فَهُوَ شَرِيحٌ مِنْهُمْ».

۵۳۰ بین ذاتی حقیقت کو بے شمار کائنات کا

۱۔ آدمی قدرتی طور پر ایک نئی طاقت رکھتا ہے، وہ خود اعتماد، متوجہ اور محنت کرنے والوں کی خواہشوں کی صلاح کے لیے جہاد سے توجہ بہت میں۔

تَرْجُمَةُ قِسْمِيَّةٍ وَكِيرٍ مُؤَمَّرَةٍ

اصلاح ترجمہ و دیباچہ

علاء الدین کی جہانگیر کی تخت اصولی : دہلی سلطان شہر گوردہ قرآن پڑھ لکھیں : دہلی : ۱۰۰۰

عقدہ: امام احمد رونی اور مولانا محمد تقی ہیں، مولانا محمد تقی نے آیت اللہ صاحب مدظلہ کے حوالے سے - مردہ رزق کا احکام - تاج کو جوڑنا ہے - ۱۳ - ج ۱ -

۱۴ **صلاح ترجمہ خیریت** | مولوی میر محمد صاحب کے ترجمے کی اس شاعت سے دہلی کے ایک عیسائی افسر ابراہیم مرزا اجیرت کو حیرت میں ڈال دیا اور اسوں نے پہلے تو ڈپٹی میر محمد کے ترجمے پر اس شاعت شروع کئے اور پھر پانچویں جیسویہ - جس کی حالت عام طور پر مشہور ہے کہ وہ کھنڈ کے ایک عالم کا کیا محاسن ہیں - نام سے دہلی میں صاحب کے چھپا سے کیونکہ مرزا صاحب جو عربی سے ماہر تھے۔ یہ محال مولانا سے اس ترجمہ کے افلاک پر یہ رسوا کیا نہیں لڑایا۔

بعض معاصر علماء نے اس میں آیت شریعہ پر حرجی محکمے میں روایات کا حوالہ دے کر کہا ہے کہ یہ روایات کو تبدیل و اختیار یا کسی مسئلہ پر تطبیق کیا ہے۔ لہذا اس تاویل و اعتبار میں کوئی نہیں حد خدا کی سے قطع
 نہ۔ حل کیا ہے۔ مولانا نے ان روایات پر تنبیہات لکھیں جس کا نام التفسیر فی التفسیر ہے۔

الہادی الخیران فی واومی تفصیل البیان

لاہور کے ایک جہاد گئے ترقی مخالف کو کئی جلدوں میں تفصیل بیان فی مقام القرآن کے نام سے جمع کیے۔ اس کے مولف کی درخواست پر اس میں جو شک

تقاضی نظر آئے وہ مولا ثناء اس رسالہ میں مندرج ہوئے۔

تقریر بعض البانات فی تفسیر بعض الآیات

مولانا کے حامیان کی بعض جگہوں نے مولانا سے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھا تھا اور آیتوں کی تفسیر و تقریر کو ضابطہ عشرہ میں کر لیا تھا۔ یہ ایک

موضوع ہو گیا۔ مگر یہی نہیں۔

رفع البنا فی رفع السما
 التبدی و جہالتی لکم زور و حق فی اشارة السملہ مبدا فی تفسیر
 جس میں بیاں کیا گیا ہے کہ آسمان ہے کیا کیا نام ہے میں یہ درحقیقت ایک سوال
 کے جواب میں ہے ۔

حسن الثبات فی النظر الثانی فی التفسیر المعانی اشکات

عمالِ مِسرّاتی | ترنِ مہد کی بیعتِ تہمت کے خواص جو برگوں سے سقر میں تسنّے، من کو بیان کی گیسے۔

خواص مسرتانی اس کو ایٹ صحر سے جس کا نام اثر قیامی ہے۔ ان رسائی سے مقصود عوام کو ناجائز غیر شرعی تعویذ گندوں اور عملیات غلطی سے بچا کر قرآنی آیات کے خواص کی طرف

قلمنت کرنا ہے اور اس قسم کے بدعنوانیوں سے ہماری مدد کریں۔

یہ فرس پاکستان قیامت و مہم کے رہنما و نگر پڑائی میں ۱۹۵۶ء مضمون کی کتاب سے مراد
ملک کے میں دھماکی پھوٹوں میں تصنیف و تالیف اس میں سولہ ایسے سارے نام لکھے

سابق الغایات فی نسق آیات

نہایت سہولتوں اور ان کی نجات کے لئے یہ کام کرنا چاہیے۔

مولا کے چند احوال سے ان کے عجیب متفقہ و خدا دہ کے ان مہر سے
کو یک جا کر دیا سے میں ذات قرآنی اور احوال و ملت کے مطالعہ سے

اشرف البيان لما في علوم الحديث والقرآن

عزت و تمیقات ہیں اس سلسلے کو اس کار کو انگریزوں پر پیدا کے ساتھ کیا بناؤ کسی شخص اس کے روبرو ہو سکتے تھے۔

جس کی طرف توجہ دینا چاہیے وہ یہ ہے کہ اس دور میں علماء و ائمہ کے لیے یہ ہے کہ

احكام القرآن

اور اسی بنارس کے قبیلہ سے اس کا نام "دولان" ملتا ہے۔ مسلمان تو یہ کہتا ہے کہ یہ مسلمانوں کی طرف سے ہے۔

عقلمند صانع عالم ربانی کی دست نیریز سے پیدا ہوئے ہیں۔ ان کے لئے ہر شے میں ایک مقصد ہے۔ ان کے لئے ہر شے میں ایک حکم ہے۔ ان کے لئے ہر شے میں ایک نصاب ہے۔ ان کے لئے ہر شے میں ایک وقت ہے۔ ان کے لئے ہر شے میں ایک جگہ ہے۔ ان کے لئے ہر شے میں ایک کام ہے۔ ان کے لئے ہر شے میں ایک منزل ہے۔ ان کے لئے ہر شے میں ایک راستہ ہے۔ ان کے لئے ہر شے میں ایک طریقہ ہے۔ ان کے لئے ہر شے میں ایک اصول ہے۔ ان کے لئے ہر شے میں ایک قانون ہے۔ ان کے لئے ہر شے میں ایک نصاب ہے۔ ان کے لئے ہر شے میں ایک وقت ہے۔ ان کے لئے ہر شے میں ایک جگہ ہے۔ ان کے لئے ہر شے میں ایک کام ہے۔ ان کے لئے ہر شے میں ایک منزل ہے۔ ان کے لئے ہر شے میں ایک راستہ ہے۔ ان کے لئے ہر شے میں ایک طریقہ ہے۔ ان کے لئے ہر شے میں ایک اصول ہے۔ ان کے لئے ہر شے میں ایک قانون ہے۔

یہاں تک کہ ان کے ہاتھوں میں اس کی تصدیق ہو جائے۔

اس کام کی طرف زیادہ توجہ دینی اور یہاں کہ گفتی مافہ ہارچ سو کر اسی کام میں لگ جاتے تاکہ عند ممکن ہو سکے، مگر اس کی صورت یہ ہو جائے تو چند مفید

تقسیم کر سیتھ لافینڈر فرمایا، اور دو عورتیں، قرآن کریم کی محبت میں ناخود عمدہ صاحبہ یہ خانہ کے اور دلاسہ لیں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

طہ کے ارکان نے اس سادہ سیخ نقشہ حضرت مرزا نامہ میں ملاحظہ فرمائی کہ اس میں دسویں جہان کی صفیہ کے یہاں کے موصوفے

یہی سب کی اصلیت ہے۔ اگرچہ یہ سب ایک ہی چیز ہے۔ لیکن اس کی صورتیں مختلف ہیں۔ اس کی مثال کے طور پر ہم کہیں گے کہ ایک ہی چیز کے مختلف رنگ ہیں۔

یہ سب سے پہلے کی بات ہے کہ اگرچہ یہ سب سے پہلے کی بات ہے۔

علوم ہوا کہ حضرت مولانا حمید محمد صاحب مدظلہ کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی ایسے ایسے نسخے قریباً مکمل فرمائیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت

طبیعت و تمدن اور انسانیت کا علو و نلو کا یہ تصور و تصور کے یہ سہاویہ امر چرچہ رہی۔

تصویر لمقطع

تیسیم جنس عادت

یہ کتاب ان کے لئے ہے جو کہ اسلام کی حقیقت کو جاننا چاہتے ہیں اور اس کی عظمت اور شان کو سمجھنا چاہتے ہیں۔

اس کا پتہ دیں۔ اس کا درجہ کیا ہے؟

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لوگ سے ہے ایک نامہ مسائل السلوک من کلام ملک الملوک اور دوسرے کا نام تائید الحقیقۃ بالآیات العتیقۃ ہے۔ ان دونوں کتابوں
وہ موصوفات قرآن پاک کی ان آیتوں کی تفسیر ہے۔ جن سے سلوک کے مسائل منبسط ہوتے ہیں۔ اس دوسرے رسالہ کی شمار ایک سالہ معرفت کی
یعت ہے۔ میں کاغذی سار حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بخشہ دے میں بادپور میں طبع تھا۔ اس پر مزید اضافہ کر کے یہ رسالہ مرتب ہوا ہے۔

علوم الحديث

علوم الحدیث
 محمد و اہل بیت و علوم حدیث میں جو سماعت حاصل تھی اس کی سماعت ان کے ہوا خطا سال تا یہ کے ہزاروں
 سماعت سے وہ جے میں میں بنہ شمارا عایت کے ہوا ہے۔ اشلے اور عینات ان کے شکلات کی شتہ ہیں
 سے قیق مطالب کے مل اور ان کے نکات و دلالت کا بیان ہے۔ جو سماعت سے سائر شیعہ کے ہوا خطا سال تا یہ کے ہزاروں
 کے ہوا ہے اور اکثر حدیث کے بعد خلاصہ ان کی تزییات اور کتوں کے کولے کے اس کرے سے ان میں میں کہ ان کو دیگر کسی صفات
 بنہ کو ان کے حافظ حدیث مولے میں مشہ نہیں ہو سکتے۔

اس کے بعد ان کی اپنی تعالیٰ کو بھیجے جو کوئی وقت دینی اور احکام و مسائل یا اصلاح و رسد اور سلوک میں ہیں انہیں ان کی بنیاد و احادیث پر ہے۔
ان میں احادیث کے حوالے و دلائل کی مضبوطی اور صحت بیان کی تائید و شہادت کے لیے آئے ہیں جو موقف کے طور پر ہفت پر اہل قاطع ہیں حضرت
عزیز الدین "کوثر سلوک کی جو توفیق عطا ہوئی تھی اس کو ایک مبارک تزیین سے کہ حضرت نے احادیث کی کتابوں سے ان تمام حدیثوں کو یکجا
تہذیب میں اس بن بصرین کے مسائل متفرق تھے۔ اگرچہ بعض خطوات ٹھیکین سے اپنی کتابوں میں بعض ابواب و حصہ تفاق لکھ کر رکھا ہے۔ تاہم ان کی
میتھ فن کی نہیں۔ قدعائیں سے صرف ایک بزرگ امام عبداللہ بن مبارک التوفی سنہ ۷۸۰ھ کا نام ہے کہ معلوم ہے جنہوں نے کتاب "تہذیب و التوفیق"
تہذیب سے مستقل تصنیف فرمائی ہے۔

۱۔ اس سلوک سے جن روایات و احادیث سے کام لیا جاتا ہے، ان کا مصنف ایک مؤرخ نامعلوم ہے۔ اسی سے علمائے سلوک کو اس فن میں گمراہ کیا گیا ہے اور اسی بنا پر بعض اہل حدیث و روایت نے بغیر غلط فہمی یا قائل نہ کیا ہے کہ ان سلوک اور اس کے مسائل حدیث نبوی سے ثابت ہیں۔
۲۔ مصریوں سے، ان کا یہ اثر اس قائل تھا کہ بعض محدثین نے اس حدیث کو روایات اور اس کے مسائل میں کچھ کام انجام دیا مثلاً امام ابن ابی حمزہ مزیلی الشافعی نے صحیح بخاری کی شرح میں جو بعض النفوس کے نام سے بھی کہیں کی پہلی جلد چھپ کر شائع ہو چکی ہے اس میں اس کا التزام کیا ہے کہ حدیث کی شرح میں سلوک کے مسائل و احادیث کی طرف بھی اشارہ کرے۔

معاذ اللہ! اس سے منکام کو مستقل طور سے اٹھایا گیا اور حقیقتہً اللہ تعالیٰ ہی مسئلہ ۵۰ کے ”الشراب پروردہ“ معاویہؓ کی تصدیق سے اسے حل کر دیا۔ آمین

حقیقتِ اعظم حقیقت

حقیقتِ اعظمِ حقیقت | شمس من ایف یان سے درجہ حبیب حضرت کی کتاب "تکشف بہات الشیخ" ۱۹۲۱ء
مؤید ہے اور ساتھ ہی مستقل تصنیف بھی ہے۔ اس میں تین سو تین احادیث سے جو علما و اصحاب میں مذکور
سنت و تقویٰ کے مسائل کو مستند کیا گیا ہے۔ ۱۰۰۰ کو احلاق، اعمال، اشغال، تعلیمات، معاملات، عفت، اعمال، عبادات، رسوم و مسائل،
اخلاق، توہینات، اصلاح و تہذیب کے وہ اسلوب پر تقسیم کیا گیا ہے۔ جو علیٰ غرض کے مطالعہ کی کامیابی ہے۔

مَشْرِف

یہ کتاب چار حصوں میں ہے، ان میں ان حادثات کی تحقیق ہے جو عشق و محبت کے نام پر یا اس دنیا کے کام میں نہ چلی اور یہ دکھایا گیا ہے کہ ہمیں وہی حدیث کی رو سے یہ حدیث کس درجہ کی ہے اور حدیث کی کس کتاب میں ہے اور محدث

احیاء السنن کا احیاء

۱۳۲۱ء میں یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ کام، سنا ہوا ہے کہ حضرت علامہ خود اس کام کو تمام انجام میں لے سکتے تھے۔ اس لیے یہ قرار پایا کہ اس کے لیے بعض مستند علماء کو کہہ کر کام کیا جائے۔ چنانچہ مولانا احمد رضا صاحب نے بھی اس کام کے لیے مقرر کیا گیا۔ انہوں نے کام شروع کیا۔ جو کام کرتے جلتے۔ مولانا کی نگاہ سے گزرتے جاتے تھے۔ اس طرح کتاب الحج تک کام میں۔ اور اس کا نام ”رواہ احیاء السنن“ رکھا گیا تاکہ یہ جو احیاء السنن کی یادگار ہو۔ اس کے دیکھنے شائع ہونے کے لیے اسباب سے اس کتاب کے بعض مضامین سے مولانا کی تسلی نہیں ہوئی اور اس پر مستحکم محسوس کیا گیا کہ مولانا کا کام مکمل ہو سکا ہے۔

الاستدراک الحسن

مولانا غفرلہ صاحب نے عہدہ مفتی کے زمانہ میں اس کار کو بڑی مدد، یزیدی دوست نظر در توفیق ترقیہ کے ساتھ انجام دیا۔ شروع کیا۔ سب سے پہلے حیات السنن کے شائع شدہ حصہ پر دوبارہ نظر کر کے اس کو ”الاستدراک الحسن“ نام سے شائع کیا گیا۔

اعلام السنن

اس کے بعد حیات السنن کے کام کو بدل کر ”اعلام السنن“ کے نام سے اس کام کو شروع کیا گیا۔ اور اس وقت تک اس کی بارہ جلدیں شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں عربی علمی کی مہیا حدیثوں کو جسے، نتیجہ کے ساتھ جمع کیا گیا اور محدثین اور اہل فن کی تحقیقات کے شروع و حواشی سے مزین کیا گیا ہے۔

الخطب الماثورہ من الآثار المشہورہ

محدثین کے خطبوں میں اس درجہ کثرت و تنوع اور مضامین کے بدلنے سے کام لیا گیا ہے کہ ان کے نیچے زبان اور طرزِ ادا اور مضامین و مطالب کے لحاظ سے محدثین اور علما نے رشتہ کیے اسلوب سے بہت گراں اور خطبہ کے اندر قابلیت کا مکمل بن کر رہ گئے ہیں۔ عہدہ مفتی کی اصلاحی نظر سے عرب و مشرق کا یہ گوشہ بھی محسوس نہیں رہا۔ چنانچہ خطب الماثورہ من الآثار المشہورہ کے نام سے حضرت مولانا عبدالحق صاحب نے اس خطبہ کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ تاکہ خطبائے مسلمان مسلمان خطبوں کو پڑھ کر ان کی تحفہ تازہ کے گناہ سے محفوظ رہیں۔

خطبات الاحکام

محدثین کے پاس خطبوں کا یہ مجموعہ تالیف فرمایا جس میں احادیث و آیات سے قرین و قریب کے مضامین کے علاوہ محققانہ عمل و حقائق کے مضامین درج فرمائے۔

مناجات مقبول

احادیث میں وارد آوا اور کلام مسنون کے لیے حسن چین و ترتیب انظم و اعلیٰ قاری و دیگر کتابیں درج ہیں۔ مگر وہ طویل ہونے کی وجہ سے سب کے کام کی نہیں۔ حضرت مجدد ملت نے کام مسلمانوں کے لئے لکھا ہے۔

یہ ان سب سے نہیں کر کے یہ مناجات مقبول قرأت عبادت و صلاۃ الرسول کے نام سے ایک کمرہ کتب تالیف فرمایا ہے۔

علوم الفقہ

عہدہ البتہ انکوائری و تحقیق کا اس وقت تھا اور وہی سچا سچا و سادہ گرامر کے درمیان ملا تھا۔ چنانچہ بھی وہ تعلیم سے خارج بھی نہیں ہوئے تھے کہ حضرت مولانا کو بغیر صاحب نے ان سے فتویٰ و فیوض کی خدمت لینا شروع کر دی تھی۔ اگر حضرت مجدد ملت رحمہ اللہ کی مفتی خدمات کا آثار سیکڑے سے بھی لیا جائے تو ”تسمیہ کتب“ بلا حیا نہ کہنا چاہیے کہ پچھلے ساٹھ سال اس فن شریف کی خدمت میں بسر کیا۔ اس عرصہ میں مرامت مشنوں کے جواب دیے۔ ہزاروں فتوے اور مسکروں

سواشٹ الفتاویٰ

کے نام سے ان فتاویٰ کا مجموعہ ہے جو اس زمانے کے سب سے مسائل اور نئے معنویات سے متعلق ہیں۔ جن کے حوا سے گزشتہ کتب فتویٰ سے آسانی حاصل نہیں کیے جاسکتے۔

ترجیح اربع یہ وہ مجموعہ ہے جس کی شان سلف صالحین میں قریبی، انگریز تاجران کے میاں یہ سلسلہ باہکل مسند و ستہ اس مجموعہ میں حضرت مجدد ملت ہے اپنے ان مسائل کو جمع فرمادیا ہے جس میں از خود ایک کس علامہ کے توجہ دلائے سے کئی نسخہ و ایاقواس ہے روح فرما کر مستند کے مرید تحقیق فرما کر تصدیق کر دی۔ یہ سلسلہ حضرت کی انصاف پسندی، تواضع و عدم انصافیت کا پیر ثبوت ہے۔

یہ حضرت مجدد کے مرقی اللہ عنہم، حضرات تابعین و تبع تابعین اور مجتہدین غلام کا طریقہ خاص کو اس زمانہ میں حضرت مجدد ملت نے

نہ کی اور اپنے کو باریاخت سے بچایا۔

مکمل اہل اہل الفقاویٰ کی از سر نو تہذیب و تربیت اہم ہدایت

خواتین کا جدید معاملات اور آگہی کے متعلقہ مباحث میں سے نیکویت، ماس وقت اس کی اشاعت کیا رہے حصول میں اس طرح پہنچتی تھی
کو چار مستقل جدیدیں - پانچ تھیں - ایک ترجیح الراج - ایک حواض الصفاوی - اور آخری زمانہ کے قندلی کچھ ماہور سدا انور میں شائع ہوئے
کچھ قلمی و جبر میں محفوظ تھے جو در حوالہ صدر جو - مہر سدا قندلی جاری رہے کے سبب ماسی تمام حصول کی تجویز و ترتیب کی جاتی تھی تو کسکی حققی اس سے
ایک مسئلہ کے متعلقہ مباحث تمام حصول میں منقشر اور ایک دوسرے پر موقوف تھے جس سے متغلوہ آسان تھا ماس وقت میدی و سدا
مفتی عکرم حضرت مولانا محمد شمع صاحب دیوبندی دامت برکاتہم خلدیہ حاضر حضرت ندرج سے تمام کتاب کے بارہ حصوں کو نسبت شراقت برداشت
کرم کے اب سب نعتیہ پر مرتب کی جس کی چند خصوصیات یہ ہیں :- ۱۔ ایک مسئلہ کے متعلق جتنے فتویٰ مختلف جلدوں میں تھے یا ترجیح الراج میں
اس کی بحث حق میں کو ایک خاکہ دیا - ۲۔ ہر مسئلہ کے ساتھ طبع قدیم کی جلد اور صغیر کا موازنہ کیا (۳) جن مسائل میں متعدد فتاویٰ نقل ہر شمار میں نظر
آئے اور ترجیح الراج میں اس پر کام نہیں لیا کی لطیف یا ترجیح کے لیے حاشیہ میں توضیح کی گئی - ۴۔ جن مسائل میں کوئی اصطلاح یا فلاق صفا
ان پر حواشی لکھ کر مبالغہ کیا گیا - ۵۔ ترتیب میں قدیم طبع کے الاسب نعتیہ کے ساتھ اہم مسائل کے لیے جدید حواضات و فتاویٰ بھی قائم کر دیئے
۶۔ ہر جلد کے فتاویٰ پر ترتیبی مہر ڈال دیئے - ۷۔ بہت مضامین مناسبت مکمل اور واضح نکال گئی وغیرہ وغیرہ اس کی وجہیں درج ہیں مکمل غائب
میں ہوں گی۔

متاوسلے اشوقیہ کے نام سے مسائل دینیہ کے تین حصے ایک شائع حصے جو مختصر رسائل ہیں۔

بہشتی زیور | کلاس "طلیخ" جو نوجوانوں کی مزید ریاست کے لئے ہیں، نگران میں اسلامی معلومات کا مکمل ذخیرہ ہے۔ اور ان میں پیدائش سے لے کر مرنے تک کے تمام حالات و مسائل کی جو ہر مسلمان کو پیش آسکتے ہیں، ممکن طور پر درج ہیں۔ حقیقت میں بہشتی زیور دینی و دنیاوی معلومات کا مکمل گورنر ہے۔

بہشتی گوہر | بہشتی زیور کے سلسلہ کا ہر حصہ جس میں عام طور سے ان مسائل کا بیان ہے جو مردوں کے خاص میں جیسے عبادت، جماعت، عیدین وغیرہ۔

الحیلة الناجزة للعیلة العاجزة | جس میں مظلوم و معیبت، دو عورتوں کی شہادت کا شرعی حل میں عورتوں کے خوب مرقود یا بھونکے ہوئے یا کمزور یا عجز و ناتوانی کے باعث رکھے کے نالی و نفقہ نہ دیں اور طلاق و طلع پر بھی آمادہ نہ ہوں ان کی ملاقی کسی شرعی صورت میں نیز جن صورتوں میں عورتوں کو یا نکاح اتی رکھنے، رکھنے کا اختیار ملتا ہے، ان کے تحصیل احکام مرتبہ ہو جانے کی صورت میں نسخ نکاح ہو سکے۔ عورتوں کی مکمل بہشتی بی بی، ان کے بعد مستند صحابہ، مستند بڑا، مستند شہادت، مستند بکس، مستند مدہم اور ریڈر وغیرہ کے مسائل پر فنی تحقیقات میں اور بعض موصوفوں پر یا بار کچھ رسالے الیف لڑا گئے۔

عظیم کلام | علم کلام و عقائد تو عید پر متعدد رسالے تصنیف فرمائے جو شائع ہو چکے ہیں خاص سے رسالے کے حالات کا خیال کر کے خود چند کتابیں الیف فرمائیں اور موصوفوں سے ترجمہ کر لیں۔ سہ ماہی اور سائنس کے نام سے المستوفیون العیلة العاجزة مولانا اسحاق صاحب سے ترجمہ کر لیا۔ یہ عربی کی ایک جدید علمی تصنیف ہے جس کے مصنف علامہ جبریل ابن محفوظ نے سلطان تہجد علی خان کے عہد میں اس کو حکم شام میں تصنیف فرمایا تھا اور جو سے معلقوں میں بیت پیدا کیا یا تھا اس کی خاص صفت یہ ہے کہ اس میں تاویل ناسد کا رد و انہیں کھولا گیا ہے۔

المصلح العقیلیہ للاحكام الفقیہ | میں جس میں ترتیب پایا ہے جس میں اسلامی احکام و مسائل کے مصالح و مکرر بیان کئے گئے ہیں۔ پہلے حصے میں غار و کوفہ، دوسرے حصے میں سورہ، عیدین، عہدہ فخر اقرانی و حج، احکام و طلاق، غلامی وغیرہ کے مسائل کی حکمتیں بیان کی گئی ہیں تیسرے حصے میں حید و فروخت و مسامحت، عہدہ و قضا، فرائض، مذابح اور عہدہ کے متعلق اسلامی تعلیمات کے مصالح ہیں۔

الانتباہات المفیدہ من الاشیاء البجدیہ | یہ بھی عظیم کلام کا باب ہے، اس میں جدید تعلیمات و عقائد صاحب کے عہد میں خدمتوں اور دوسروں کے تشفی بخش جوابات درج ہیں۔

اشرف الجواب | یہ بھی اسی قسم کا ایک مجملہ ہے جو صاحب و موقوفات سے جمع کیا گیا ہے، اس میں بہت سے مفاد پر اسے شہادت و حضرت کے جوابات و جوابات گئے ہیں۔

علم سوک و تقصوف | علم سوک و تقصوف مدح شریعت کا نام ہے جس میں اصحاب دین اور علمائے تہذیب کے احکام و دقائق سے بحث کی جاتی ہے۔ تہذیب و مہر و مہر اس میں پرچہ کی کمی ہیں شدت تفسیر، امام تفسیری، ثروت المصنف، ابو طالب کی کتاب الطبع ابو نصر عبد بن علی سراج، طوسی، کتاب التفسیر، ابو سعید حریری، تفسیر شیعہ مہر و مہر، اور تفسیر الطالین، سینیچ عبد قادر جلیانی، اور متاخرین میں تصانیف امام تفسیری، ان کو پڑھنے سے اس فن کی جو حقیقت ظاہر ہوتی ہے، انہوں نے یہ کہ مصنفی اور علامہ مہر و مہر کی کہیں مفسر پر یہ پردہ لٹل دیا تھا۔ وہ تو بدعت کا مجملہ، بلکہ جلال و صلاحت کا دیر و معلوم ہوتا ہے۔ پھر مسند شام میں ہفتوں کے چرگ، اور عیدانست کے اثر سے اس میں بہت سے ایسے مسائل شامل ہو گئے جو اسلام کی مدح کے تمام تر مہرانی میں مہر کی مہر و مہر و مہر و مہر کے باعث و اعمال میں اصل فی سے قطع ٹھہر چکے ہیں۔ جو یا تو علم کلام و تفسیر یا اور امام

حیالات و احوال سے وابستہ ہیں جس کا تعلق طبیعت سے ہے۔

اصل مسئلے جو علامہ فی الدین، طالب رضا، حصوی، قرب، اور ارحم، و اخوان، تعجب و تعذبات میں اور جس سے مقصود و روائے سے پاکیزگی اور فصاحت سے آراستگی سے متاثر متر و مک ہو گیا ہے۔ صدیوں کے بعد حضرت محمد و ملت کے تحدیدی مسامی نے، اس فن کو بحیر طوفان صاف کرنے کی ایک نئی روشنی اور ہر قسم کے احوال اور مزینوں سے پاک کرنے کے کتاب و سنت کے نور میں سن، ایک زمانہ کے اندر پھر دیکھا، وہ زمانہ ان قلم سے الی مسائل پر تاج کھنکھ، در بیان فرمایا کہ اب کسب پر اصل طریق کا کوئی گزرتہ میرے میں نہیں۔ یا۔ ولقد الحمد۔

اس سلسلہ میں پہلی چیز، نقد اسبیل ہے جو کچھ سادہ و مختصر رسالہ ہے، لیکن اس کتبہ میں مدیا بد ہے۔ اس سلوک کے وہ تمام حقائق اور تعلیمات جو مائلا سال میں مضمون رکھتے ہیں اور جس کے بعد جن سے سائیکس و طایس خط و راستوں پر چکر مزل مقصود، کو کم کر دیتے ہیں۔ اس میں کتبہ دینے چکے ہیں۔ اگر کوئی ناب صادق صرف اسی ایک رسالہ کی قلیل و نکیل میں صرف کر دے تو اس کے بے انتہا، اللہ تعالیٰ و ولی ہے۔ جاہل بیرون اور دکا دار صوفیوں نے ایک مسئلہ نگار سے کہ شریعت اور طریقت دو چیز ہیں اور اس زود شدت اس کو شریعت کی کو عزم تو عوام حواس تک پر اس کا رنگ جیسا ہے علامہ کی تمام تر تفراد بے مسمی ہے۔ محمد و ملت کے تمام عمر و گزشتہ کو یہی تحقیق فرما کر اس میں شریعت سے احکام اس کی باطنی تمام تعلیم و نکیل ہی کا نام طریقت ہے، اگرچہ یہی جو اس ملت کو سب سے اور جس سے اس کے سوا، وہ دین کی حقیقت سے جاہل اور من سلوک سے نا آشنا ہے۔

حضرت محمد و ملت نے اس فن کے مسائل کو سب سے پہلے گام پاگ سے متنبہ فرمایا اور اس کے متعلق مسائل، سلوک میں کلام نمکک الملوک اور تائید الحقیقۃ بالآیات الحقیقۃ کے نام کو دوسرے تالیف فرمائے ہیں جس کا ذکر اور پر گز چکا ہے۔ پھر ان مسائل سلوک کی تشریح و تالیف کا آغاز احادیث بروی اور سنت صحیرہ اور یہ "الشرع" اور حقیقۃ، طریقت میں مستندہ لائقہ میں ملحق ہیں۔

ابو نعیم کے بعد اس فن شریعت پر ایک جان کتاب "التکشف بلبغیات التصوف" تالیف فرمایا جو ان مسائل میں منقسم ہے۔ یہ حقیقت طریقت و حقوق طریقت، تخیل و کرامت اور دیگر معانی، تعویذ پر مشتمل ہے۔

طریق اور سلوک کے اصراء و عوفاں قد و قیق اور نازک ہیں کہ زمان کے کچھ میں بے غنائی کی جیسے قدایت کی بجائے وہی قدایت کا ارمیہ بن جائیں۔ اس سلسلہ میں حضرت مولانا دیکھ کی جو شوقی صوفی کے نام سے سرور و نواز حقیقت ہے کی خاص اہمیت سے اور اسی سبب سے اس سلسلہ کے خاتما ہی دیکھ میں ہی ہے۔ حضرت حاجی احمد الدار حضرت علیہ کو اس سے خاص ذوق تھا اور وہ بھی خاص خاص دلوں کی اس کا درجہ دیتے تھے۔ چنانچہ حضرت حاجی صاحب کے ایام سے مولانا احمد صوفی صاحب کا چندی سے شہسہ احترام ہے، اس کا حاشیہ لکھا اور غشی رحمت اللہ رستہ مرحوم کے مطبع سے اس کو چھپا۔ اور یہ کہا جا سکتا ہے کہ مولانا کی بجز اصول کے بعد شوقی کی حکیمانہ شرح اس سے بہتر نہیں لکھی گئی۔

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے حضرت محمد و ملت کے اس شوقی و خدمت غنی کی کیفیت سے اور ان سلوک کے مسائل، طریقت کی تعلیمات اور شوقی کے بیانات کی قرآن و حدیث سے اس جو ان کے ساتھ عید شوقی میں تعلیم فرمایا کہ۔ فن کا جندی بھی چاہیے تو اس کلیہ کے دیو سے شوقی کے مراد کو کھول سکتا ہے۔

دیوانی حقائق پر حجت و حردان شریعت نے بھی بہت سے بے احتیاطی سے دعوں کو دے دیا ہے اور دیکھا تھا، دیکھ لو کہ تو اس شریعت پر پختہ رنگ کے بادشاہ اور کلاثر کلاثر اور بے احتیاطی خوش گمانوں سے اس سے باہت کی کر ہے

حضرت مجدد الملت بھی مسرت میں تیر و تدمرب کے صلح قائم سے پوری طرح باخبر تھی۔ حضرت نے "عربان حافظ" کے نام سے اس کی ایسی شریف لکھی کہ اس جھوٹ سے ناگنا انگ بچیں۔ مع

ساتھ بچے پھر تو کاسٹنگ نڈاں کے

علامہ ابن کثیر کی تعلیم و تربیت کے لیے قرآن مجید و تفسیر المصطفیٰ کا سلسلہ ایک مرتب فرمایا جس میں ساتویں کی مشکلات ماہ ذی الحجہ ۱۲۸۱ھ میں شائع ہوئی۔

ایک دوسرے سے ملنے والی بات ہے۔ برنگوں کے مخلوقات مرتب کرنے کی دیکھ دیکھ کر اس سے نام ہے۔ یہاں تک کہ حضرت
میں حضرت فیاض حسین، امیرین امیری، حضرت قطب علیہ بختیار کی اور حضرت سلطان الدلیہ نظام الدین دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مخلوقات بھی موجود
ہیں لیکن اسوں سے کہ اہل عقول اس کام کو پوسہ استیجاب سے نہ کر سکتے کیونکہ ان کا ہر ایک جو مخلوقات طبعیہ جو ان کے اوپر ہندسار ہے بلکہ پندہ
سے زیادہ کے نہیں ہیں اور ان کے متعلق یہ کہا جاسکتا ہے کہ گھسے و بولے سے ان کو ان بلگوں کی نظر کیا اثر سے گزرنے والی تھی تاہم چاہے گھسے
و بولے خود اہل کمال و حیا و تقویٰ اس سے ان کی صحت میں کوئی شک نہیں کیا جاسکتا۔ اور وہ اس سے اختصار پر بھی بہت سے بڑے فواید
کی چیریں ہیں۔

حضرت مجدد الملت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کا سلسلہ آتی رہا۔ اس طرح اس کی میں مدقن مہا ہے اور ان میں سے ہر ایک ان کی
تفسیر سے غزا کر چا پا گیا ہے اور جن میں سے اکثر حسن المعریزہ اور اس کا سلسلہ الیومہ و غیرہ نام سے چھپ کر شائع ہو چکے ہیں۔ ان ملفوظات
میں ہر ایک کے قلمی، دستنویہ، بیچے، قرآن و حدیث کی تشریحات، مسائل فقہ کے بابا ت، سلوک کے کتبے، اکابر کے حالات، علماء کی
حیات و تنبیہات، آداب و اخلاق کے نکات، اسلامی نفس و تزکیہ کے ہر مسئلہ، و غیرہ اس خوبی و دلچسپی سے درج ہیں کہ اہل شرق کے من
اور رمانغ و دوحی آپ نالوں سے سیراب ہوتے ہیں۔

اصلاح حیات
حضرت محمد رافت رحمۃ اللہ علیہ کے معارف کا یہ آخری باب ہے اور خاصا اہم باب ہے۔ مسلمانوں کی اصلاح کی جو دین نظر کو بارگاہ اہل حق سے مہیا ہوئی تھی اس کا سہارا ان کی اصلاحی کتابوں سے بخوبی ہو سکتا ہے۔ اصلاح کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ بچوں، طالب علموں، محرمات، عورتوں سے لے کر مریضوں، مدد طلبوں، و فقراء کے علاوہ تکمیل ہوا ہے اور سب کے لیے معیہ ہدایت کا ذخیرہ یا ذخیرہ حیرت ہے۔

دو سرفی حضرت ان مصالحت کی وجہ سے کہ مجالس و مدارس اور خانقاہوں سے مشروع جو رشادی و علمی کئے سووم اور روز مرقی
 مدگی نیک کوہ محیط ہیں۔ خرمی، ایک مسلم جرمی مدگی میں منا کوہے ن کے تم سے شریعت کی جرات لایا وگرام تیار کر رکھا ہے۔
 اسی مسلم میں حضرت کی سب سے اہم چیز "مسوا حفظ" ہیں۔ و اعظ تر بحمدہ و ماہ نیز کے بعد سلام کی دس بارہ صدیوں میں مشہور

مدرسے ہوں گے مگر شاید یہ عقلمیں میں نہ بناؤ اور ائمہ سلوک میں حضرت شیخ الشیوخ عبدالقدور جیلانی کے سوا کوئی دوسرا مستند
ادارہ مفید مجبور موجود نہیں۔ لیکن یہ ان بزرگوں کے صرف چند سوانح پر مشتمل ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے اس خیر دور میں امت اسلامیہ کی اصلاح کے لیے
ہمت جزا اعلیٰ یہ فرمایا کہ حضرت کے متقیوں کے دس میں یہ ڈاکہ حضرت کے سوانح کو جو ششم ہشمر ہوئے ہیں میں دھنک بھ وقت لفظ بعد لفظ
تجید تحریر میں لائیں اور حضرت کی نظر سے گزران کر ان کو دوسرے مسلمانوں کے عام فائدہ کی عین سے شائع کریں۔ چنانچہ اس اہتمام اور احیاء
کے ساتھ تقریباً ۱۰۰ سوانح جو احکام اسلامی، ترقیہ فائدہ مضاعف دیکھیں اور مسلمانوں کی معیت تدبیر و تدبیر پر مشتمل ہیں اور جن میں محتاش کے
ساتھ ساتھ دیکھیں کی بھی گئی نہیں، مرتبہ ہوئے اور گشت شائع ہوئے اور مسلمانوں نے ان سے فائدہ اٹھاتے۔

سلسلہ اصلاح و تربیت میں حضرت کی ایک بڑی خصوصیت یہ ہے کہ عموماً وہ مغلین سرحد متحاذہ عبادات پر گفتگو فرماتے ہیں حضرت نے ان چیزوں کی اہمیت کے ساتھ مسلمانوں کے اخلاق و معاملات اور عمل زندگی کے کاروبار کی اصلاح پر زور دیتے ہیں البتہ اپنی قربیت و سادگی کی تعلیم میں بھی ان پر برابر کی نظر رکھتے تھے، حالانکہ عام مشائخ اس سبق کو صدیوں سے سمجھا دیا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

علاوہ اس سلسلہ کی اہم کوشش حقیقۃ المسیحیت ہے جس میں قرآن پاک و حدیث نبویہ کی مدد کشنی میں مسلمانوں کی دینی دنیاوی ترقی و صلاح کا پروگرام مرتب فرمایا ہے۔ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بار بار ارتداد فرمایا کہ انہوں نے اپنی ساری تصانیف میں اس کتاب کی تابعداری جو محنت انتہائی و کسی میں نہیں پیش آئی اور اسی لیے یہ بھی ارشاد ہے کہ میں اپنی ساری کتابوں میں اس کتاب کو پہنے سیہ ذریعہ مسخرات و گنجان کرتا ہوں۔

اس سلسلہ کی دوسری کتابیں "اصلاح الزوم" و "معنائی مساوت" و "اصلاح است" و "اصلاح انقلاب" است۔ ہمیشہ نئی نئی کتابیں
 "مبشقی گروہ" و "عزیز ہیں اور ہر ایک کا شمار یہ ہے کہ مسلمانوں کی اخلاقی، اجتماعی، معاشرتی زندگی، معاصر اسلامی طریقہ اور مشرقی منہج پر مواد
 ان کے سامنے نہ صرف مستقیم مکن جائے جو ہدایت کی منزل مقصود کی طرف رہتی ہے۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

اپنی لئیات۔ واقعات اور اقتباسات کے آئینے میں

حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے تعلیم و تربیت، سلوک و معرفت اور عقیدت و ارشاد کے ذریعہ اس صدی میں جو خدمت کی ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ کی اس خدمت کی تفصیل کے لیے آپ کی سیرت و تعلیمات پر تحریر کی جانے والی کتب، حیات اشرف، جامع المہدیین، تجدید تصوف و سلوک، تجدید معاشیات، تجدید تعلیم و تبلیغ، حکیم الامت اور سیرت اشرف، مشرقت کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ منشی عبدالرحمن صاحب کی تالیف مسیرت اشرف سے ہم کچھ جہیزین شکر کے ساتھ نقل کرتے ہیں۔ ہمارا خیال ہے سوانح گو سیرت کے باب میں یہ بہترین کتاب ہے۔

شرائط قبولیت ایک دن نوٹھاک کے خیر بھارت لو اب سلیم اللہ تعالیٰ نے جس کی دعوت کے دفتر سے اور گورنر شریعت رہتے تھے اور بلا شرط منظور کرتے تھے۔ حضرت تھانویؒ کو شریعت و اشتیاق سے مدد کی۔ تو آپ نے اس کی مدد و اجازت کے پیش نظر قبولیت دعوت کے لئے مسب ذیل شرائط کییں۔

- ۱۔ کسی قسم کا نقد یا نقد دینہ دیا جائے۔
- ۲۔ کسی خاص مضمون پر و غلطی کی فرمائش نہ کی جائے۔
- ۳۔ تمام کام کا نظام اپنی ہی خاصیت سے جدا، ایسی جگہ پر، جہاں عام مسلمان بہت تھک جائیں۔
- ۴۔ نوادہ اپنی ملاقات کے لئے کوئی خاص وقت متعین کریں جس میں کوئی اور شخص شریک نہ ہو۔ اگر بائیس سے بہت تھک اور وہ استفادہ ہو سکے۔
- ۵۔ فوائد صاحب میری بڑے سے میرا در سیر الفطرت اور امام باطل تھے شریعت کو پرہیزگار کی مکلف و مددگار سمجھتے و معلومت پرورش و نشر کرتے اور ملت و اشتیاق میں بلا چھوڑا دیا۔ مسب ذیل شرائط منظور کریں۔

شایانہ تزک و احتشام حضرت تھانویؒ عالی یا مذہبی لیڈر کی طرح شاندار استقبال جیسے میونس اور زمانہ بد کے نعروں کے تھکا دلاؤ نہ تھے۔ اگر کوئی زراعت و محنت، ایسا انتظام بھی کرتا تو حضرت منع فرما دیتے۔ لو اب ڈاکو نے حضرت کا یہی اسی تزک و احتشام کے ساتھ استقبال کرنا یا اس طرح وہ داکٹر اس کے استقبال کو لے لایا تھا۔ کہ پیدائش خادم پر غلطی غرض پھرا جاتے

منظم کی غوث در اس کا علاج

ڈھاکہ کے پتے سے کہے بعد ایک لاکھ سو کے سلسلہ میں فرسید ہند کے تیسری اور چارویں صدی کے حالات پر آپ کو دوبارہ دھککا بڑا دیں گے، اگر آپ نے
بفرستہ دیکھ لیا تھا کہ وہیں ایک ایسا واقعہ پیش آئے گا جس کی نگاہ سے آپ کے لئے ان حالات کا آخر وقت تک ساتھ رہنا مشکل ہو جائے
گا۔ اس لئے آپ سے وہ صبر ہے، وہ انتظار ہے، جس وقت چاہیں آن لائن سے چاہیں آئیں گے۔

[illegible]

۱۔ آپ کے انکار کے بعد آپ کی تشریف آوری سے واجب صاحب کو ڈی سوتہ مرنے سے فرماتے تھے کہ آپ کی شریعت بڑی محنت ہیں۔ جن کو قبول نہیں کر سکتے جیسے ایک تریبی کہ کوئی بد پریش نہ کیا ہے ۵
حضرت نے فرمایا :-

۔۔۔ دیکھ کر اس کا شکل ہے وہ تو دشوار ہو سکتا ہے : دیکھ کر شکل ہے :
پتھر سے کہا ۔

صاحب جس سے محبت ہوتی ہے اس کو تہذیب دینے کے لیے جی چاہتا ہی ہے یہ کہہ کر سکتے ہیں کہ اپنے محبوب کی خدمت میں کی مانند ۲

حضرت سید محمد علی

”یہ کیا خبر دے رہی ہے کہ مجھ کو اپنے گھر ہی چکر دیا ہو، جیسے۔ اگر اب ہی شوق ہے تو اس کے گھر جا کر۔ گھر بھی کر رہی
تو یہ چاہتا ہے۔“

میں ہوا اور مات ہے۔ سیدھے سے منگو کر نا اور بات ہے اس منگو کو بات کرنی۔ فی اور نوت سے کہا کہ۔

جواب صاحب فرمائیے یہ سا کو میں کہے پاس آتا ہے کہوں پیار سے کہے پاس ہیں :-

حضرت خدوئی کو یہ کہتے ہیں کہ ہمت ریح جو گھر آپ سے آگے رہی ظاہر کے ہو بہا بیت تہذیب سے اس دیکھیں کو صاحب فرمایا کہ۔

مہتمم کا جیل بیت کہ آپ حضرت کنواں ہیں اور ہم پیار سے اور چار سے دایع میں یہ سہا سوا ہے کہ ہم لوگ کہیں ہیں اور آپ

پیار سے اور میں کہ چار سے پاس دلیل میں ہے کہ ضرورت کی چیزیں میں دین دیا ہے یہ ہے جاری حاجت کی ایک چیز تو آپ کے پاس ہیں

یعنی دیا تو وہ لڑتے تھے بقدر ضرورت میں بھی دے رکھی ہے۔ یہی آپ کی حاجت کی چیز چار سے پاس ہے میں ہیں اور آپ کے

پاس بقدر ضرورت میں ہیں۔ اس لئے آپ چار سے قریب ہونے یا آپ کے، آپ پیار سے درم کوں ہونے یا ہم پیار سے درم

کووں جو تھے۔ میں تاویذ سے کہنے کے لئے کی دیر تھی کہ وہ میں شرماء ہو کر نہیں جھٹکتے میں آگوار ہی کہہ بد حضرت نے

مجھ سے کہہ کر یہ کہنے کے شیخوں پر خوب صاحب کو بھی جبر کر دی۔ انہوں نے حضرت کو شیخوں پر جانا خلافت الہی ہو کر ضروری تار دیا مفاد سفر

سے بھی حرا کی کہ آپ صاحب کا رادہ تو کیا کریں گے آپ سے کہیں کہ نہ فرمایا انہوں نے چھوڑ دینے کو ایسے پرتو گئے ہیں تھے بڑی آردی سے وہ میں

گئے۔ اور اور ہاؤس بیچ کر نواب صاحب کو تار کا جواب دیا۔ اس واقعہ سے مرست کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ جس کے مقابلہ میں کثرت

(میرت انور فتح نامہ)

تر فرے اس لئے اس کی حدیث میں نفیست آئی ہے

حضرت تھانوی نفیست کے بڑے ہوتے۔ اور مدینہ تہذیب جدید سے مشن میں بد تہذیب کا افکار کرا لینے

تہذیب تہذیب

میں پانانی۔ کہتے تھے آپ کی ناگرمی، اندامی سختی، پن دلت کے لئے نہیں جتنی تھی بلکہ صاحب تہذیب

جیسا تہذیب کیے جتنی تھی اور آپ دوسرے سے فرمایا کرتے تھے کہ۔

میں کہ حلال تہذیب کے مقابلہ میں اپنی جدید تہذیب کا دوسرے جو کچھ دوسرے پاس نہ کر لیکر لے۔ اللہ تعالیٰ کے بھروسہ

پر کہ میں کہ۔ اللہ تعالیٰ خود اسی کے منہ سے کہہوا دس گا کہ واقعی ہم بد تہذیب ہیں اور حقیقی تہذیب وہی ہے جس کی

شرعیت مقدمہ نے تعیم فرمائی ہے :-

چنانچہ مذکور کے سفر میں صحابہ آپ کو ایک ایسے ہی رئیس سے سابقہ پڑا جو بڑے بے باک رہی اور یہیں تک کہ بڑے بڑے حکام

سے بھی۔ دوسرے دوسرے اور اس کے سامنے نہ جھکنے والے تھے چونکہ اس کی عادت ہی ایسی بد چل تھی۔ میں نے انہوں نے کرتا ہدایتی سے

حضرت سے بھی بے ڈھنگی، میں شروع کریں جس سے آپ کو ار حد تک جھک جاتی آپ نے انہیں صاحب العافین بنیہ بھی وہاں مگر باست کے

ت میں آگے۔ میں نے اور موت آگے کی کہ پہنچ گئی حضرت نے میں سے اٹھ کر اس کے لئے فرمایا کہ بیٹھے۔ میں نے اس پر حضرت یہ فرماتے

دوسرے مذہبی نے کہہ دیا کہ۔

اگر آپ نہیں جھٹکتے تو میں اور نہ مانتا ہوں میں یہ شخص کے ساتھ ہم یعنی میں گوار نہیں کرتا :-

میں آپ کا نام دے گا کہ آپ پر ایسی ہیست طاری ہوئی کہ دست بستہ کہے۔ حضرت آپ بیٹھے رہیں میں جو جھکی مانتا ہوں :-

اور نہ کہ چلے گئے۔ بعد ماں، انہوں سے عاف صبر احمد سے کہا کہ :-

میرا تو جبر کر کے علاقہ ہو گیا میں عاف اور عافوں کو بہت ذلیل بھی کرتا تھا اب ہر ایک مولوی اور ملا کا ادب و احترام کرتا ہوں۔

..... میں جسے بڑے حکمت سے بھی مرحوم نہیں جانتے۔ اس روز مولانا سے

اتفاقاً مرحوم ہرگز ٹرانٹ پڑنے کے بعد ایک خط بھی میرے منہ سے نکل سکا :

اس نے حضرت مجدد فرمایا کرتے تھے کہ، میں

میں ان کا عروم بھی عروم جنسیں ہے ۔

نواب رام پور کو سبق ایک مرتبہ وہ بدم پر سے خودی میں سے منکرہ ۲ انتظام کیا۔ اور اس غرض کے لئے علماء دیوبند کو مدعو کیا گیا۔

پانچویں بہت سے اکابر ملا تشریف لائے۔ اور انھیں حضرت کے علم پر حضرت نے بھی دل نوازا شرکت فرمائی۔ ساغر سے فراغت ہونے کے بعد صاحب صاحب حضرات واپس برٹن گئے تو صاحب صاحب حضرت کو کچھ زیادہ رقم دینی چاہی جو حضرت نے جو اسطرح دیا کہ یہ کہیں نہیں کر دی کہ ۔

۱۔ یہاں سے کویت، مال سے نائندہ صورت عرب کر کے کا شرفا اختیار حاصل ہیں سے ۔

اس سے نواب صاحب حضرت کے اصول شریعت کی پابندی سے بیت کا اثر برٹن خواہاں ہے، اس پر بعد میں عمل نہ ہو سکا۔ مگر حضرت نے یہیں ایک ایسا سبق دیا جو کوئی دوسرا نہ دے سکا۔ اور جس میں، ان کی دینی اور عرومی فلاح و نجات مضمر تھی ۔

امیر مبادل پور کو تعلیم دین ایک سلسلہ میں نواب مبادل پور کی طرف سے حضرات علماء کرام کو مدعو کیا گیا۔ ان میں حضرت قاضی بھی شامل تھے۔ واپسی پر نواب صاحب کی طرف سے صاحب حضرت کو ڈیڑھ سو روپیہ بطور خلعت، دس پچیس روپیہ بنام دعوت دیا گئے تھے۔ من دقت تو حضرت نے انھیں ہم نواب صاحب کے خیال سے صاحب کے ساتھ یہ رقم لے لی لیکن حضرت میں وزیر شلتو سے حذر فرمایا کہ ۔

۲۔ یہ رقم مجھ سے واپس لے لی جائے کیوں کہ یہ بیت المال سے دی گئی ہے جس کا میں معرفت نہیں ۔

انہوں نے عرض کیا، کہ ۔

۳۔ ہر گز اس رقم کا اخذات مکرار میں اطلاع نہ ہو چکے ہیں اس لئے اب اس کی شہسہ کی کوئی صورت نہیں ۔

حضرت نے فرمایا ۔

۴۔ خیر! اگر حزانہ میں واپسی نہیں ہو سکتی تو اس رقم کو کافی صلہ و عجب دینا عرض کر دیا جائے کیوں کہ شرفا بیت المال کے صرف

کے وہ تہذیب ہیں ۔

عرس ہو کہ حضرت کو وہ روپے سب کاسب و بھری کر دیا۔ لیکن نہایت سلیقہ سے اور طریقہ سے، جب یہ بات نواب صاحب کو معلوم ہوئی انہوں نے اس خط سے تعلق سے تو یہ پر غفلت کی بجائے مشرت کا اظہار فرمایا ۔

خلعت کی واپسی ایسا ہی واقعہ آپ کو یاد ہے جس میں میں نے کہا تھا کہ یہاں سے حضرت نے فرمایا ۔

۵۔ اگرچہ ادیش ہے تو ان کو معلوم ہی نہیں کیا جائے بلکہ جو نقد بنوان خلعت ملے ہے اس کو سائیں میں تقسیم کر دیا جائے کیوں کہ

وہ ملک اس کے صحیح صرف ہیں ۔

ہو گیا حضرت کی جنت تک۔ برقی تھی۔ اس لئے حق تعالیٰ نے آپ کو ایسے اتنا حق سوائت کا برتر قرار دیا جامع دنیا و جہاں بظاہر اس کے ساتھ ساتھ کہ اس کے ساتھ کوئی چاند نظر نہ آتا تھا اس لئے حضرت پر ایسا کرتے تھے کہ ۱۔

۲۔ الحمد للہ جسے کسی جگہ خلاف شریعت یا عادت جیت کہتے ہیں برہنہ نہیں ہر ذرا ۳۔

ایک نواب کا اقرار یہ تہذیبی کی ادار کے لئے بیچے ہوئے چنانچہ تعالیٰ نے حضرت کی سرپرستی اور شرفی میں خاص امتیاز کے اندر نام تھا اس علیہ کے ساتھ انہوں نے تشریف آوری کی درخواست بھی صحیح وہی حضرت سے یہ کہہ کر روپے واپس کر دینے کہ ۱۔ مگر اس روپے کے ساتھ جو اس کی درخواست برقی تھی وہ اس کے لئے روپے سے یا جاتا اب اس قمران سے یہ متعلق پیدا ہوتا ہے کہ تہذیب کو متاثر کرنے کے لئے یہ رقم بھی گئی ہے۔ آپ کی یہ عرض وہی تھی کہ میرے اوپر تو جیسی حد پر اس کا یہی اثر ہو گا کہ ۲۔ انداز کے ساتھ اپنے آنے نہ اس کے متعلق راستے نام نہ کر سکوں گا کیوں کہ تیار کرتے ہوئے شرم نہ لگے ۳۔ نواب صاحب بڑے غمیدہ اور جیسا ویدہ تھے۔ فرما جو تھے کہ علیہ اندر درخواست کئی ذیلی تھی۔ فرما حضرت نام لکھا کہ ۴۔ آپ کے تہذیب کے لئے اسے یہ معلوم ہوا کہ واقعی جو یہ حضرت تہذیبی برقی ہیں بپنی درخواست تشریف آوری والی ہیں لیا ہوں اور روپے کو بار بار مال خدمت کرتا ہوں۔ روپہ کرم حدود کے لئے قبول فرمایا جاوے ۵۔ حضرت نے پھر خوش قبول فرماتے ہوئے نواب صاحب کو لکھا کہ ۶۔

۷۔ اچھا اب تک تو آپ میری ملاقات کے مشتاق تھے۔ ادب آپ کی تہذیب اور شرفت نے خود کو آپ کی ملاقات کا مشتاق بنا دیا ہے ۸۔

کچھ مدت کے بعد نواب صاحب کے ہاں اس تہذیب پر تشریف لے گئے کہ ان کا یہ پیش کیا جائے
محبت و مصلحت کا تضاد
صاحب آپ وہیں آئے تھے تو نواب صاحب کی والدہ صاحبہ نے جو آپ کی پیر میں تھی تقریباً سو روپے
خدمت میں پیش کرنا چاہا اس پر آپ نے خلاف شرط ہونے کا مدعا فرمایا نواب صاحب نے عرض کیا کہ
شرط میرے ساتھ تھی یہ والدہ صاحبہ کی طرف سے ہے۔ فرمایا ۱۔
۲۔ والدہ اللہ والد میں کیا فرق ہے کہ تو ایک ہی ہے ۳۔
نواب صاحب نے جیسا کہ فرمایا۔

۴۔ حضرت اگر کسی حاجی خدمت کو نہ لے کر آئے تو آخر دیکھ کر ۵۔
فرمایا ۱۔

۶۔ میں خاندان کش تو نہیں ہوں کہ میرا کوئی حکم نہ ہو۔ میرے حکم کو نہ ہی تشریف دے لکھی ہے ۷۔
جو نواب صاحب صاحب، قائد المذہب کا سلیم الفطرت واقع ہونے تھے۔ ایک پرانے دیندار خاندان کے مینا نے فرمایا تھا۔ اس لئے انہوں
نے حضرت سے عام لوگوں کی طرح کچھ امر نہ فرمایا۔ بعد ازاں وہی ہر جگہ پر ایک مستند شخصیت گزر جانے کے بعد تہذیبی جہوں گئے اور ان کی کیا ہوتی
بیش کی کسی صورت نہ ہی صورت و احترام سے قبول فرمائیں۔

یہ کہ اسلام سے محروم تھے دو مردوں کے بیٹوں پر تو درمستکروں کا کرتے ہوئے کہ۔

”آپ کا بہت تحلف جو عاری درستیہ اہم آپ کی وجہ سے موت آرم ہا“

ایک یقین سر کیجئے کہ آپ قریبوں میں کیا دیتے تو یہاں دیکھتے یہ دیکھتے میں سے کہا کہ یہ بھی ممکن تھا کہ اگر تا بہتوں میں کہا دیکھتے ہے اپنے
لوہڑا سمجھتا کہ ہمارا احترام کیا گیا ہے یہ انکار کیا صورت میں کیا محسوس ہوتا۔

برطانیہ میں ہے جہاں۔ کہا ہے بیٹے۔ انہوں نے تعلیم انگریز کی صنعت و صنعت دیکھ کر ہوتی ہیں۔ حضرت تھلہتی ہے سر کے
تعلیمی رسوم کا خاتمہ
وہاں میں صاف جہاں بھی یہی رسموں کو دیکھتے ان کے افسانوں میں سال کی مدت وہی تو جہاں ہے انہوں نے تہذیب و تہذیب
ہے ان رسموں کے عادی لوگوں کو سمجھتے کہ وہاں ہمارے کے عادی سے نہ ہو کر میں نہ کہہ سکتے۔

اسلم گڑھ میں یہ دستور تھا کہ حضرت کے ساتھ مسلم پیران کا تہذیب کی حضرت تھلہتی میں ہیں۔ یہ کسی قسم کا داؤڈلے کے عادی۔ تھے اس لئے
میں کسی سے کوئی فراموش نہ کرتے پر غصہ کیا ان کی لاشے مادیوں میں سے جوتی جوتی۔ تہذیب کے وہاں کی اس رسم کے افسانوں کی یہ ترکیب ملان
وہ جو تھیں میں وہاں تو آپ علیہ السلام دیتے کہ میں تھلہتی لوگوں۔ وہ جس جگہ انہوں نے رہا کہ ان لوگوں کو وہاں میں کی روایتیں کا رواج ہے جو رسموں
جوتی میں دیکھتے موافق ہیں وہاں میں طرح آپ۔ میں ان کو بہت ڈیڑے ہار سے بچا دیتے۔

نکالی میں یہ رسم تھی کہ جو میں تھے اسکا اگر پاؤں کو چھو تا جیسے چہ خباب میں میں کھڑے ہیں کہ وہاں دیکھا جاتا ہے اس کے روئے کی یہ ترکیب نکالی
کہ ان آپ میں نہ کہتے جو اس کے بعد بھی آپ کے پاؤں پکڑتا تو اس کے لئے جگہ داخل ہر تھے یعنی آپ میں اس کے نور پاؤں پکڑ لیتے اور حسب
وہ سر مندرہ ہر کہ روئے تو فرماتے۔

”اگر یہ کوئی آپ بھی بات ہے تبھی اس سے کہیں نہ کہتے ہر۔ اور اگر تھی بات ہے تو ہم ایسی حرکت کیوں کرتے ہر۔
میں وہ چارہ میں نہ دیکھ کر کہنے کی دیر تھی کہ اس کی شہرت عام ہوئی اور لوگوں سے اس پروردہ رسم کو ترک کر دیا صلیح انفر گڑھ میں یہ دستور بھی تھا۔
رجب کسی بڑے آدمی کی سواری گزرتی تو چند وقت کے لئے شہر کو کھینچتے کہ تھے آتا ہوا دیکھتے تھے کہ جوتی حضرت سے ان لوگوں سے
فرماتا۔“

”رسمت کسی کی ملک نہیں ہے سب کو چھو کا ہر جوتی ہے یہ حرکت صرف تہذیب ہے اس کو چھو دیکھتے اور اسکا ہر اگر ایسا
میں جانتے۔“

ہیں لوگوں کی ہم میں یہ بات اگلی اور اسکا دیکھتے یہ رسم محض ہوئی۔

ایک جگہ یہ دستور تھا کہ لوگ ہاکی کے۔ اور وہاں میں وہاں دیکھتے ہر پختہ حضرت سے منہ فرما کر کہ اس سے تحلف ہوتی ہے نبیوں
سے عرض کیا کہ ہم تو حضرت سے آپ کرتے ہیں فرما کہ پھر کہے کہ میں ہر دین میں۔ چہ پاکی کے چھو چھو ہیں۔ ہر کہ فرماتے
تہذیب تہذیب دیر بعد حضرت سے مل کر دیکھا تو کوئی جس تھا معلوم ہوا کہ یہ رسم جس دیکھ دیکھ کے تھے جوتی ہے کہ وہاں سے کیا کرتے کسی تھا
سے کسی میں تو کا ہی نہ تھا۔ وہاں یہ بھی دیکھتے تھے کہ ملاقات ہر دین سے بات تھی۔ رات تھی۔ اور کوئی ملاقاتی تعلیم کے لئے رات تھا تو تھے
رسمت سمجھتے۔ حضرت حبیب ایک انگریز می سکوں کے پاس تھے تو وہاں کے مطابق سب مادیوں اور دیکھتے تھے کہ تھے۔ ان کا یہ
مادیوں دیکھ کر حضرت سکوں کے اندر تشریف لے گئے۔ اور نہایت مادیوں اور حضرت کے ساتھ سب سے تھے اور پھر دیر تا دیر کرتے رہے جس سے

وہ لوگ بہت مسرور ہوئے ان کو جب کہ سنے گئے کہ ایسے مولوی بھی ہوتے ہیں

ایک جگہ دستور کے مطابق گاؤں کے چوبدری نے چند دکانوں کے دو صد روپیہ حضرت کو عطا کر دیا لیکن یہ ظاہر نہ کیا کہ یہ گاؤں والوں سے جمع کیا گیا ہے۔ اس کی مال حالت سے حضرت کو شہرہ چڑا کر یہ اور خود اتنا نہیں دے سکتا۔ اس نے حضرت سے پوچھا کہ آپ کی طرف سے ہے یا اس میں اور بھی شریک ہیں جواب ملا اس میں دوسرے بھی شریک ہیں فرمایا۔

۱۰ پھر یہ محبت کے سنے فرمادیے جب دیکھ دیکھ کر میں نہیں جانتا تو مجھ کو اس عہدیت کیسے ہو گی اس نے مرا ایک کی تلم اس کو کہ اس کو دیکھ کر دیکھ کر میں کو دینا ہو گا ہر ایک خود گرا اپنے ہاتھ سے دے گا میں سے بچے پڑ جائیں گے ہر مومن سے اور بچے اس سے محبت ہے۔ چوبدری صاحب نے جلد کیا کہ اب تو آپ پھر سے ہیں فرمایا۔

۱۱ میں بہت قریب تمام پر جا رہا ہوں، جلی پینا سب کما سانی ہے، میں کو شوقی ہو رہا ہوں اگرچہ دے دے۔ مگر کوئی بھی نہیں دیتے نہ آیا کیوں کہ وہیں رسم ختم کی گئی تھی، اسے اور اسے معقول انداز نہ دیا جائے تو وہ برا مانتا تھا، مگر جب اسے والا اس نے دے تو میری کسی کیسے دوڑنے کی کیا ضرورت تھی۔

اعظم گڑھ کے ان واقعات کے سلسلہ میں حضرت فرمایا کرتے تھے کہ:-
۱۲ میں نے وہیں کی اور وہیں کو تو مشاہدہ کیا، ایک ایک دم کے شانے میں کامیاب ہو سکا وہ یہ کہ جب کوئی ظلم یا تاؤ موضع کے اکثر لوگ یہاں تک کہ چھوٹے طرح کے بھی منتقلی کے بعد تک آتے اور لیا ہی رہتے تھے کہ وقت کرتے۔ وہاں کے لوگوں میں بہت ہی مصلحت اور بیداری ہے وہاں کے اکثر ترقی یافتہ نوجوان عید میں معلوم ہوتا ہے کہ پھر سے صرف محاش کے لئے ٹھیکری چڑھتے ہیں۔

ایک سر کے دوران میں آریہ سماج کے ایک بکچر نے حضرت کی باتیں سن کر آپ سے یہ سوال کیا کہ وہ شخص ہیں ان میں سے آریہ کا اقرار کفر مسلم ہے اور دوسرا جو مسلم دونوں نے تنگ بستی سے کوئی نیک عمل کیا تو سن عمل کا اجر دونوں کو یکساں ملے گا؟ حضرت نے فرمایا کہ:-

۱۳ یہ سوال آپ کی دانش مندی اور تہذیب سے نہایت بعید ہے کیوں کہ آپ نے ایک ہی سوال کیا ہے میں کا جواب آپ کے لئے میں موجود ہے۔

اسی سنے گا۔

۱۴ یہ آپ کو کیسے معلوم ہے کہ اس کا جواب میرے دہن میں موجود ہے۔

آپ نے فرمایا کہ:-

۱۵ جب اس جواب کے سبب مقدمات آپ کے دہن میں موجود ہیں تو وہ جواب بھی موجود ہے کیوں کہ جب مازوم موجود ہے۔ تو دردم کا درد بھی ضرور ہی ہے۔

۱۶ اس نے پھر سوال کیا کہ:-

۱۷ یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ سب مقدمات میرے دہن میں موجود ہیں۔

فرمایا کہ۔

”یہ بچے! میں آپ کے منہ سے ان مقدمات کے جو ردی الدہیں جو سے کا اقرار کرتے ہیں کیا آپ یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ میں حق مذہب ایک ہی ہو سکتا ہے اس وقت اس کو بحث نہیں کرتی مذہب کو مذہب ہے۔“

”سہ لکھ کہا۔“

حضرت نے فرمایا۔

”ایک مقدمہ تو یہ ہے کہ آپ کے وہی میں پہلے سے موجود ہے دوسری بات میں یہ سمجھتا ہوں کہ کیا مذہب حق واسکے کی مثال مطیع مطلقیت کی اس اور ماضی واسکے کی مثال ماضی مطلقیت کی سی نہیں ہے؟“

اس کا بھی اس نام یہ لے اقرار کیا اس دوسرے مقدمہ کو قیوم کہ لینے کے بعد حضرت نے پھر اسے فرمایا۔

”کیا باطنی کے منہ سے کلمات حق اس جو سے کہ وہ باطنی ہے مطلقاً نہیں کر دیتے جاتے اور کیا باوجود صاحب کلمات ہونے کے اس کی کلمات سے سزا نہیں ملتی اور کیا وہ مبرا عقل و انصاف کے خلاف جرتی ہے؟“

جب اس نے اس سب باتوں کے صحیح ہونے کا اقرار کر لیا تو اس پر حضرت نے فرمایا۔

”میں یہ تینوں مقدمات آپ کے وہی میں پہلے سے موجود ہیں تو میں کا نتیجہ بھی ضرور آپ کے ذہن میں ہے۔ اور وہی آپ کے حوالہ کا جواب ہے تو یہی حالت میں آپ کے سوال کا جواب یہ مطلب ہوا کہ میں اپنے منہ سے آپ کو کافر کہوں جو جاری شریعت اس بات کی اجازت نہیں دیتی کہ بد ضرورت ہم کسی کو کافر کہیں۔“

اس آریہ نے خوش ہو کر کہا۔

”واقعی مجھے اس کا شوق تھا کہ میں اپنے بارے میں آپ کے منہ سے یہ الفاظ سنوں لیکن منہ سے اپنے بارے میں کافر کا لفظ

سننے میں بھی ضرور آتا ہے۔“

حضرت نے جواب دیا۔

”غیر آپ کے لئے تو غیبی ہے لیکن میرے لئے حجت بذات ہے۔“

یہ سارا ہم سبق

۱۸۸۷ء سفر ایک ذاتی ضرورت کے ماتحت کیا جا رہا تھا اس نے آپ سے اپنی روانگی کو پردہ اخفاء میں رکھا اور شروع سے ایسے اختتام کر دینے کے سونے متعین کے مددگاروں کا اس سفر کا علم نہ ہو سکا چنانچہ بارہ ہندو کے بعد آپ سید سے اپنے جتنے حامد علی صاحب اور محمد علی کے ہمراہ جو اس پیش پر آئے ہوئے تھے حامد علی صاحب کے مکان پر اترے۔ وہاں سے بلا اطلاع ہندو منظر العلوم میں تشریف لے گئے اس آپ کا وہاں پہنچنا تھا کہ کسی پر مشید و متناہی کشش سے بے تابانہ آتے تھے۔ بہت کاتہا جرم ہو گیا کہ ہندو قدم کی حرارت نہ اٹھائی ہوگی۔ اور حضرت کو چند قدم چن دشن ہو گیا ہر شخص زیارت و دعا فرماتے تھے بیتاب تھے۔ اور حضرت علی کہ ہاتھ بڑھانے سر کی کہ معانوں صورت پر پہنچ رہے تھے۔ جرم کو کو حوث جا بجا تھا۔ اور حضرت علی تہی دیر تھ بڑھانے تھے شک ہے۔ جسے دیکھ کر مولانا حافظ عبد الطیف صاحب عالم ہند نے معانوں کرنے دلوں کو رد کا ٹھہر حضرت نے حواری کو روک دیا کہ آپ کسی کو دھکا جانی

میری محبت ان کو نے تھامے میں یہاں مٹنے کے لئے کوتاہی کریں۔ افرام صاحب سے کہہ کر حضرت والا کو تکلیف پہنچی مرزا بھی اجاب کیا کہ شکر ہے میری تکلیف موقوف ہے۔ یہاں وہ کام ہی کیسے تھا۔ مجھے تو اور سے خدا مل رہا ہے جس سے سب کچھ ہوتا ہے۔ وہاں الٰہیات ضروری ہے۔ در مذکور کہ وہ بھی نہ ہو سکے ہیں تو کام مر گیا ہے وہ غصہ و فدا کرتا ہی کہ دست ہے جب معاملہ ختم ہے تجاور گریہ تم افرام صاحب سے کچھ سن کر ملی چابی تو حضرت نے پھر دیکر دیا اس پر افرام صاحب نے کہا کہ جو دیکھ رہے ہیں کہ حضرت کو تکلیف پہنچی ہے وہی ہے اور لوگ ہیں کہ مانع ہیں۔ دور کچھ

منصف ہیں یہ کوئی المناکیت نہ سمجھیے۔ اس پر رشید بڑا کا۔

• دیکھئے جس کے سپرد ختام ہوتا ہے اس کو سختی گزرتی ہوتی ہے بغیر کسی کام میں چتا۔ جو لوگ مجھ کو سخت کہتے ہیں۔ ہا
دیکھیں حقیقت میں میں سخت ہوں یا نرم۔ جو لوگ عادل صاحب ریچا سے بہت نرم ہیں لیکن نظام کے لئے ان کو سختی گزرتی
ہوئی ہے۔ ان کو دیکھئے تو تعجب نہ ہو کہ جس کی سختی۔ ظہور ہے کہ بہت سخت ہے۔ دو لکھ روپے ہے اور جو نرم
میں وہ سختی کر رہے ہیں۔ نتیجہ ہے کہ سب تک خدا بھروسہ میں ہوں وہیں کے تدار اور کام کو تعلق پھر سے ہے اگر میں سخت نہ
کرتوں تو کچھ کام بھی نہ کر سکتوں اور یہاں نظام میں یہ ہے جس لئے سختی کی ضرورت تینوں نرم ہوں اور ناظم صاحب یہاں کے منظم
ہیں اسی لئے وہ بہت بہت سخت معلوم ہوتے ہیں ۲ (خاص یا دول سنگھ)

حضرت کے اپنے پروردگار کے مطابق براہِ چند سجدے دینے، رخصت ہونا تھا۔ احباب نے تنہا کیا کہ وہ بچے کی گاڑی میں سوت گری ہوگی۔ تندرہد سربِ عرقان میل سے تشریف لے جائیں حضرت سے فرما کہ وہ وہ بیٹا ہے۔
شہدہ کر رہا جاتے۔ لیکن اس کا خیال رہے کہ وہ ہر کے ٹوسس گاڑی سے نکل کر کریں گے۔ بل مدد سے کی خواہش تھی کہ کوئی ایسی تجربہ کی جاسکے کہ وہ تریا بہ کا واقعہ مل سکے گھر میں آئی ہوئی بہت دور سے کہ وہ بچہ چورٹنے لگے گا بھی جی۔ یہ ہے۔ اس لئے کہ نے تجربہ کی کہ وہ ہر تار دے دے وہی جاتے۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ بہت نفرت کی کہ نہتہ گاڑی میں جرم زیادہ ہونے کی وجہ سے بھگت ہوگی۔ اس بل لاہو کے پریشانی علاوہ اس لئے حضرت کی خواہش کے مطابق دیکھ دیکھ کی گاڑی سے روانہ ہوئے ہائی حسبِ حضرت کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا :-
.. بہتر آرام تسلیم و انقیاد ہی میں ہے۔ ۶

... بہتر از ہم تسلیم و انقیاد می بیند۔

پانچ چار پنچر سے وقت قرار پر روانہ ہوتے۔ یہاں سے حامد علی صاحب۔ مولوی تھوڑا لمبی صاحب مولوی من محمد صاحب شاہوی
اور مولوی جانظ محمد خان صاحب۔ رنگوئی بھی حضرت کی اجازت سے رفقہ سفر میں شامل ہو گئے۔ اگرچہ خاص مصالح کی بنا پر حضرت نے رسول
میں پہلے علی شریف عوام و خاص میں ہر اس سفر کے لیے رکھے کہ خاص، اتمام فرمایا تھا۔ اور حضرت کی تذکار صرف ڈاکٹر عزیز احمد جڈار الدین
صاحب اور حضرت مولانا مفتی محمد حسین صاحب کا ہر سفر کی صورت اور انہیں تاکید بھی تھی کہ تذکرہ کسی رکن نہ ہے۔ مگر اس گارش میں وہ یک
ایسے آدمی بھی تھے۔ جو لا جرم جا سکتے تھے اور ان کی حضرت کے ہم سفر ہونے کا ہم پر پکا تھا۔ جب وہ حضرت سے ملے آئے تو حضرت نے
ابھی فرمایا کہ یہ

”لاہور میں کسی کو شک نہیں یہاں یہاں کے آدمی کہتے ہیں کہ جو کہ اس سے کہ قبوی اعلان پر ہوگ میرے پاس نہیں آئے دوسروں سے بھی تکلیف ہوگی اور میرے ذہن کے آگے کو تکلیف ہوگی اور سب سے کہ تکلیف پہنچا نا کہ ہے ۔“

میں پر وہ لوگ بڑے حیران ہوئے کہ ہمارے مشائخ علماء اور لیڈر تو وہاں جاتے ہیں اور ہمارے پیچھے جہازات کے ذریعے اپنے پروگرام سے واپس کو آگاہ کرتے ہیں تاکہ شاید ان مشائخ و لیڈر کو شہرت دینے اور متعینا ہرگز نہ دلوں کے تصور ہوئے ہیں۔ یہاں معاملہ بالکل برعکس ہے۔

زیارت مزارات قدیم دور کے دہان میں سب سے پہلے موت و فنا کی کشش رات منہ عبد کے مزار پر مومن مائو حوائی تشریف لے گئے تھے۔ وہاں صبح کو ایسے وقت پہنچے جب کہ دریں کی کثرت تھی سب صاحب مزار کی بامیت کی طرف قدم سے پہنچے۔ مشائخ و بزرگ پھر سے کھڑے کھڑے ایصال ثواب میں مشغول ہو گئے۔ ڈاکٹر صاحب عدت کے پچھلے کڑے تھے کہ عدت کو س حالت میں کھڑے دیکھ کر ایک قوی سیل ہمارے زور و زبہت آگے بڑھے۔ پکار کر کہہ گئے کہ ہمارے عدت کو اور ان کی طرف مطلق التفات دو۔ ڈاکٹر صاحب نے اس سے پہلے کی کوشش کی مگر اس پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا اور وہ ایک سترہ سو دو سو میں پاتار ہوا اندر سے اپنی کوز کو پیسے سے بندھوا دیا۔ لیکن عدت بہ دستور اور مشورہ رہے۔ نتائج سے نادم ہوئے کہ بعد و دنیا کی عظمت و تکیع عشق

بہ بہت بڑی شجاعت ہیں۔ جب وہاں سے واپس گئے تو ان کے بعد ہی سلطنت کر رہے ہیں۔

دوسرے روز صبح کے وقت کے بعد آپ حاکم کے مقبرہ پر تشریف لے گئے۔ اور وہاں کے لوگوں کو دیکھ کر فرمایا کہ میں یہیں نہیں چاہتا۔ تو اس پر کہہ کر میں گئے وہاں سے جو کہ جہانگیر کے مزار پر تشریف لے گئے۔ بعد ازاں ہمارے دیکھ کر جہانگیر کی مقامات تباہی مسند تھو۔ شاہد باغ خاندان میں میر و بزرگوں دیکھا۔ ڈاکٹر صاحب ان کی تاریخی حیثیت سمجھنے کی واقعات و حالات بتاتے گئے اور حضرت مرچیز پر متعلقہ خبر دہراتے گئے۔ وہاں سے خیالات کا اظہار فرماتے رہے۔

محصول کی ادائیگی آپ ہاؤس کے حصول کی چیز سے جاتے اگر دیکھیں کسی چیز میں شہر ہوگا کہ یہ مقبرہ دہان سے تباہ ہوئی تو آپ نے اسے وزن میں کرانے اور اس کا حصول کر لیا۔ اس کا تناستہام تھا کہ ایک مرتبہ ہمارے کانپر جاتے ہوئے کچھ گئے ساتھ تھے۔ جب ادائیگی حصول کے لئے تو گئے تو اسے نہیں دیا۔ بلکہ کہ فریضہ نماز میں بیٹھے جو ہمیں کہ حضرت آپ یوسفی نے جیتے۔ خواہنے کی مراد تھی۔ ہم گارڈ کو کہہ دیں گے۔ فرمایا کہ گارڈ کمان تک جائے گا۔ کیا کیا گاڑی آگے دھک دیا۔ گاڑی آگے آگے کی ہوگا کیا گیا۔ دوسرے گارڈ سے کہہ دیا کہ وہ کام تک پہنچا دے گا۔ جب آپ کا سوچا تو مجھے لارہ سے تھے۔ میں وہاں غم نہ کر سکتا تھا۔ ایک اور سزا تھی کہ میں نے وہاں کا انتظام کیا ہوگا۔ میں کہ سب انگشت مدندانہ گئے۔ میں میں تھوڑا سا شہر ہو گیا تھا۔ کچھ گئے۔ میں نے اس میں مدد کے لیے یہ مدد مانگے۔ موجود ہیں جو غلام سے لیکر قید کرتے ہیں۔

کراچی کی ادائیگی میں میں چھاپے ہوئے وقت کے وقت افدہ دینے کے لئے کہ تھوڑا سا دیکھ کر کسی دوسرے کو ایسا کرنے دیتے۔ ایک دفعہ ایک طلب علم عدت کی زیارت کے لئے تھا۔ مجھ کو یہ آپ اس وقت سفر پر حاضر تھے۔ اس سے وہ نئی وقت کی وجہ سے گارڈ کو کہہ کر بلا گئے۔ حضرت کے ساتھ سوار ہو گیا۔ اور دوسرے نہیں ہوئے۔ گارڈ کو کہہ دیا کہ تو اس نے کہا کہ میں یہ ہے تم۔ اس بات کی وجہ سے اس نے کہ حضرت سے کہا کہ معاملہ یہ ہے۔ تو آپ نے ذرا کہہ دیا کہ یہ جو ہے جس کا ہمارے سے وہی کا مالک نہیں ہے۔ اس نے یہاں تک کہ اگر یہ براہ راست دوسرے کا ملک ہے کہ اسے چھڑ دینا کہ کچھ کا جو ہے۔ اور حق عبادت سے ہری بوجاز میں ڈبتے ہیں۔ ایک گھنٹی کی عرصہ آدہ پہنچا تھا۔ اس نے یہ ساری گفتگوں کر کے کہ میں تو خوش موافق تھا کہ اس سے غریب پر ترس کی بدست۔ مگر آپ کی تقریر سے کہ

میں نے یہ باتوں کی میری خوشی سے ایسا نہ تھا۔

استغناء۔ جی آپ کی طبیعت کا ایک خاصہ خاصہ تھا۔ دیکھیں اس ارشاد نبوی کے منظر سے لاشعور۔
 میں انبیا آخری کا محل اللہ۔ کہ میں تم سے قطعاً کوئی برائی نہیں پاؤں۔ مگر اگر وہاں سے
 ہی وہ سب کچھ آپ کو مراد و زاد اور مال و دولتوں پر غم سے بھی استغناء تھا۔

اور اسے، منتقلی کا یہ عالم تھا کہ جہاں جہاد آباد دکن جانے والے اکثر علماء و دانش ور والی دکن کی خدمت میں ماریا بی اور ولیدہ
 کی دلوں سے کرجا تھے وہاں حضرت کو جسے سے بھی عار تھا۔ جس کی تفصیل خود حضرت کی ربانی لفظ دیکھ کر فرماتے تھے
 ۔ اہل علم کے لئے یہ بات بہت ہی پسندیدہ ہے کہ وہ اہل علم سے غلط کریں اس لیے کلمہ پاک جو مصلح سے نفع پہنچاتا ہے
 ۔ اس سے وہ بگڑ جائے اور مصلح کا وہ اثر نہیں رہتا جو حیدر آباد دکن میں ایک دوست نے مدعوں
 و پرستہ کے بعض اصحاب خاص اہل علم نے مشورہ دیا کہ وہاں نوب صاحب سے ملاقات ضروری ہے میں نے
 کسی کو کوئی جواب نہ دیا۔ وہاں پہنچ کر سات ہی روز گزرے تھے کہ غلام نو زنگ کا ایک پرچہ آیا جس میں لکھا تھا
 کہ موصوفے کو زیارت کا اشتیاق تھا۔ مگر بد قسمتی سے تھا۔ بھون کی عافری بہوئی برسے نہایت حاضر و ہوا بہت
 جوں تھیں غلام وقت اپنے ذرا لطف منہی سے فرست مطلق ہے ۔

یہ غلام وارنگ صاحب اس وقت خواب کی ناک کے بالی اور ارکان عظمت میں سے تھے آپ سے۔ تبیں لکھا۔
 ۔ بے حد مسرت ہوئی کہ آپ کے دل میں دینی اور اہل دین کی نسبت و عظمت ہے۔ مگر نیچے کی مٹھ پڑھ کر، قوس
 کی بھی کوئی حد نہ رہی کہ اس میں فہم سے کام نہ لیا گیا جس کے غم کو زیارت سے تعبیر کیا گیا اس کو تو اپنے اوقات
 فرصت تیار کرنا پڑا۔ اور خود آزاد رہے یہ کون سی فہم و تہذیب کی بات ہے ۔
 اس پر وارنگ صاحب نے جی نہ فہمی کی معافی مانگی اور لکھا کہ حضرت والا ہی میں ملاقات کے اوقات تحریر فرما دیں۔
 حضرت نے اس پر ایک اور سبق دے دیا کہ ۔

۔ اب بھی پرہیز فہم سے کام نہیں لیا۔ مگر وہ بدست مذہب کی طرح پہلی میزبان کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اس لئے
 سعد میں وقامت کا قصد ہوا۔ یہ ضروری ہے۔ آپ ساغور ہیں جس وقت مجھ کو فاسخ دیکھیں۔ ملاقات کریں۔
 اس پر بھول سے لکھا کہ بدھی پر بدھی جوتی چل جا رہی ہے۔ میں ۔ اب اپنے اوقات کو ظاہر کرتا ہوں نہ حضرت سے
 معلوم کرتا ہوں۔ جس وقت فرصت ہوئی حاضر خدمت ہو کہ زیارت سے مشرف ہو جائیں گا اگر فرصت نہ ہوئی تو لاٹ

آؤں گا صحبت سے دیکھا کہ سبق وارگر ہوا ہے۔ تو میرا نہیں دلجوئی کے طور پر لکھا۔
 ۔ بد پرہیز فہم سے کام نہ لیا ہے جس سے نہ قدر مشرت ہوئی کہ پہلے آپ کا میری زیارت کوئی ملاقات۔ اب میرا
 آپ کی زیارت کو جی چاہے ملا کر صحبت ہو تو آپ تشریف لے آئیں ورنہ مجھ کو احاطت فرمائیے۔ خود حاضر ہو
 جاؤں گا ۔

اس جام و تفسیر کی عرض جیسے مجلس میں یہ بیان فرماں کہ ۔
 ۔ میرے مرزعلی سے ملنے تھا کہ یہ دنیا کے جس قدر بڑے لوگ ہیں۔ اہل دین کو مجھ سے تو منہ بگتے ہیں ان کو یہ دکھانا
 تھا کہ اہل علم و دین کی یہ شان ہے کہ پہلے تو تامل کے پرنا مقصود تھا۔ مگر جب وہ اپنی کوتاہی تسلیم کر چکے تو اب
 کہیں تکرار تھا اندک شکر ہے کہ دونوں سے محفوظ رکھا ۔

غزنی کے وہ صاحب خود آئے۔ اہل مجلس میں بعضوں نے دودھ دیکھ کر کہا: ملاں صاحب! سب سے میں حرمت خاک نگر رہے تھے۔ پھر یہ کہنے لگے جس وقت انہوں نے سوچ کر رسوم میلک کہا تب حضرت صاحب جوئے فرماتے ہیں کہ:

میں نے سلام لاجواب دیا اور کھڑے ہو کر دعا فرمائی یہ سب سے بہت سی حدیث تھی۔ دوزخ اور کرمانیہ میٹھ سے میں نے اپنے برابر کے کہہ کر بھی کہ اس طرف آجائیں اس پر کہا: بھگوان! میں نے دعا کی کہ دیر بعد میرے سوس پر خواب صاحب کی حیدر مغزی اور انعام سلطنت کے واقعات بیان کرتے رہے اس کے بعد کہا کہ اگر خواب صاحب سے ملاقات ہو جائے تو بہت ناگوار ہے۔

میں سے پوچھا کہ یہ خواہش آپ کی ہے یا خواب صاحب کی کچھ سکوت کے بعد کہا میری خواہش ہے میں نے
سوال کیا کہ جس وقت آپ نے ملاقات کے مناسب و نامناسب پر غور فرمایا تھا۔ اس پر بھی مدد فرمادیا
تھو کہ ملاقات سے نفع کس کا ہے؟ کہا وہ صاحب کا نہیں ہے کہا کچھ خواب صاحب کا وہ ملاقات کی ترتیب
مجھ کو دی جا رہی ہے۔ طلب کو مطلوب اور مطلوب کو طالب بنایا جا رہا ہے۔ اس پر کوئی جواب نہ دیا۔ اب میں خود
اس کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ اس صورت میں کہ میں خود ملاقات کو یا فاضل حضرت ہی حضرت سے نفع کچھ نہیں۔ اگر
ملاقات کو گیا تو وہ مطلوب اور میں طالب ہوں گا تو اس صورت میں کہ کو مجھ سے کوئی نفع نہ ہوگا۔ ہاں میں سے مجھ
کو نفع ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ جو چیزیں اس کے پاس ہے دو ٹکے میٹھی یعنی دینا وہ بقدر ضرورت مجھ کو اللہ میرے پاس بھی
ہے اور جو میرے پاس ہے وہ بقدر ضرورت بھی اس کے پاس ہیں یعنی دیں اور اگر میں گیا بھی اللہ جہاں کے پاس ہے
(یعنی دینا مناسب وغیرہ) وہ مل بھی گئی تو اس صورت میں ایک حاسم قرار بھی ہے اگر قبول نہ کرے تو ہے
مسک کے خلاف اگر قبول نہیں کرتا تو وہ اب شاہی کے خلاف کیونکہ قبول نہ کرنے میں اس کی سبب سے پختہ ہوگا
وہ چنانچہ میں اس وقت ان کے حدود میں ہوں اس کی یا تلاش میں (خرچ وغیرہ) چھپا میں میرے لئے تحریر کر سکتے ہیں
تو خواب صاحب کو کوئی نفع نہ ہوگا۔ اور میرے نقصان ہوگا

یہ امر میں شبہن سلاطین کے خلاف ہے کہ وہ اپنی رعایا کے حقوق کتنے جوئے شخص سے ملاقات کریں میں
 تم قبر و گنہگار کی طرف متوجہ نہ رہیں گے جس میں ان کی ہاست ہے کہ کیا خود نہیں مدد کر سکتے تھے۔ علاحدہ یہ
 کہ جیڑ میں ہے کہ میں ان کے پاس حادوں در وہ میرے پاس نہیں اگر ان کا جی چاہے تو تھا۔ سے نیکو بلا میں ہیں
 حاس شریعت کے آجوں کو کچھ مدد نہ ہوتا۔
 یہ سن کر نواز جنگ کی بھیجیں کھل گئیں اور کہا کہ ۔

۱۰۔ لہجہ میں ہر توجہ و تامل کی نظر سے یہیں پہنچ سکتی ہے۔
اسی لئے حضرت فرمایا کرتے تھے کہ :-

۱۔ اسود سے عطا کا حلقہ کرنا (علاجیت) اس میں اس کا کوئی دستہ یہ نفع نہیں بلکہ اس علم و درجہ کے دین کا نقصان ہوتا ہے، اس لحاظ میں اس کو ناپسند کرنا چاہیے۔

و انصاف الیوم خصیچہ دارم سے ۴ سے ۳۰

حدیث کی علت

• میں نے قصاصی کا دودھ پیا ہے اسی نے بھی میرے مزاج میں حدیث بنے مگر محمد بن عبد اللہ نہایت
میرا دل اس قدر نرم ہے کہ بھر سے کسی کی دواسی بھی بھجھ دیکھی نہیں جاتی۔ مگر کسی کو ادنیٰ تکلیف پہ
بھی دیکھ لیتا ہوں تو دل نہیں جاتا ہے اور جانی پاتی جو جاتا ہے۔ آپ نے اپنے جس تعلق اور اتحاد حدیث کی وجہ سے اس بات کی ولادہ کا
پتہ لگانے کی بجا میں بڑی کوشش کی کہ اس کے ساتھ ساتھ سوک گیا جائے مگر اس کا کوئی پتہ نہیں چل سکا۔

• اللہ تعالیٰ کے فضل سے بچپن ہی سے میں جہاں کہیں، باغ و بہار، وافر بارشیں اور بیگانے سب ہی کا محبوب رہا۔
بچپن
حالا کہ میں بچپن میں بہت تمویجیں کرتا تھا مگر تاج کل کے ملاکوں کی سگندی نظر آتی رہتی تھیں۔ اس لئے سب کا حال
ناگوار ہونے کے حال معلوم ہوتا تھا۔ دیران کے زمانہ میں یہ خبر چلائی کہ ملازم میں ملاک پر درویش جو رخ ملائے جاتے تھے وہ غریب و بھوکوں
بھائی چلتا تھوڑا کرتے اور وہاں کو حرکت دے کر سب کو ایک طرف سے بھٹکے چلے جاتے مگر کوئی برا نہ مانتا مہمانوں کو بھی ناگوار نہ ہوتا۔
• بچپن ہی سے میرا دل اس کا عادی ہے کہ اگر کوئی مہمان سے معمولی مات مگر ترکیب کے ساتھ بیان نہ کرے
لطافت طبع
تو میری بھڑکی میں نہیں آتی زور دہی سوتی تقریر کروں دوسرے کی لہجی جوی تقریر بھولوں کیوں کہ بچپن ہی سے
میرا دل ایک خاص ترتیب کا عادی ہو رہا ہے۔

یہ سی لطیف مزاجی کا اثر تھا کہ اگر کوئی شخص مجھ کو اکابر یا بے اصولوں کا ذکر کرتا جس کا آپ سے تعلق ہوتا تو آپ کو اسی وقت تھوڑا کر دیتا
سوئے لگا جالا خود داغ تا قوی تھا کہ بلا تکان سارا دن دوسرے وقت تک کام کرتے رہتے تھے اور بالکل شہتہ تھے۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنی اور حضرت تھانوی کے درمیان کسی ویسے ہی گفت و بات تھی۔
جیسے حضرت سیدہ امینہ کے درمیان مگر غائبانہ سے کا مدد میں غائب سیدہ امینہ
حسین احمد مدنی سے حضرت تھانوی کے تعلق سوال کیا تو مولانا بہت ناگوش ہوئے اور فرمایا کہ یہ کیا واسطہ سواہب
ہم تو ان کو ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسا کہ اپنے دوسرے بڑوں کو مدد از مل معاہدین نے ان حلقوں سے کوئی واسطہ ہی کہ عبد اللہ بن مسعود
جسی شخص بھی اس پر دیکھنے سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتے جیسا کہ وہ خود سمجھتے ہیں کہ ۱۔

• کالوں نے پیشکش بھی سنا تھا کہ ان کے اور ان کے درمیان بے غلطی ہے نہ پاتی ہے۔

(حکیم الامت ص ۱۳۱)

۱۳۰ • دیر بعد کے حالات سے اللہ جانتا ہے کہ بڑا ہی دل دکت ہے خصوصاً اپنے دونوں مرگوں کے اختلاف

(حکیم الامت ص ۱۳۲)

دیکھ کر ۱۳۱

نہیں سب مدد ما تب حضرت مولانا حسین احمد مدنی کی میٹھ میں پہلی مرتبہ تھا کہ بھون مانتے ہوئے تو عبد اللہ بن مسعود
کیا دیکھتے ہیں اس کی قصیل خود ان کی زبانی یہ ہے کہ ۱۔

• نہایت شرم دہی۔ سلام پھر دعا مانگ کر جو نئی سمت (تھانوی) اٹھے نگاہ پل صفت میں مولانا حسین احمد صاحب
پر چڑھ گئی ان کی طرف خود ہی بڑے تپاک سے جڑے اور بڑے انتہات سے ملے لوگ تو کہتے تھے کہ بڑے خشک
مزاج ہیں خشک مزاج ایسے ہی ہوتے ہیں ۱۔ یہ نرم لاشاں چہرہ یہ بنتا مسکرتا ہو، پسترو کی خشک مزاج کا ہو

سکتا ہے! لوگ یہ بھی کہتے تھے کہ ان کے درمیان بے لعلی ہے، بتا جاتی ہے کانوں نے بے شک یہی سنا تھا لیکن اس وقت تک نہیں دیکھ رہی تھیں کہ دو دشمن میں دو دوست گئے مل رہے ہیں تنقید و تکریم مولانا حسین احمد مدنی کی طرف سے تو شیر پڑتی تھی عادت جیسی سونے کی بنا پر بھی ادب میں چھوٹے سونے کی بنا پر بھی لیکن مشاہیر یہ جو دم تھاکہ دھڑکے بھی ادب اور ادب تکریم میں کوئی کمی نہ تھی: دیکھو اوست ص ۱۱۱

حضرت تھانویؒ کے ادب و احترام کے بعد حضرت مدنیؒ کا غلام و اگرچہ بھی قابلِ تکریم ہے جب مولانا مدنی صاحب کے مجدد صفا جہاد امام صاحب حضرت تھانویؒ کے ہاں چند دنوں کے لیے تھا۔ بھونچا کرتی مہر فرماتے ہیں تو انہیں تھانویوں میں حضرت مولانا مدنی کا یہ خط موصول ہوا۔

مستمر المقام زید بھیکہ۔ اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

دعائے محمدیہ ۱۴۔ اکتوبر ۱۳۸۵ھ۔ یا غٹ سرفرازی ہو، تھا اب تو جناب خاتوا میں پہنچ گئے ہونگے خداداد کریم راں کی حاضر با غٹ برکات و متناہیہ کرے آمین۔

تو با حبیب نشیں و بادہ چوائی بیاد آرمہ بان بادہ پیا را
مجد کو قوی امید ہے کہ آنجناب و ہاں پر اپنے اوقات کو مثلاً غل حقیقت میں صرف فرمادیتے ہیں کے متعلق مدد بہت کرنے کی ضرورت نہیں۔

البتہ ایک ضروری عرضی عرض، غلام کی بنا پر کرتا ہوں، وہ امیدوار ہوں کہ کسی غیر محل پر عمل نہ فرمائیں گے میں نے حسب الارشاد حضرت مولانا تھانویؒ، وامت برکاتہم، وہ آپ حضرت کے اصول پر اس وقت آپ کو بیعت کر لیا تھا مگر حقیقت یہ ہے کہ میں اپنی بد حالی۔ رویا ہی۔ ناکامی پر ساریت وہ بھگتہ کہنا ہوں اور حضرت شرمندہ۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو مولانا وامت برکاتہم کے دربار میں پہنچا دیا ہے۔ وہ مولانا کو آپ سے ورت آپ کو مولانا سے نس ورتعلق پیدا ہو گیا ہے۔ واللہ الحمد انہم نہ فرزد۔ اب مناسب اور ضروری ہے کہ آپ مولانا سے بھی بیعت کر لیں۔ مجھے قوی امید ہے کہ مولانا وامت برکاتہم آپ کو۔ مانیں گے میں نے خود ان دنوں جب حاضر ہو تھا عرض کیا تھا کہ آپ جب شریعت لائیں اور درو، مست کریں تو جناب ان کو ضرور بیعت کریں تو امد طریقست کے اصول پر بیعت کر لینا ہی زیادہ تر مفید اور کارآمد ہے اس کی بنا پر بعض کی زیادہ تر امید ہے

بہر رویا کو بھی کبھی کبھی دعوات صادر سے یا د فرمایا کریں نیز مولانا وامت برکاتہم سے بھی دعا کی، اچھا کرو با کریں۔

نگاہ سلام حسین احمد غفرلہ دیوبند ۲۰ جمادی الاول ۱۳۸۵ھ

س گرامی نامہ لا جواب جہاد صاحب کی بجائے حضرت تھانویؒ کے یہ دیا۔

عندی و تکریم مولانا حسین احمد صاحب وامت لیغتم

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عبدالمجد صاحب کے نام پر گرامی نامہ ۱۴۔ اس میں مشورہ تحریل بیعت کا پڑا گوئی و پرستہ رہا ۱۴۔

مخاطب نہیں مجھ کو جواب عرض کرنے کا استحقاق نہیں لیکن چونکہ خیر نفس مجھ سے ہی ہے نیز اس میں کچھ نہ
مخاطب بنانے کی یہ دہائی بھی ہے۔ اس لیے عرض کرنے کی جسارت کرتا ہوں۔

جملہ تو وہی جود ہے۔ نورانی عرض کیا تھا۔ اور قدرے معصوفانہ عرض ہے کہ اس میں مولوی صاحب کا نہ سے
اس ہے۔ اس ہے کہ اس شور سے جو رخ نہ نہیں گئے۔ وہ منظر یہ ہے کہ میری خشونت و سور خلق تو مشہور ہے
مگر مولوی صاحب کی یہ رعایت و دلجوئی جو صمیم قلب سے ہے وہ آپ ہی کے انتساب سے مسبب ہے کیا
آپ کو یہ گوارا ہے کہ وہ اس رعایت سے خروم کر دینے جائیں۔ دوسرے کو ان کو مجھ سے موانست کافی ہے
لیکن غیہ کا درجہ فکرم سناست ہے۔ اس کو میں پسلی طاقت میں مٹ کر چکا تھا۔ اور اسی بنا پر آپ نے میری
سعاد شمس کو قبول فرمایا جس کا میں تسک گزارد ہوں۔ اور اگر میں بناؤں تو آپ صیغہ خیال فرمائیں وہیں بھی ان کی
تقویت پر رد نہیں دیتا لیکن حسب آؤں مار میں یہ قول خود بخود منظور کنی سوا اب بھی میری خاطر نظر پائی جائے
اور جس طرح کام چلے گا جسے چلے دیا جائے کہ آپ ہی کے تذکرہ رہے۔ اور مجھ کو حادہ رہے دیکھئے اس حد یہ
تبدلی میں میری اور ان کی دونوں کی پیشانی مضمر ہے جس کا گور کرنا اعلان سامی سے بعید اور مست بعید ہے
اور جب اس کا مجھ پر حار ہے اور میری طاعت سے محض انکار ہے تو مولوی صاحب کو ایسی بات کا حکم فرمایا۔
جو ان کی قدرت سے خارج ہے تکلیف بالایضاح ہے جو ہر پہلو سے سختی ہے۔ و السلام

۱۰ کارہ تنگ اہام۔ اثرات بڑے نام از خاندان سمون ہادی اؤں مستطرد و عظیم الامت ص ۹۱ (۱۰۹)
یہ خط و کتابت ہمیں اختلافات کے زمانہ یعنی ۱۹۳۹ء کی ہے۔ اس لیے حیدر آباد صاحب لکھتے ہیں کہ
سیاسی اختلافات مولانا حسین احمد سے اس وقت بھی تھے۔ اس پر بھی اس وقت تک ان کا پورا سا طرد
احترام قائم تھا۔
۱۱۔ حیدر آباد صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۹۳۹ء کی ہے۔ اس لیے حیدر آباد صاحب لکھتے ہیں کہ

۱۲۔ حیدر آباد صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۹۳۹ء کی ہے۔ اس لیے حیدر آباد صاحب لکھتے ہیں کہ
۱۳۔ حیدر آباد صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۹۳۹ء کی ہے۔ اس لیے حیدر آباد صاحب لکھتے ہیں کہ
۱۴۔ حیدر آباد صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۹۳۹ء کی ہے۔ اس لیے حیدر آباد صاحب لکھتے ہیں کہ
۱۵۔ حیدر آباد صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۹۳۹ء کی ہے۔ اس لیے حیدر آباد صاحب لکھتے ہیں کہ
۱۶۔ حیدر آباد صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۹۳۹ء کی ہے۔ اس لیے حیدر آباد صاحب لکھتے ہیں کہ
۱۷۔ حیدر آباد صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۹۳۹ء کی ہے۔ اس لیے حیدر آباد صاحب لکھتے ہیں کہ
۱۸۔ حیدر آباد صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۹۳۹ء کی ہے۔ اس لیے حیدر آباد صاحب لکھتے ہیں کہ
۱۹۔ حیدر آباد صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۹۳۹ء کی ہے۔ اس لیے حیدر آباد صاحب لکھتے ہیں کہ
۲۰۔ حیدر آباد صاحب لکھتے ہیں کہ ۱۹۳۹ء کی ہے۔ اس لیے حیدر آباد صاحب لکھتے ہیں کہ

یہ حقائق اس بات کے شاہد ہیں کہ مولانا کو دانستہ یا نادانستہ ایک دوسرے کا سخت ترین مخالف قرار دیا گیا تھا۔
ان میں کس درجہ اختلاف وارتھ تھا اور ان کے اختلافات بھی کیسے اصول میسر کے موافق اور حدود شرعیہ کے اندر تھے۔
کسی دوسرے کتبہ فکر میں مثالی منی شکل ہے۔ بقول حیدر آباد صاحب دیا بادی۔
۱۔ قوم عجیب، افراط و تفریط کے سر میں ہیں۔ مدعا دھند مبتلا ہے کسی۔ خوش ہوس
تو اسے پرہیز گئے۔ معا جوئے تو گویا دینے لطف برسانے لگے گویا نا کا پڑ
افراط و تفریط

یہ امیر فرشتہ جو۔ اگر فرشتہ نہیں ہے تو پھر شیطان کے، وہ پر کوئی درجہ نہیں۔ تواریخ و عقائد کا گویا قحط پڑ گیا ہے اور اشخاص و درجہ کو ان کے صحیح مقام پر رکھا سم توگ بھول ہی گئے ہیں شیعیت اور خارجییت دونوں بے قراری کی پیدوار ہیں اور اعلیٰ سنت کا مذہب جو میں ہیں اور سارے پہلوؤں کے درمیان یہ حکیمانہ توازن کے ساتھ قائم ہوا تھا فسوس کروہ خود۔ اس بدعتی کا شکار ہوا جا رہا ہے۔ (حکیم الامت ص ۱۱)

جماعت اسلامی

کھوکھو کے مشورہ نامہ ۱۸ فرقان کے، ایڈیٹر اور جماعت اسلامی کے سابق رکن مولانا محمد منظور صاحب تھانوی نے مودودی صاحب کی تحریک اسلامی میں شرکت اور اس کے حوالہ شریعت کو سننے کے لئے حٹک کر سننے کے بے حضرت کی خدمت میں رہی ہے، آج پانچ اور اعزازت جاسی تو حضرت نے صافٹ لکھ دیا۔

”اگرچہ کوئی اعتراض شرعی لحاظ سے بظاہر وارد کیا جاسکے، لیکن مرادوں اس تحریک کو قبول نہیں کرتا یہی نہالی بھی

عربوں کو لگتا لہذا اس ضرورت کے لئے زحمت سفر نہ رہائی جاد ہے۔“ (خاتمہ السوانح ص ۳۳)

”ماہیتِ قائل کو کیا علم تھا کہ قلندر ہرچ گوید دیدہ گوید۔ چنانچہ حقوٹے ہی عرصہ بعد مولانا موصوف، اس تحریک میں شریک ہو گئے اور اس میں قابل اعتراض امور کا خود مشاہدہ کر کے ذاتی تجربہ کے بعد اس سے الگ ہو گئے اور بزبان حال اعتراف کر دیا کہ۔

انقواء فرائض الموصوف فافقہ یسطر بنور اللہ

”یہ علیحدگی کی خبر سن کر خود ہم نے بھی نہیں اس کی وجہ معلوم کرنے کے لئے خد نکھار کیا آپ اس جماعت کے امیر میں روحانیت کے لئے تائید دیکھ کر تو علیحدہ نہیں ہوئے تو مولانا موصوف نے اپنے گرامی، امر پورہ، شہر انڈیا کے لئے لکھا کہ۔

”مترجمی سلام مستون

”جماعت اسلامی کے نظام سے میری فہم کے بارہ میں آپ کا فکر ایک حد تک صحیح ہے۔“

تخیل پاکستان

پاکستان کے لفظ سے ویسا پہلی مرتبہ ستمبر ۱۹۴۷ء میں چوہدری رحمت علی جو شاعر پارسی کی ربانی آتش ہوئی جبکہ ہندو جواںوں کو

ہندوستان میں یہ خیال پیدا ہوا کہ شمالی ہند کے ایک حصہ کو متحدہ پاکستان سے الگ کیا جائے۔

ہندوستان میں یہ خیال سلطنت کے قیام کا خیال علامہ قاضی نے مورچہ ۱۹۴۷ء ستمبر ۱۹۴۷ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس منعقد ہوا اور

۱۹۴۷ء کے دوران میں ظاہر کیا جس کا ۱۹۴۷ء ستمبر ۱۹۴۷ء کو لاہور کے تاریخی اجلاس میں علی صاحبہا انیس کے طور پر ایک قرارداد

۱۹۴۷ء کے دوران میں ظاہر کیا جس کا ۱۹۴۷ء ستمبر ۱۹۴۷ء کو لاہور کے تاریخی اجلاس میں علی صاحبہا انیس کے طور پر ایک قرارداد

کے دربار، تاج محل، پورنا، کٹر علامہ، قبیل کے علمبردار لاہور قرار دیے گئے۔ ان میں سے کئی نے استعمال نہیں کیا بلکہ اسے مندرجہ بالا نوئی پر میں نے مسز اسٹو کے طور پر پھیلایا جو قائد اعظم کی خوشنوی سے ۳۰ گشت شہرہ کو تفتیشی کر مندرجہ شہود پر آگیا۔

اسلامی سلطنت کے قیام کا جو تیار علامہ اقبال نے مسلم لیگ کے تذکرہ بالا اجلاس میں پیش کیا تھا۔
تاریخی منظر | بالکل وہی نہیں ان سے مست پہلے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی پی ٹی وی عام میں گئی، یہاں ہر ذرا پائے تھے لکھنؤ کا مکمل خاکہ اور خصوصاً کاپر وکر میں بنا چکے تھے، جون ۱۹۴۷ء میں مولانا محمد علی جوہر مرحوم دہلی، جند کا گھری کے مست برسے دی تھے، کے متعدد خاص لکھ دست راست اور حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے سربراہان تیز مولانا عبداللہ جود صاحب، دی حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی خدمت میں پہلی مرتبہ تھارہ بھون حاضر ہوئے اور اپنی اس اولین ملاقات کا محل اپنی کتاب خوش و خوشی میں ان الفاظ میں درج کیا۔

۱۹۴۷ء تھا اور یہ طبع دور نامہ ہندو۔ کافی زیادہ تھا۔ میں اور دوسری موبل صحبت میں سیاسی پہلوؤں پر گفتگو آجنا ناگزیر رہا تھا۔ گفتگو اتنی نسبت سے اتنی محتویات سے کہ ہمارے مضمین کا فائدہ ہو کر رہا۔ کون کتا ہے کہ حضرت گورنمنٹی دہلی ہیں۔ لاؤل و لاؤلہ جس نے بھی بیٹا سامان رہا ہے عام۔ ہر حال گھوشی کہ۔ یہ تو خاص مصلحت کی گفتگو تھی۔ مسلمان بھی ایسا جو خوش دینی اور غیرت ملی میں کی ہو جاتی۔ سے ہرگز کہ نہیں پاکستان کا تھیں خالص اسلامی حکومت کا خیال یہ سب دور میں بہت بعد کی ہیں پہلے پہل اس قسم کی آوازیں ہیں کان میں پڑیں میں صرف حضرت کو ہم لوگوں کے اس وقت کے طریق کار سے پورا اتفاق نہ تھا لیکن یہ اختلاف کچھ ایسا بڑا اختلاف نہیں۔ جس مقصد میں حکومت کا قیام سے گویا صحتی اور دارالاسلام کے قیام میں تو حضرت ہم لوگوں سے کچھ ہلچے نہ تھے۔ عجب نہیں جو کچھ گئے ہی ہوں۔ حضرت کی گفتگو میں یہ جز بالکل صاف تھا۔ حضرت کو حکومت وقت سے جو مخالفت تھی، وہ اس کے کافرانہ ہونے کی بنا پر تھی۔ نہ کہ اس کے بدیسی یا غیر ملی ہونے کی بنا پر۔ یہ تو قرآن و سنت ہے۔ یہ اعتراضات و انکشاف ہندوستان کے اس عظیم صحافی کا ہے۔ جو شروع شروع میں سیاسی لحاظ سے حضرت تھانوی کے ہم خیال نہ تھے بلکہ کانگریس کی حامی جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ اور آج اس کا گرس کو، خصوصاً در عام دیا کو باعوم بھی باتیں سناتے ہیں ہندوستان کے اندر ایسا ہی نہیں رکھتے۔ لیکن جیسے آپ کے لیے ان کا یہ انکشاف موجب حیرت ہو، کیونکہ یہ اسٹ علامہ قبل کے ہمارے پورے پچیس سال بعد نظر عام پر آئی ہاں ہی سے مگر کسی بات کا ہم میں نہ تھا اس کے غلط ہونے کی دلیل نہیں جوتی۔ اور نہ تو قیامت، انسان کی طرح بھوٹ بول سکتے ہیں اور نہ ہی ان کو عقیدت کے پردہ میں رہا وہ جو ہر ایک چھپایا جاسکتا ہے۔

اس مرحلہ پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا حضرت تھانوی بھی ویسے ہی نظام پاکستان چاہتے تھے جس کا نقشہ علامہ قاضی اور قائد اعظم سے پختہ شہادت و علامات میں پیش کیا تھا، اور جس کا قیام کتبہ مطاہر کر رہی ہے۔

نظام پاکستان کا خاکہ

سے میرت اشرف، دانش و درمن حدیث، ص ۳۳۰، ۳۳۱

اس سوال کا جواب عہدِ جاہلیہ میں ہی دیا گیا تھا۔ اس وقت تک تحصیل سے لے کر سب سے بڑے شہر میں ہفت قانونی سے فی ور جس کے محکمے میں مسکنوں سے نکال دیا گیا تھا۔

پاکستان کے انیس سالوں کے بعد یہ مسئلہ اب بھی حل نہیں ہو سکا ہے۔ اس قسم کی توہینیں گاہیں نہیں محکمہ کی ملک میں نہ ہو سکتی تھیں۔ (نقل و حرکت کے اثرات ص ۱۱۱)

میں نے یہ خط لکھا ہے کہ نماز روزہ کو کامیاب بنانے کی وجہ سے۔ اس طرح بھی صحیح نہیں

مرکز اور امام کی ضرورت

کامیابی نماز روزہ کیلئے یہ کامیابی کے لئے ہے۔ عہدِ جاہلیہ میں اس کے شہر میں کوئی نماز روزہ سے کسی کامیابی نہیں ہوتی تھی اور نہ کوئی مسجد تھی۔ ایک دوسری چیز کی کمی ضرورت ہے اور وہ یہ تھا جو اندر مسلمان تھے وہیں تک پہنچے۔ لیکن غلبہ ہو گیا۔ اس وقت بعد حاصل جو تمام تہذیب اسلامی تھا کر دیکھو۔ کہیں اس کی بنیاد رکھی گئی کہ امام نماز روزہ سے مسلمانوں کو غلبہ ہو گیا۔ مدت ضروری نماز روزہ کی ہے۔ غلبہ کی حیثیت سے نماز روزہ اور قیام میں فرق یہ ہے کہ نماز روزہ تو شرط ہے غلبہ کی۔ اگر نماز روزہ اور عبادت ہوگی۔ تو غلبہ ہوگا۔ اور عبادت کی غلبہ کی۔ گو نماز روزہ فرض میں ہے۔ اور عبادت فرض میں ہے۔ مگر غلبہ کی غلبہ جہاد میں ہے۔ اس ثابت ہو کر مسلمانوں کا غلبہ دونوں ہی چیزوں پر موقوف ہے اور یہ میری رائے آج سے ہیں جو ہم سے ہے کہ جب تک طاعت کے ساتھ قیام نہ ہوگا۔ اس وقت تک مسلمانوں کو فلاح نہیں ہو سکتی۔ اور عبادت کے لیے مرکز ضروری ہے۔ اور عبادت ضرورت ہے کہ مسلمانوں کا کوئی مرکز قائم ہو۔ دوسری چیز یہ ہے کہ کوئی میرا نہیں ہو اور جس کو میرا نہیں بنایا جائے۔ اس کے اندر تین صفات ہوں۔ ایک تہذیب یعنی وہ دیندار ہو۔ دوسرا عبادت سے واقف ہو اور تیسرا اس کے ساتھ رہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ بعض کے اندر تہذیب تو ہے مگر سیاست سے واقفیت میں اور بعض کے اندر سیاست میں نہ۔

چونکہ قائد اعظم کے اندر سیاست بھی تھی اور سمجھ میں آتی تھی۔ آپ نے ان میں تہذیب پیدا کرنے کی طرف توجہ دینی تو یہ عہدِ جاہلیہ کا کردار تھا۔ ضروری صفات جو انہیں جو ایک حیران کن چیز کے لیے ضروری تھیں۔

حضرت عثمان غنی کی یہ تہذیب محمد ﷺ میں ہو کر کے تہذیبی عبادت کے بعد قرار دیا۔ پاکستان پس کرنے سے پہلے کی ہے اس سے عبادت۔ ظاہر ہے کہ حضرت عثمان غنی سے نہ صرف یہ ہے کہ پاکستان میں قبول کیا گیا بلکہ اس کے تھوڑے کے لیے اصل عہدِ محمد کر کے انہوں میں بھی تپ کا درجہ مسنون آبادوں کا ہے۔

حضرت عثمان غنی کے عہد میں امام اور قائد اعظم کے درمیان وہ عہدِ محمد ﷺ میں تھا۔ صاحبِ تہذیب کے پاس کٹر قائد اعظم ہی میرا وہ مسافر تاج کے ہمراہ موسمِ سرما میں پاکستان کا کردار

قائد اعظم کی دینی تربیت

رتے تھے اور جو میں حضرت عثمان غنی کے عہدِ محمد ﷺ میں تھا۔ یہاں تک کہ کہتے تھے کہ میں۔

یہ بالکل حقیقت ہے کہ قائد اعظم کی تمام تربیتی تربیت حضرت عثمان غنی کا عہدِ محمد ﷺ میں تھا۔ ان کا اسلامی شعور حضرت

لی بدست تھا موعی نیر علی صاحب دعا دینی نے قائد اعظم کو حضرت والا کے قریب لاسے میں ٹرکام کیا۔
قائد اعظم، قیمت کے دوری خیام میں حضرت والا کا سبب حصول اور ادب کے تذکرہ فرما کر تے تھے۔ یہاں تک کہ
قائد اعظم کو یہ نہ بھونکا مگر ہونے کا متناقی شوق تھا۔ لیکن فوس کرچہرہ جو است کی بناء پر ان کی یہ تھا پوری
نہ ہو سکی

قائد اعظم پر تشریف۔ میں جو مری رنگ صاحب ہو، درجیں و جہم سب نے دیکھا وہ حضرت رحمۃ اللہ کی ہی قوتوں کا
صدقہ تھا۔
تعمیر کی تائی اور عمارتوں کا

داستان شکوہ لیگ | بری سیکرٹری پنجاب پرنٹیشن سٹریٹنگ رگیا رنگ کینی کی معرفت سرسکدہ حیات میں
وزیر فطیم بناب نے حضرت احمد نوری کو مسلم لیگ اہل حد و شیخ صادق حسن کی حمایت حاصل

کر کے نئے پتے تلاش کی اس کا جواب حضرت سے یہ ہوا
دیتا رہی اور میرے خرد فکرتوں پر سکندریات حال سے خط و معرفت جواب ہی دیکھا۔ مگر ادب مسلم لیگ نے شکوہ کی
مکمل داستان بھی ملی۔ حضرت رحمۃ اللہ صدقہ سے لکھا۔

سلام عظیم و رحمۃ اللہ۔ خلاصہ نامہ صادر ہو۔ تقریباً مسٹر لیگ کا بیشتر مافیہ ہے اور وہ حمایت اللہ کر کے غرض کی دہر
سے نہیں ہے۔ بد مسلمانوں کی دعویٰ میں یہ ہیں۔ اس ایک مسلم لیگ میں شامل ہونے میں کچھ راہوں اور کانگریس میں داخل ہونے
میں دینی و دنیوی دونوں کا نقصان نہیں کرتا ہوں۔ لیکن ہر مسلمان جتنا ہے کہ دوسرے میں ملتا ہے۔ اور اپنی وقت و شواہد
سے یہ بھی نام سے کہ سب ایک مسلمان دین اور مذہب پر قائم ہے اور اس قدر ملے کے تا کہ وہ سب کو لوگ ان کو بھول گئے ہوتے۔ ان کو
دینی کے ہر پھوٹے پڑے مگر کی تعمیل کی وجہ بھی اس وقت تک دینوں و عبادت کے مافیہ میں نہ لایا گیا ہے۔ وہ تمام دینا میں ان
سے لکھ لائے۔ ان کو ملی۔ اور سب سے اس میں نہ ملے۔ ایسی بات سے دلیل ہوتے ہوئے اس بات کی فہم کی اشتراک ہو چکی ہے۔ اور
تمام مسجد حضرت اپنی تقریروں اور تقریریں میں دوستی میں مسلمانوں کو اپنی مافیہ کی طرف لانا چاہیے۔ مگر معلوم اس کا حصول کی کچھ
یہ ہے کہ اس کو فراموش نہ کیا گیا ہے۔ مسلمان مسلمان مگر دین کی بات سے گریز سے کہتے ہیں۔ حرم میں نہیں آتے۔ سو اگر حضرت لیگ دینی
کی طرف توجہ دیتے تو ایک لیگ کی ترقی سے تمہارا حق نہ ہوتا۔ مگر معلوم کون سی چیزوں سے ان کی طرف نہیں آتے۔ میں نے
آل انڈیا مسلم لیگ کے جلسہ پیر میں ایک بار یہ سنا تھا۔ ہم وہاں پڑھا بھی تھا۔ اور سب حضرات کو تعمیری کیا گیا تھا۔ اس میں صرف دو
چیزوں کی طرف میں نے توجہ دلائی تھی۔ اول مارا کہ یہ بدی کو لیگ کے معامد میں شامل کی جاوے۔ دوسرے مسلمانوں کو لیگ کے
برنہ پر۔ دینی قرار دیا جاوے۔ نہ کہ وہ کان سلام میں ہم ترین دین ہونا نہ سلطان کو معلوم ہے۔ اور وضع نام نہ لکھا تو وہی میر ہے کہ
دینا کے تمام سیاست دان اس کو ضروری خیال کرتے ہیں۔ جس میں کان اس ایک ہے۔ چاہے ایک ہے۔ فرانسس کی ایک ایک علی مدد اللہ
کوئی دینی تو وہ دینی علیہ پر ایک ہوتی ہے۔ مگر ترقی سیاسی مثلاً انگریزی و دینی پس کر ترمیم کو ہی میں شامل ہو۔ اور ویسے ہر طرح و ذور
اور مستند جو میں صرف و دینی کی تبدیلی کی وجہ سے وہ مستوی سہرا کا ہو گا دعویٰ مدد تو کیا مسلمانوں کے سینے ہوتی تھائے کی فرق ہے۔
کوئی خاص وضع و ترقی ضروری نہیں ہے، ہے اور ضروری ہے۔

لیکن انہوں نے حضرت یونسؑ کی طرف توبہ نہ فرمائی۔ انہوں نے حضرت توحیدؑ کے توبہ کی اور ہم
جو توبہ دیا میں بھی خوش ہیں۔ میں درختوں، گرجوں، حلقوں، ایک سے یہ شکایت ہے کہ وہ یوں۔ حکومت پیش کے وقت پہچان رہے
وہ ان کے فتوے پر عمل کرنے کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ اور پھر ان کی امت کی طرف کوئی کان نہیں دھرتا، اگر دینی مسیح کے لیے کہ میں انہیں
تو بیشک نہ سب سے نہ مانے۔ لیکن اگر ان حضرات کو ہم پر اعتماد ہے، اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہم توبہ صحیح مینے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے کہ وہ ایک
ہی کے لیے صحیح ہوتا ہے۔ دوسرے وقت وہ قابل عمل میں ہیں، میری طرف ایک کی حمایت سے میں جی کہ میں بھلائی سمجھتا ہوں۔
عالمی دماغ مسلمان ہیں، تو ان سے سب سے سبب و سبب کی کے لیے کہاں دیکھا۔ تو مست جلد مان لیا جادو سے گا تو یہ ایک کی حمایت وہی
کی حمایت تھی اور جب میں دیکھتا ہوں کہ صاحب میری دینی سے اپنے تعلقی اور اپنے وطن سے تو بھر جادو تھی کے اور کیا کروں۔ آپ
ہی انصاف فرمادیں کہ اب میری کیا ہے؟ جہاں تک تو وہ امور عرض سے تھے ہیں کی طرف تھیں۔ ایک کو توجہ نہ کرنا ہوں اور پھر
بھی انہوں سے عمل نہیں کیا۔

اب دینی پیریں پیرا ہوئی ہیں میں سے میں سب پریشان ہوا ہوں، ایک تو ایک کا علامہ مشرقی سے تو ان اور دوسرے افراد ان
لیک کا علامہ کے وقت اور دوسرے کے برادر کے کی ترقیب دیتا ہے۔ مشرق کی ترقیب دیتا ہے اور جو ایک ہو سکا میں سے میں کے
آواز کی توفیق ملی ہے۔ اگر وہ اس کا پتہ ہو اس کے قتل نہ کی کہ رفتہ رفتہ وہ خاموشی سے صبح کر رہا ہے حضرت کو ہیں، اور پھر وہ ایک
اس وقت تک مسلمانوں میں مقبول جماعت ہے۔ اگر ماسٹر کی جماعت کی وجہ سے لوگ ایک کے بھی بدل کر رہے ہیں، جس کا بچے میں طرح
علم ہے کہ ان وقت ہندو سے ان لوگوں کے سوالات میرے پاس آ رہے ہیں۔ جو اب تک مسلم ایک کے برگزیدہ اور عالمی نمبر تھے۔ وہ سو کر رہے ہیں
کہ ایک جب خاکساروں سے تقاضا کرتی ہے۔ تو اب مسلم ایک میں داخل دینا چاہیے یا نہیں، عرض ان خاکساروں سے کہ میں نے کی وجہ سے
میں بدنام ہو رہا ہے۔ اور جو شخص اب ایک کی بھرپور حمایت کرے گا۔ وہ بھی بدنام ہوگا دوسری چیز ایک والوں کا بلا کسی اشتقاق کے ہمارے
کے وقت کو تباہ کرے کی ترقیب دیتا ہے۔ اگر کسی علامہ سے پوچھا جاتا تو یہی بھی جاتا کہ اشتقاق ایک کی وجہ سے کیا جاتا ہے، اگر بلا کسی
اشتقاق کے علامہ کے اثر کو مٹانے کی سعی کے لئے تو مذہب کو مٹانے کی سعی کرنا ہے۔ اور جو صاحب دین کو مٹانے کی فکر میں جو آپ ہیں انہیں
فرمادیں کہ اس سے میں کتنا تک تھکاؤں کر سکتا ہوں۔

بچے بھی انہوں سے کہ بچے جہاں سے نیاز حاصل نہیں ہے اور سرسبز تیات فعل صاحب کے ارشاد کے بعد مجھے ایک ایسی تحریر لکھنا
پڑی جو بھلا۔ خلاف تشریب ہے کہ مسلمانوں کی اصل تشریب چمک رہی ہے اور دین کی غیر فراسی بچے مجھ کر رہی ہے کہ ان حالات میں میں اس
ارشاد کی تعمیل سے غلام کروں۔ اس لیے بچے امید ہے۔ وہ صلوات فرمادیں گے اور اگر خدا ارادہ سے دل سے خود مرادیں گے تو شاید وقت آجائے
اور ایک خدا اور رسول اصل اللہ علیہ وسلم کے احکام پر عمل کرنا شروع کرے۔ تو میں ایک کا ہر وقت غلام ہوں، پیر میں، ایک دم تشریب کو کے
میں اساتذہ کو آپ کی خدمت میں اور ذریعہ صاحب کی خدمت میں بھی جی سے کہہ دوں گا کہ علامہ انصاف خصوص اسلامی عیسائی کی خدمت
سے حاصل جنت ہے اور میں یہ سب کہ پھر بھی شرعی وضع و مقاصد ایک کا تیرا دینا اس دنیاوی مصمت کے خلاف کیا جادو ہے۔ یا خدمت
سے بالاتر خیال کیا جادو ہے تو کہ نہ کہ ان تیروں کو تو مکتوب فرما دیا جادو سے جس سے ایک کی دیوی قوت کو یا غلط دیگر اسلامی مفاد کو دوسرے
مکتوب پہنچا جو تیرا کی طرف میں نے اس میں شہد کیا ہے۔ اور اگر نہ ارکسے یہ بھی نہ ہو سکے۔ تو پھر میں کسی کی آزادی میں فعل میں اس میں علی

مگر وہ درخواست ضرور کر لیں گا کہ پھر میری زندگی میں بھی فعل نہ ڈال جائے اور محکو اجازت دی جائے کہ اپنے بیٹے کو طریق عمل مناسب سمجھا جائے تجویز کروں۔

میں جانتا ہوں کہ اس خط میں مست سے ایسے امور عرض کئے گئے جو اصل سوال سے ناٹھیں۔ مگر اس کا باعث صرف یہ ہوا کہ آپ کے خط سے اسلامی حدود کی کھانک محسوس ہوتی تھی۔ پھر جناب ویر صاحب نے تو حد بھی اس سے توقع مونی کر شاید یہ تو حد کچھ ترقی کر کے اطلاع میں ٹوڑ ہو جائے۔ لیکن مگر یہ بے محل سمجھا جاوے تو آپ سے اور جناب ویر صاحب سے معافی کا تراشگار ہوں مگر توجہ صرف ذیل کے بلجے

نرواب کی تکلیف نہ فرمائی جاوے، آتی دعا سر ملاں میں اپنا خیر پیر سے

حافظہ دلیہ و تودہ اعلیٰ است دی و درند آں مہاش کہ شیدہ شید

(مشاہدات و احوالات صفحہ ۲۷ تا ۲۸)

حضرت تھانویؒ کی زبان فیض ترنمان اور توفیق دے رقم سے ان کے ایسے چھوٹے چھوٹے فقرے اٹھا کر لے گئے۔ جن کے ذریعہ آپ ثابت کو طاعت میں بدل دیتے تھے۔ جب کہ مندرجہ مثالوں سے ظاہر ہے۔

لطافت طبع

۱۔ ایک طالب علم نے کہا کہ میں نے اپنے قلب کو آپ کی تہ کے بعد ایسا پایا جیسے اس کے اندر کوہ درگاہ جو پہاڑوں کا پہاڑ ہے۔

۲۔ صابرک جو یہ کوہ خاکساری کی خاک سے لڑکھ دکا کام دے گا۔ لوہا پس بنس پیر ہوگی کہ مددانی خدا ہو جاویں گی۔

۳۔ ایک طالب علم نے علامہ شہیدت میں لکھا کہ مجھے تنگ خاطر و پیش ہے۔ آپ نے تحریر فرمایا کہ یہ نظر ہے تو بکر معرفت کا نظر ہے اللہ تعالیٰ اس کو بڑھا کر دیا کر دے۔

۴۔ اس مسئلہ میں ایک نے لکھا کہ سخت الحسن ہے مگر فرمایا کہ یہ حسن تو مقدم ہے سائنس کا قمع اختیار کیا۔

۵۔ ایک طالب علم نے لکھا کہ میں، نکل کور ہو گیا ہوں۔ فرمایا کہ کور ہو جاؤ، مگر یہ کہ جس کے کور ہو کور ہو۔

۶۔ ایک مرتبہ فرمایا کہ اسی طریق میں خود کوئی نہ کرے مگر خود کو دانی کرے یعنی اپنے کو تغیر و ذیل کے جس دھن اور دھبیاں ہیں۔

اہتمام سفر آخرت

اثبات الہیت کے متعلق وصیت

شیخ و رواق جائداد کی ضرورت وغیرہ اس میں سے دی ہے جیسی مملکت اسلامیہ مصر پر کام کرنا شیعہ موت ٹیکس، عقیقت پر پٹ ٹیکس ایکٹ ۱۹۵۵ء کی رو سے کسی لاہوتی کے مرنے پر طلب ہے۔ جیسی سمیت تفصیل سے حوالہ کی جائداد کی ذمہ داری پیش کوئے کا دورہ ۱۱ ایلٹ ۱۹۵۵ء تھا کرتا ہے۔ وہی تفصیل قانون کے خوف سے نہیں۔ خدا کے خوف سے

اپنے خود بخود اپنے وصیت نامہ میں درج کر دی تھی جس سے ظاہر ہے کہ اگر جان فی حق فوت ہوا پیدا ہو جائے۔ تو قانونی برائی کا کام نہ کل پر اسے نام زد جائے۔

حضرت قاسمی اپنے مذکورہ وصیت نامہ میں لکھتے ہیں کہ:

اہل حقوق کو وصیت

میرے جس حلاق سیر کے سبب میں مددگار و غائبانہ میری روانہ در آخر سے کچھ کفایتیں ہوئی ہیں اور یہ حقوق میں جو اپنے اہل حقوق کو اس کی اطلاع میں دیا ہوئی ہو۔ میں نہایت عاجزی سے سب بھروسے شد عار ہوں۔ اللہ واسے معاف کر دیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی تقصیرات سے درگزر فرمادیں گے۔ میں بھی اس سے بے یار و مدار ہوں۔ اللہ تعالیٰ کو دریں میں مغرور غائبیت عذر ہو۔ میں غفلت کرتے اپنے کی غفلت سے درگزر کرنے کی بڑی نصیحت کرتی ہے۔ اگر معاف کر نہ دیں۔ محنت ہو تو سب قوی نہ ہو۔ مجھ سے غرض سے ہیں۔ خدا سے بے قیامت پر مواخراہ نہ رکھیں کہ اس کا کس طرح تحمل نہیں۔

اس قبیل کی کوتاہیوں پر دوسروں سے میرے حق میں ہونے ہوں۔ میں طبیب کا ملازم نہ تھا اور مذکورہ کے لیے جس عذر سے اسے راضی کرنے کو اور اپنی غلطیوں کی معافی کی توقع پر وہ سب صاف کرتا ہوں و

میں اپنے سب دوستوں کے ساتھ مارتا ہوں کہ میرے سب معاف صبر و کبر و عفو و عطا کے ساتھ استغفار فرمادیں اور میرے مذکورہ غلطیوں کی معافی فرمادیں۔ اس کے بعد دعا کریں۔

دوستوں کو وصیت

میں اپنے دوستوں کو صحت اور سببت میں ہوں کو عفو و صحت تأیید کے ساتھ کرتا ہوں کہ عفو و صحت کا نور سیکھا اور ان کو تعلیم فرما کر ان کے پر فرائض ہیں۔ خواہ بدرجہ کتب جو یا فرید صحبت۔ مگر اس کے حق صورت میں کہ عفو و صحت سے معاملت ہو سکے جن کی تکلیف بہت کمزور ہے۔ اس میں نہ غفلت یا کوتاہی نہ کریں۔

میں اپنے متنبین سے درخواست کرتا ہوں کہ ہر شخص اپنی غلطیوں کو اس کے سوا وہ سببیں شریف۔ میں ہر حال میں حوصلہ شریف پڑھ کر خود کو بخش دیا کرے مگر وہ کوئی امر خلاف سنت و عبادت و ایمان خواہی میں سے نہ کریں۔

متنبین کو وصیت

میرے ایساں خوب کے لیے کسی جمعہ ہوں نہ احتیاج سے نہ بلا ہتھارہ اس سے دوسرے اتفاق سے بھی جمع ہو جائیں تو کفایت وغیرہ کے وقت نصرت متفرق ہو جائیں اور ہر شخص متفرق ہونے خود جس کا وہ اپنے دعا و صدق و عبادت ان سے منع ہوا ہے نیز میری منسل چہروں کے ساتھ متعارف طریق سے تبرکات سامانہ کریں۔ البتہ اگر کوئی صفت سے شرعی طریق سے اس کا مالک بن کر فقی طور پر اپنے پاس رکھے تو مضائقہ نہیں۔ اس کا علاج در دوسروں کو دیکھنے کا سامانہ کیا جاسکے۔

حق الامکان و مبادی اس سے ہی رہا ہوں۔ و کسی وقت فکر آخرت سے عاجل نہ ہوں ہمیشہ اسی حالت میں رہیں کہ اگر اسی وقت پیام اعلیٰ جہاں سے تو ان اس قنا کا منتفی نہ ہو۔ **قَوْلًا كُنْتَ تَرَىٰ رَجُلًا حَلِيًّا قَوْمِيًّا تَأْتِيكَ وَتَكُنْ حِينَ نَقَضَ ظِلِّيكَ** اور ہر وقت یہ سمجھیں۔ **ع** شاید میں نفس نفس واپس ہوں

اور علی الاطلاق دن کے ٹٹ ہوں سے قبل رات کے رات کے گناہوں سے قبل دن کے استغفار کرتے رہیں اور حتیٰ الامکان

حقائق الباطن کے مکمل وراثت میں۔

سوانح حیات کے متعلق وصیت

جو کہ بیست میں اکثر مائیں و قبیح مشہور کر دے جاسکتے ہیں اس سب میں یہی سوانح اعلیٰ عالمہ ہند میں گزرا۔ اگر کسی کو ہند میں جانا ہو۔

۱۰۔ اور دوسرے بی تیرن و تحقیق بھی اجازت میں تو روایت میں، قبیحہ مذکور کو صاحب سمجھتا چاہئے۔ درخت میں بری ہو۔
نظام سید سلیمان مدنی لکھتے ہیں۔

آٹاؤلی سفر آخرت

حضرت کو مہبط و مہر اور استقامت سے اپنی سماعت ظاہر نہیں فرماتے تھے۔ در
آئندہ کے نظروں کو دنیا پر لاتے تھے کہ دوسروں کو بے حسی۔ جو گریہ بات سے مصری آٹاؤلی ظاہر ہوتی
تھی۔ گوان کی زندگی اور طرز زندگی جس معانی اور افادگی کی عادی تھی اس کا اثر یہ تھا کہ دولت اجیر کے لیے کوئی کام اٹھا
میں رکھا تھا کہ ملک و مملکت کو مزاحیر سمجھتا ہے۔ اور اسی کی تیاری رکھتا ہے میں حال حضرت۔ محمد اللہ علیہ السلام کاٹھا کوٹھا
چیز کرنی باقی نہ تھی تمام مقامات اور حساب کتاب۔ درویشی سے پوری پوری سرعت تھی عادت ڈال چکا تھی کہ
آٹا کا کام کھل پر تھا کہ نہیں رکھا۔ گویا بروقت آٹا دے دیتے تھے

آخری عطیہ

آپ کی حسی کیفیت لطیف بودار و سواد کے ۵۰۰ سے آپ کی وفات سے چند روز قبل تھے۔
عبد الکرم صاحب دنیا کو شش چھ سنے اپنے مہربان طبع نے کہ حضرت کی خدمت میں بیٹھے۔ خود
سے اسی وقت بعض خاص مقررین کی فرست تیار کرنی جو غائب تھے اور یہ ایک نو بودار و سواد کا ایک ایک لمحہ دیکھنے کی برکت
میں سرعت میں حضرت مولانا معنی محمد من صاحب اتر رہی اور حضرت مولانا میر محمد صاحب جاندھری کا نام نامی بھی
میں آخری تقسیم سے جو کتابیں پڑھیں ان کے متعلق فرمایا کہ وہ سب بیٹھے واسے شش چھ صاحب کو واپس کر دو یہ
اسی طرح کیا گیا۔
رہیوت اثرات

آخری عطیہ

۱۱۔ جولائی ۱۳۳۰ء سے حضرت پر عود کی طاری رہنے لگی اور اقارب و معولات سے حاضرین غروم دست
لگے۔ وفات سے دو چار روز قبل خواجہ فرید الدین صاحب سے معروف قیل و قال رہے۔ بہت
عجیب و غریب مطالب بیان فرماتے رہے اور بالآخر فرمایا کہ۔

۱۲۔ خواجہ صاحب یہ باتیں ہیں کہنے کی جو میر صاحب پھر یہ باتیں سننے میں نہ آئیں گی کیونکہ میں دیکھتا ہوں
کہ کہیں اس کا اہتمام نہیں ہو

پھر مولانا فضل حق صاحب خیر آبادی کا یہ صرح پڑھا تھا رائے میری بیٹے قابون دشفا میرے بعد پھر مولانا عبد السمیع صاحب۔
بیتل کا یہ شعر پڑھا ہے

تیرن حسرت کو پاؤں کے کہاں کرو اس کہانی سپند روز

وفات سے صرف ایک روز قبل عصر کے قریب انتہاں نقاب سے کہ باوجود غلوکات کا سلسلہ یکایک شروع فرمایا کہ
آواز مشکل نکلتی تھی۔ اور تقریر نہایت آہستہ آہستہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر زبان فیض ترجمان سے صادر ہوتی تھی۔ اس حالت میں

مرثیہ حکیم الامت مشتعل بہ تاریخ

۱

گسخت جبر غناں و شکیب ام کریم
دل ز دیدہ خوبیار قطره قطره چلیک

کدام حضرت اشرف علی فیصد
حکیم امت مرحوم از قریب و لب

زین سر زده خاکے بسو گواری و
فلک بماتم آن پیر بن بحسم و بید

کاد زد بزین آفتاب زین ماز
زگریہ دیدہ انجیم پدید گشت سید

اشکست کاکل سنبل نجست چہرہ کی
گرفتہ شد دل غنچہ زین غنے کر سید

چند وقت اگر گوشتش مہا بے نیست
جم است راست اگر گوشتش مثل فریہ

چراں فقیہ و محدث چناں مہذوق
ندیدہ است کے و کے خواہد دید

فلان سنت خیر البشر لیسر کے
یہ سو ہم غے ز دنیا بد است پدید

زیابگاہ علومش چہ گوشت کہ حدش
کے ندیدہ و کے یہی کس کو اندید

زیانگاہ عمارت شرک و بدعت را
نمانی سنت عسرا از و بھا رسید

کدام حضرت اشرف علی فیصد
حکیم امت مرحوم از قریب و لب

کاد زد بزین آفتاب زین ماز
زگریہ دیدہ انجیم پدید گشت سید

اشکست کاکل سنبل نجست چہرہ کی
گرفتہ شد دل غنچہ زین غنے کر سید

چند وقت اگر گوشتش مہا بے نیست
جم است راست اگر گوشتش مثل فریہ

چراں فقیہ و محدث چناں مہذوق
ندیدہ است کے و کے خواہد دید

کدام تہ در آفتاق این چہ بسج و مید
کہ هست شور قیامت ز زور ذرہ پدید

ندم از چہ شفق عرق شد بوجہ خون
ندام از چہ سحر جامہ تار تار درید

چہ شد کہ چنبر افراک علقہ علقہ گسست
چہ شد کہ ز و ہمد گیسو زین رزید

کدام گل شدہ تاراج از بیانی خزن
کہ غار غم برگ جان ماہزار غنید

زمانہ آہ نور دید فرشتہ عیش و طرب
فلک لباس خودش پایہ غم نیل کشید

فغان بل زین شد بلند ساکیواں
ز چشم ماہ و ستارہ چہ خون تاب چکید

چہ گوشت کہ چہ پیش آمد ست عالم را
کہ است طاقت آفتاب کہ است تاب شنید

بباغ حضرت امداد تمند باد اہل
چناں دیدہ عفا کی کہ پیش زین نوزید

ز غوت حضرت اشرف کہ نیست ثانی
چہ گوشت بخدائی بہان ما چہ رسب

ز دلگدازی این واقعہ میر کس کہ
بجائید از می محشہ یہ خط نسخ کشید

بیاد سال و حالش ششوزن کہ منم
حفاظتی تیز گزائی

الف کشیدہ یکتہ شہید گشتہ شہید

مولانا اشرف علی تھانویؒ اور احادیث تصوف کی تدوین و تحقیق

دکتر سید اذکيا ہاشمی

ان مسرت میں بہت اہم شخصیت کی زندگی تھی۔ جسوں سے شریعت و طریقت میں تعلیق کو بچے طرہ تحقیق کا موضوع بنایا ہو۔ یہ امر موضوع اہم شریعت میں حال مہارت کے ساتھ ساتھ تصوف و سلف میں بھی کافی رسوخ و مقاصد سے ہے۔ اسی قدر شخصیات جسوں میں جمع ہوں کی حیثیت حاصل ہو اور جو اس موضوع کے تقاضوں اور مشکلات کے گہرے علم سے ساتھ ساتھ مناسب علمی و فنی صلاحیتوں سے بہرہ ور ہوں۔ دونوں اقدار کے وسیع اسباب و وسیع تحقیق میں حصہ لگی یا ہو حقیقت میں اس کی قدر بہت کم کی ہے۔ ہم کو اس سید الفاضل اور شاہ ولی اللہ کی جدت اس موضوع پر نظر آتا ہے۔ جس میں اس سطح کی تدوین اور نمایاں کڑی حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ ہیں جس میں شریعت و طریقت کے درمیان تمام شعبوں میں یہ صرف حال بلکہ اعجاز حاصل تھا۔ یہ طریقت و سلف کے بھی ہمہ گیر تھے۔ ان کی دلت صمد طاعنی و باطنی فاعلین تھی۔ شریعت و طریقت میں تعلیق نہ ہونے کے لیے وہی ہمہ گیر مدیاں علمی و فنی کا دل احادیث تصوف کی تدوین و تحقیق کے میں خاص مکی و سربہ آپ کے علمی کا نام سر عام دے دے ان کی نظر اس سے قبل علی مشکاف کے حضرت تھانویؒ کی علمی و باطنی خدمات حقیقی تعریف کریں۔ ان پر علمی حوالہ ان تعریف کا اچھا نمونہ حیرت انگیز ہے۔ ان سے نکتے وابہ بجائے خود علم و فضل کے قرب و پہنچ تھے مگر احادیث تصوف کے حوالے سے آپ کی خدمات کا یہ کوٹ نہ تھیں اور اہل طرہ تحقیق کی خصوصی تہذیب کا شکافی ہے غفیل اہل علم نے اس موضوع پر آپ کی تعریف سے غفلت اور سرور خوف و تقویٰ سے مسرت تھی کہ اس موضوع پر آپ کی بندہ پایہ خدمات کا جائزہ لیا جائے۔ ان میں حقیقت و سادگی کے جوہر احادیث اور تصوف کا گہرا بھروسہ ہے۔

ان موضوع سے غافل سے اہل صدوی معصوم ہوتا ہے کہ حضرت تھانویؒ کی شخصیت کا علم اور خدمات پر غفلت رہی ان حوالہ (۱)

☆ اسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، گورنمنٹ ہسٹ کالج، کراچی، پاکستان

دہلی جو تصوف و سہب میں مجہد۔ دلی سے ملک تھے صوبوں سے چاروں مشہور مداح تصوف و
 اپنے طریق علیہ و سلطان میں سوادیا تھا۔ عرب و نجد سے چلتا ہوا تھا۔ راجا ملہ و مشائخ
 کے دامن سے واسطہ تھے۔ آپ پر یہ دیکھا گیا۔ وہ خاصگی میں اس سے بہت ہو گئے تھے۔ تعمیر
 سے ارفقت سے بعد ۱۳۰۰ھ میں آپ دلی کی خدمت میں آئی تو حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر
 ہو کر ہاشم و بیعت کا شرف حاصل کیا۔

۱۳۱۰ھ میں جب دہلی میں حوجہ کی سعادت بھر آئی تو حاجی صاحب کی خواہش پر ان کی
 خدمت میں چھ ماہ قیام سے بیعت دلی کی تکمیل کی۔ اس سے آپ کی حسب سابق فہمی
 مطابقت و استواء سے پیش نظر خصوصی ذہانت سے دلی ہو آپ کی دلی رتی سے مجلس و سرور
 بعض اوقات فرماتے کہ اہل دلی سے جو انہی حوجہ مجھے معاف کرے میں وہاں کی باں و
 حاجی فرماتے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کا فضل تعمیر ہے اللہ سے یہ ہوگا۔ اس طریق نے ان پر طریق
 بے کا اور مست سلسلہ نے بے شد و حدایت کا علیہ رہا ہے کہ ۱۳۱۲ھ میں آپ نے حاجی صاحب کی خدمت
 میں اہل دلی سے ساتھ ساتھ مشیون مسلمان رہا۔ درصوف پہ حاجی صاحب کی تصنیف و
 دلقلوب کی سے حقا جہ پڑھیں اور یہ بہ بیعت و خلافت سے شرف ہوئے۔ دلی پر حاجی
 صاحب سے آپ و انہی محبت و شفقت کے کما و مہم "سوں شرف علی" میں ملتا ہوا۔ کہ اس
 زمانہ میں خدمت میں سے تم کو کام حاصریں پر خاص فضیلت حقا قرانی ہے فالک فضل اللہ یوزہ
 میں ہشام ۱۳۱۲ھ خصت ہوتے وقت یہ بیعت بھی فرمائی کہ جب کبھی کاہر میں عذر کی کارمت سے
 دیر ملت ہوں تو مجھ سے ملے گا۔ میں ہوں اور یہ حد و اور عذر کو از سر نو آپ کرنا اور توکل علی
 اللہ وہاں قیام پر یہ ہوگا۔ اس شد و حد سے حلاق شد و نفع پہنچے گا میری حاجی اور توجہات
 تمہارے شامل حال ہیں ۱۳۱۱ھ میں دلی سے آپ سے بعد آپ سے بے حد میں اور دلی
 و ارشاد کا علیہ جاری رہا۔ اس زمانہ میں آپ نے تصنیف و اصلاحی مواد کا "ادوات جدیدیت" سے
 نام سے آپ سے رشادت و مہمات "مناہ صحت و مقناہات حوت" سے عنوان سے قلمبند ہو
 ارشاد ہوتے رہے۔ ۱۳۱۵ھ میں حاجی صاحب کی وصیت کے مطابق کاہر سے قطع تعلق سے
 قہر میں حقا و دلی میں خلق ہو گئے جو ان سے قبل حاجی دلی اللہ حافظ سانی شہید
 اور شیخ محمد محدث تھائی کی برکات سے ان کی معرفت پہنچ گئی اور جس کی اپنی محدث تھائی کی
 رحلت حقا حاکم کی شد سے ہو۔ حاجی صاحب کی برکت سے انہی صاحب نام پہنچ گئی پر جو "میں" اور
 پھر سے رشاد و حدایت کا مسلمان کی ہیں آپ سے گزرا چالیس سال تک تا بہ وفات (۱۳۶۰ھ)

اور قیام پناہ کی ہر ضرورت کی آپ سے یہ علماء و محققین کی ایک بڑی جماعت کے حدود قومیت کے تصور کی ہے اور پاکستان کی تقبیل و تخیل میں نمایاں اور "یا۔ ان میں سے سونا شیر اور خان سوانا ظہر احمد قادیان مفتی محمد شفیع" سید بلالان دہلی قادیان ہیں۔

حضرت تھانوی سے تکریم تمام مریدانہ دلوں میں ائمہ تصانیف یا کا مقام ہے۔ ان میں ایسے علمی خدمات اور جرم پر سے میں کے ان میں کی بڑی بڑی حلیہ ناموں میں بھی مایوس ہیں اور جو بے علمی اور عقلی استدلال سے تصانیف آپ کی میر مسمون کاوت، اوقات سے آپید اور ہیں۔

علماء حق میں میں سے سب میں حلیہ بنیادین، امام ربانی، ابن جودنی اور حافظ سیوطی کا شمار کثیر تصانیف علماء میں ہوتا ہے اور آپ کا اور گروہی اس سلسلہ القہر میں بنیادی کڑی کی حیثیت رکھتا ہے، صرف ہر متورع موضوعات پر اس قدر تصانیف کی نظیر مشکل ہی سے ملے گی۔

سید بیسویں دہلی سے نزدیک آپ کی تصانیف کی حدود جن میں چھوٹے بڑے مسائل اور جہنم تصانیف سب داخل ہیں، انھوں سے قریب ہیں (۱۶) ان تصانیف کی تحصیل فہرست چھ سو سے زائد صفحات میں شائع ہوئی ہے (۱۷) سید بیسویں دہلی آپ کی ثبات تصانیف کے متعلق یوں مطلب اللہ ہیں۔

"آپ جاتا ہے کہ مرصعوں کا مجدد اپنی صہب نے انوارات کا اہل تہو۔ ہوتا ہے کہ یہ بی سے تو یہ صدی جو مطبوعات، مشورات سے حالات سے مطابقت اور میں کا ہم کارآمد حق سے اثبات و نگار میں ساری اصل کی شہادتت میں پڑیں اور مطابقت کی ہرکات ہیں اور تقریباً صدی سے مسلح ہیں اور مسائل، مشورات اور ثبات نے سمجھے ہیں۔ ان علماء پر مناسب تھا کہ اس صدی سے بعد کی ۔ دیکھ گئی ان کی حالات میں جلوہ گر ہوں۔" (۱۸) حضرت قادیان کا شمار میں ان صاحب تصانیف علماء میں ہوتا ہے جس کی تصانیف نے واقعی بہت سی دینی سے ایام پر ہرکات سے جاسکے۔

آپ کی تصانیف میں کی تہہ، میں طبع ہوتی رہیں کہ یہ آپ سے غرض، اللہ کی بڑی میں ہے کہ تصانیف کی میر مسمون متبوت نے ہر نام آپ نے بھی کسی کتاب کا حق طاعت اپنے لیے محفوظ میں رہا بلکہ ۔ محض کو ان کے طبع کرانے کی عام ہدایت دے دی ۔ ان تصانیف کے ٹرے دین کی مختلف زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

مطبوعہ تیسرا۔

جدید مسائل اور مباحثات پر احادیث فقہان سے نام سے مجموعہ مرتب کیا جو آپ کے ہتھیار
وقتی اور علاقہ کا جس ثبوت سے کچھ اور کچھ سے آپ سے یہ مجموعہ کیا گیا جس میں
مسائل اور مسائل میں اپنی سابقہ تحقیق سے رجوع کرنا اور اپنی حق پسندی سے کسی اور مصائب کا ثبوت
دیہ قیاد شریعہ کے نام سے بھی مختلف ضمنی مسائل پر تین نئے نئے شائع ہوئے۔ محققین و اسلامی
آپ و احکام سے واقف رہنے سے ہے۔ "تشیق" جو مرتبہ کی جسے قبول عام حاصل ہوا اور
مسلمان گھر کی رحمت نظر ان سے علاوہ مختلف ضمنی اور جدید مسائل پر مستقل مسائل تصویب فرمائے۔
شرعی حکام کے سرور و مہارت پر "المصالح العظیہ بلا مکرہ العظیہ" عقلی شبہات اور جدید مسائل سے
اشکالات سے جواب "الابتہات المعینۃ عن الیہات الجدیدۃ" در سرف المصائب میں دی۔

ان کے علاوہ اسلامی تعلیمات کی تخریج و توضیح اور اصلاح پر "تعلیم العرب" جو تہ مسلمین
اصلاح الرسوم، اصلاح امت، اصلاح و کتاب، حقوق و فرائض، صفائی معاملات اور احکام اسلام
وغیرہ کتب مرتب کیں۔

حدیث اور تصوف میں حضرت تھانویؒ کا مقام و مرتبہ۔

موصوف یہ بحث کا تعلق بزرگ حدیث اور تصوف اور شعبوں سے ہے اور احادیث تصوف کے
حوالے سے جو عقیم بھی خدمت آپ سے مراد ہے ان سے وہ ان شعبوں میں کامل روح اور مہارت
سے اپنے ممکن۔ تھی ان سے ان حقیقت سے عارف سے قبل ان سے وہ میدانوں میں آپ سے جس
مرتبہ و مقام سے بھی واقفیت ضروری ہے۔

حضرت تھانویؒ و دیگر علموں کی طرح حدیث میں سے بھی حصوں مختلف اور متابعت حاصل تھی۔
آپ و علم حدیث میں سرور و مہارت، پورے مولا یا محبوب، دوق اور مولا، محو جس سے حاصل تھی۔
خاموش اور مولا یا محبوب سے شاہ میدان تھی سے اور مولا یا محو جس سے مولا یا محو قاسم سے احادیث
کا درس یا قیاد۔ "پھر قادیان میں پائی تھی اور مولا یا محو جس سے مولا یا محو قاسم سے احادیث
حدیث حاصل تھی۔" "پھر وہاں سے آپ سے درس یا محو قاسم کا پورے مولا یا محو قاسم سے احادیث اور
جسب کہ قیاد تھی۔ ہوں سے وہاں یا قیاد درس کا سید منقول ہو گیا۔ مہر سے ہوں۔ عام و مختلف حکام
رہبر الکثرتی کے بزرگ تھا آپ سے حدیث کی سرف حاصل کی۔

علم حدیث میں مہارت پر آپ کی تصانیف کے علاوہ موقوفہ رسائل، خطوط و فتاویٰ بھی گواہ

”مرد عاقل و عاقلہ میں سے۔ یہی کام انجام دینا تو ان سے فرما لیاں گے ہے کالی تھا کر
یہ کام پٹی کوہیت کے شمار سے خارج ہے۔“ (۱۹) یہ سب ۲۹ جہدوں میں طبع ہو چکی ہے۔ طہ و مسن
میں صرف سناٹ ہے اہل حدیث کی کا تیغاب کس بدحواشی میں بعد عادت سے تیغاب کی
وشش کی گئی ہے اور پھر حدیث ۱۰ لکھی۔ مسووں کی روشنی میں بعد عادت پر کام کیا گیا ہے جس
تاریخ کی تعریف میں عرب و غیر کے چلے چلے طہ و طہ الملائک ہیں۔ (۲۰)

حدیث کی اس صحت کے بارہ آپ کی دیگر تصانیف میں ہے ”العسک الزکی“ سے جو آپ
کے درس ”مدنی سے احادیث پر مشتمل ہے۔ آپ کے شاگردوں سے اراد میں مرتب ہیں۔ اس کا
فرد الثواب لعلیٰ کے نام سے جو آپ کے قلم سے ”حدیث کی مشہور و مقبول حدیث سے عربی
حدیث کی صورت میں تحریر ہو طبع ہوا۔ جو جامعہ سے پندرہ کی افادت بھی نوادہ مولا موم
مالک کے نام سے شہید ہوئے۔

نیرہ احادیث پر آپ کی بحث غرور و غرور کا انداز و آپ کی دیگر تصانیف سے بھی ہوتا
ہے جن میں بعض احادیث کی عمدہ شرح و تحقیق کی گئی ہے۔ مثلاً ”موجوہ لفظوں عن حذیثہ ابن
خلصوں“ میں مدنی کے مطلق ہار شدہ احادیث کی تحقیق اور مکرر مدنی کی تردید ہے۔ سار
”عبور ہر دی فی سرور الرزاقی میں اطفال مشریت سے حلقہ تحقیق پر لکھا گیا و عادت کی شرح
کی گئی ہے۔ ”حقوق المظلوم والمظلومہ میں ۳۵ احادیث کی تخریج و توضیح ہے جس سے عاقلہ متعارف
رسائل کسی۔ یہی حدیث کی تحقیق۔ شرح پر مشتمل ہیں۔ مثلاً ”شبہ ہو قول کی تیز و تحقیق پر
الادریک و التوصل الی حقیقۃ الاسرار والنوسل“ سے نام سے یہ سار ایک حدیث کی عمدہ
شرح پر مشتمل ہے۔ ”الحصصہ فی حکم الوسوسہ کی تحقیق پر عربی میں یہ حدیث کی شرح
پر مشتمل رسالہ ہے۔ سار۔ ”الافراد الی مسئلہ الاستعداد میں یہ حدیث کی شرح کی گئی ہے۔
النہر للمؤمن بالمہر“ میں حدیث ”ان اللہ هو النہر کی تحقیق و تخریج کی گئی ہے۔ ”الغریب
عنی صاحب الغریب“ میں یہ حدیث کی تحقیق و شرح پر مشتمل رسالہ ہے۔

”آپ سے مختلف مسودات پر احادیث سے نمونے بھی مرتب کئے مثلاً عربی زبان کا مجموعہ جو
مناجات مقبول کے نام سے اردو ہے۔ ”مجموعہ حقیقۃ“ ۲ جلد۔ ”شہدائے اہل بیت“ کا اردو بیٹ بھی
سے انتخاب ”المطرب الماثرة من الآثار المہیورہ“ سے نام سے یا اور عربی میں جو امیدیا کے
عنوان کا اردو اشتقاق ہے پچاس خطبہ ”خطبہ الاحکام لجمعیۃ العام“ سے عنوان سے مرتب کئے جو

پھر امت علیہ الرحمہ کا انتخاب فرمایا اور وہ کام سے لیا گیا تھا جو چند صدیوں سے متعلق تھا تھا
 (۲۲)

حضرت قنویں نے متعلقین میں سے فیض حاصل کیا، اور یہ سب جرمی سے تکیسے قرآن اور تصوف سے
 خصوصی مزاجیت کی لائق تھی۔^(۲۳) ان دنوں سے آپ کی یہ معمولی باتیں اور خصوصی مزاجیت کا
 انداز آپ کی ان تجویزوں میں سے کوئی برکت ہے جس نے اپنے آپ سے تصوف و رحم کے
 مسائل اور سببوں سے پتہ لگنے میں مدد کی۔ یہ سبب صاف ہے کہ میں میں ٹوٹا ہوا اور اس نے اپنے اسلامی
 انداز کی آواز اور اپنے تجویز کی توفیق میں پتہ لگایا۔ آپ نے ان باتوں کو ایک مرتبہ خلافت
 و دین کے طریقہ کار پر دیکھا تھا جس سے یہ سبب صاف میں جلا تھے اور نہ سبب میں سے کوئی توفیق
 تجویز کی ضرورت نہیں رہی۔^(۲۴)

حضرت قنویں کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ آپ نے قرآن و سنت سے مسائل سے تصوف و
 مزاجیت کے مسائل سے متعلق باتوں کو درجہ اولیٰ کا اور فرمایا اور مسلمانوں سے ہاں میں ہاں ملے
 تصوف اور مزاجیت۔ سبک سے رہیں حقیقی و اسلامی تصوف و سبب کو مبادی یا آپ سے اپنے تجویزوں
 کے دیکھتے تصوف کی ضرورت و سبب اور حقیقت و اصلیت واضح ہوا اور بتایا کہ تصوف شریعت
 کی کامیابی کے لئے جو شریعت اسلام تکمیل کے لئے مجبور کا نام ہے جو اس کی طامری و باطنی پر مشتمل
 ہے اور عقائد میں سے فقط خدا کی عزتوں میں پاتا تھا جیسے امام یوسف سے لگتی یہ تعریف عقائد
 سے "معرفة النفس بالله ومعاليها" (کتاب و آپ حق و حقیقت سے واقف ہونا) پھر متاخرین کی
 اصطلاح میں شریعت نے اس کام کو انجام دیا جو اس کام سے متعلق ہے اور اس سے جدا کا
 نام تصوف ہے کہ جو اللہ، اللہ سے متعلق ہے۔ اس احوال و فطرت کے طریقوں و طریقہ سے
 ہیں۔^(۲۵) "کون آپ سے اپنے یہ حقیقی سے طاق و باطن کا نام شریعت و طریقت ہے اور ہم
 کو طاق و باطن میں سے متعلق امور و وابستہ ہے اور اس سے سبب تک ہیں۔ آپ سے اپنے
 یا کہ طریقت بھی تصوف و سبب کی افکار دیگر تہذیب و ملت و تربیت میں سے کا ایک امر اور
 بیکار دین ہے۔ اس پر شریعت و سنت نے حقیقی عمل رہا ایک اور میں مسلمانوں میں سے اس سبب
 سے۔^(۲۶)

آپ نے صوفیہ حلقوں کی تحریروں میں اس فن کی نقبت کو لکھا تھا جن پر چالی مشہور ہیں اور
 جہتیں نے پورے اہل دین کے لئے اور واضح کیا کہ صوفیائے برحق کے احوال و احوال کو سند کا

148

آپ نے اس خاص قصہ کو "نئی روشنی میں دیکھنا" اور اصلاحی دامن کے مطابق
 اس میں اصلاحی و تربیتی کے اس نئے دامن میں نئی روشنی پیدا کرنے کا
 کام کرنا چاہتے ہوئے آپ کے ایک سرشار نکتہ ہے۔

”حضرت کی تربیت گاہ ہمارے لیے رہا۔ وہ قیادت تھیں۔ ادب، علم، ایمان۔“

حقوق العباد کی تکمیل پر زور دیتے ہوئے فرماتے کہ ”ہی میں ذمہ دار بھی کوئی کر کے تو
معلق مع اللہ نہ ہو گا۔ ہر شے کی چاہے عمر بھر ہی کیوں نہ سوجھ دیکھ صوبہ کے عہدہ دار
یوٹیل اور وٹلک میں ہر بارہ سال کی حقوق کو برقرار کرتے ہوئے بھی خدا کو راضی کر لو گے۔“ (۴۸)

عربی میں ہے آپ نے ان کی جو حدیث برائی کی ان کا اندر آپ کی عبادت و محققانہ تصانیف سے بخوبی پتا ہے۔ ان میں سے قصہ السیاح، مسائل السنوک، التکشف بمہمات النصوص، التشریح کلمہ حقوی توبہ المسائلک، حقیقہ الطریقہ و خصوصیات ماضی سے ان سب میں ان تصوف نے اسوں شریعت کے اصرار، افواج ملت کے رموز، حقائق و معارف، امراض قلب سے لے کر مہیات مع شمس اور شریعت و طریقت کے مسائل پہلو بہ پہلو بیان کیے ہیں۔ ان کی موسوسہ ہے جنتی دیوانہ، ہے آپ کی یہ موسوسہ آپ تصانیف میں بھی مشترک ہیں۔

حادثہ تصورات کی تدوین و تحقیق حضرت قاضی کی عظیم علمی خدمت

حضرت قادوں کے ہم بظاہر ہی ہر دہائی کا ایک تصوف کی تحقیق و تدابیر سے۔ اس موضوع پر جو ہے ناقص طور سے مطابق وہ جانتے اور تحقیق محمود مرتبہ نہیں ہو گا۔ آپ کا یہ طبع کارنامہ۔ صرف حضرت حدیث کے حوالے سے یہ امیراں اور واقعہ پوشش اور حدیث میں یہ اہم باب کا حصہ ہے، بلکہ یہ تحقیقی کاوش تصدیق تصوف کے حوالے سے بھی ایک نمایاں خدمت اور علمی کارنامہ کے

فہم آپ سے قرآن و حدیث سے قطع اور فحش جہول تصوف نے مہرین مناسبت محقق علماء و مولویوں
 کی تعلیم و تربیت اور مہرین دہات و کابیت سے بدلتا کیا ہے۔ حضرت قادیانی سے "ا" یا
 عادیث و علی یا جو کتب و کلام موصوف میں موجود ہیں "انہیں موصوف سے پہلے مسلک اور انکاری
 تاہم میں نقل ہے۔ یہ وہ عادیث تھیں جن میں جو موصوف مکتوب میں تو صرف نہیں آہم
 ان سے تصوف سے متعلق کی۔ کسی مسئلہ پر متوال یا جانتا ہے، بعد ان عادیث کی توثیق
 سے ریہ آپ سے ان کی متوالی حیثیت اور ماہرین شادی کی ہے۔ آپ سے انہیں ان موصوف
 کی بھی تحقیق و توثیق کی ہے جو عادیث کے عنوان سے معروف ہیں۔ ان عادیث سے یہ پتہ
 چلے کہ متعلق آپ نے باقرین حدیث کی راہ پر گئے ان پر بحث کی ہے۔ ثبوت صحت اور صحت
 سے باوجود اگر وہ عادیث کمال متوالی ہیں یا نہیں۔ تو ان سے متعلق اپنے نقطہ نظر کی دلائل سے
 وضاحت کی ہے۔ آپ کا اصل کام انھیں جمع و ترویج اور ضعیف و موضوع کی نگاہ سے دیکھنا نہیں
 بلکہ حقیقی تصوف، سلوک کا عادیث سے اثبات اور جائزہ تصوف کی ترویج سے آپ اس تصور کی نقلی
 کرتے ہیں کہ حدیث میں تصوف نہیں آپ سے یہ وہ حدیث ہی ہیں جس میں تصوف
 نہیں۔ (۳۶) (کیونکہ تصوف آپ سے زیادہ صمد عالم و بڑے کا نام ہے) آپ سے ان تحقیقات کے
 دلچسپی اور عزائم تو بھی اور تر، ہے کہ علماء سلوک کے ان سب معیجہ و موصوف، دہات میں
 اور یہ کہ فنی سلوک کے مسائل عادیث میں سے ثابت نہیں ہوتے۔ چہ انھیں جو ۱۰ حدیثیں سے ان موصوف
 یا طریقت پر توجہ کی ہے مگر حضرت قادیانی سے مستقل طور پر عادیث کی ترویج، تحقیق سے ریہ
 ان حدیث کو کلام ۱۰ سے ان موصوف پر آپ کا اصل کام آپ کی "تسامح" حقیقتہً المظاہرہ میں
 نسبہ الامتداد (۳۷) اور التشریف بمعرفۃ اصحاب التصوف (۳۸) میں موجود ہے جس میں آپ سے
 تصوف و سلف و پیغمبر و ائمہ کی فہم و حیثیت سے پتہ چلتا ہے جو عادیث کا جائزہ دے گا وہ آپ موصوف
 کی نظر سے کیا ہے۔

ان موصوف پر آپ کی حدیث نے تبصری تو اس سے قبل ہی کی معلوم ہوتا ہے کہ موصوف آپ
 میں موجود عادیث "ان کی صحت کے متعلق اہل علم سے قدر و نظر اور ان کی تحقیقات کا جائزہ دے گا
 تاکہ موصوف نے حجاب اور غالی کیا ہے اسے حضرت قادیانی سے ملے کام کی ہامیت قدر و قیمت اور
 انہماکی حیثیت واضح ہو سکے۔

صوفیہ کا موضوع نہیں ہے۔ حدیث کی حقیقتی ادویں کی چھان بین اور جرح و تعدیل ایک مستقل فن ہے۔ اور صوفیہ و اصحاب نقلیہ "حیثیت" میں اسکا نہ ہونا ہی ہے۔ ان سے مزاحمت نہ تھی ان سے حدیث کی نقل و احادیث سے معاملے میں اسکا نہ ہونا ہی تھا۔ جو احادیث محدثین سے ماں مسلمہ سے صوفیہ اسکا حاصل تھا نہ ہے۔ نئے بدلے میں اپنی ہادویں اور طبعیت کی پابندی کی بنا پر جرح و تعدیل و حیثیت سے تعبیر رہے۔ لگے جیسا کہ ابو حاتم رازی و مشہور صوفی حضرت ابن مسکین سے جرح و تعدیل پر ہوتے دیکھ تو کہا یہ وہ لوگ ہیں جو ۵۰ سال پہلے مسند میں اٹھل ہو چکے ہیں۔ "قرآن کا ذکر کے ان کی نصیحت کرتے ہیں۔" (۳۵)

صوفیہ سے جس علم کا بناء پر مبنی بہت سے حدیث و اپنی ہادویں میں نقل یا ہے جس میں انا سے پہلے یا کے یا ہوں، اعلیٰوں سے۔ شاہ عبدالغنی۔ جن صوفیہ کی صحت چالہ نامہ میں اسی رے کا اظہار کیا ہے۔ (۳۶)

جس کی بناء پر صوفیہ نے ماں حدیث کا نقل و روایت میں صحت کا وہ معیار قائم نہ رہا۔ بلکہ جو محدثین سے ماں قائم سے تعلق حدیث سے تعلق حدیث کے اصحاب کی فہمی میں صوفیہ کی ہادویں میں موجود احادیث کا تجزیہ کیا اور ان پر سخت فقر و جرح کی۔ صوفیہ طرز و اسلوب کی مشہور زمانہ تصنیف حیات علویہ الدین میں امام غزالی م ۵۰۵ھ نے احادیث کا اچھا خاصا ذخیرہ نقل کیا ہے مگر وہ اپنی تمام خوبیوں کے باوجود ضعیف اور موضوع احادیث کی بناء پر تنقید کا نشانہ بنی ہیں جو ان سے امام غزالی کے حدیث سے عدم اعتقاد کی بناء پر سے نقل حدیث سے محروم رہے۔ (۳۷) یہ ان میں مشائخ و صوفیہ کا بہت سا عرصہ شام و سیرت نے مطلق نہ ہوا۔ ان کا عرصہ کامل تھا۔ مگر یہ ان میں بہت سی ضعیف حد موضوع روایت بھی موجود ہیں۔ (۳۸) نقلی الدین علی سے عرض کی ہے کہ حدیث پر ایک مستقل مصلح قائم کیے جو ترقی یا پست و اصلاحات پر محیط ہے۔ (۳۹) مگر بعد کے محدثین مثلاً حافظ ابن الدین عراقی اور علامہ مرتضیٰ بیہقی نے اپنی عمالت سے بچے ان کی بناء پر کافی حد تک مراد ہے۔ تصوف پر ابو حاتم علی کی قوت القلوب میں بھی ضعیف احادیث کی بناء پر "حدیثی قوی" اور محدثین سے موضوعات کی بناء پر ہے۔ (۴۰)

مشہور صوفی اور محدث ابو نعیم حسان کی "طبۃ الاولیاء" کے حلق بھی محدثین کی یہ رائے ہے کہ اس میں بکثرت موضوع روایات درج ہیں۔ ان کے بناء پر دیگر مشہور کتب صوفیہ صلوٰۃ الصوفیہ، حوارف المعارف، بیحۃ الاسرار، کشف المحجوب، میر، میں بھی ضعیف اور موضوع روایات نقل

متعلق میں سے وہ غرض مع ذریعہ نہیں ہوتا۔ روایت میں تو نہ شاید میں شامل
ہوتے ہیں۔

ابن الصلاح لکھتے ہیں

يجوز عند اهل الحديث وغيرهم التساهل في الاسانيد ورواية جاسوى الموضوع من
ابوع لاحاديب لقصصه من غير اعتماد سبل حفظها فيما سوى صفات الله تعالى و
حكام السيرة من المحلل و الحراد وغيرهما وذلك كالموعظ و الفصص
و فضائل الاعمال و سائر فنون الغريب و الغريب و سائر ما لا يتعلق به بالاحكام
و العقائد (۳۳)

(محدثین و دیگر ائمہ سے روایت موضوع سے ہوا احادیث ضعیف سے عام لوگ ان میں شاید میں
ضعف کے بیان میں عدم اہتمام جیسا شامل ہے اسے میں صفاتِ الہیہ، احادیث و احادیث
شیعہ احکام شریعت میں شامل یا نہیں یہ سائل ہوا کہ قصص و غیب و غیب و غیب و
قائم اقسام اور دیگر سب حالات میں متعلق حکام سے نہیں بلکہ جائز ہے)

ابن اب میں جو محدثین نے شامل کیا نیچے میں شکل میں ظاہر ہوا کہ بعض روایہ سے مرید
و تہیہ اور ہر ذریعہ سے متعلق احادیث گھر سے میں وہی قباحت محسوس ہوتی ہے اور دیگر یہ واقعات
بھی پیش آتے کہ خود اسی قسم کے واقعات سے حدیث گھر سے و اعزاز یا (۳۴)

صوفیہ سے ان احادیث میں بھی و روایت میں شامل سے تو انکار نہیں کہ وہ بعض اوقات اسرار
کی اصل آراء روایت و محقق میں میں ہی بنا رہے ہوں۔ کہتے تھے "ای ہذا یہ کہ میں سے بھی صوفیہ
کی احادیث و قلوب سے میں متعلق سے ظاہر ہے کہ یہ روایت تہیہ سے میں شامل ہے نہ اسوں
سے جو احادیث میں میں ہیں جب کہ ان میں سے بعض متصوفین سے متعلق و ہیں ظاہر ہوا ہے کہ وہ
"میں و تہیہ کے لیے احادیث گھر تا مہاجر لکھتے تھے۔ (۳۵)

صوفیہ کی طرف میں حدیث میں یہ بہت اس سے بھی درست نہیں کہ کار صوفیہ میں سے میں
روایت میں میں "ہر وقت میں روایت میں سے کہ یا یہ "ہر حال میں یا کہا۔ طلقہ صوفیہ
میں سے "ہر حال میں میں و "میں میں میں ان کو اس سے کہ میں "ہر حال میں میں ہوتی مستند شہادت
موجود نہیں

احادیث تصوف پر حضرت قاضی کی تصانیف

تصوف، سب سے متعلق احادیث کی بڑی تعداد حضرت قاضی کی تصانیف و مؤامعات میں موجود ہے مگر اس موضوع پر آپ کی مستقل تصانیف و احادیث تصوف میں چند اہم اصول ہیں۔ ان میں سے ایک "التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف" اور دوسری "طریقہ الطریقۃ من السبل لا یبلغ" کے نام سے معروف ہے جو کہ حضرت قاضی کی ایک اہم تصنیف "الکشف عن معانی التصوف" کا اہم حصہ ہے، ان تصانیف سے آپ کا مقصد محض احادیث کی جمع و تدوین ہی نہیں بلکہ ان کا ایک محدث، فہم اور صوفی کی حیثیت سے باتوں، گہواروں، باتوں کا جائزہ بھی ہے۔ حقیقت طریقہ کی بنیاد سے آپ کا مقصد احادیث سے مسابقت تصوف کو جاری ہے، "الشرع میں آپ سے ہی ان کے مسائل سے متعلق احادیث کی ترویج و تحقیق کی ہے۔ ان کا سبب و حوالہ حسبِ اہل ہے۔"

(۱) التشرف بمعرفۃ احادیث التصوف

یہ کتاب حدیث اور تصوف و سنیوں کا حسین امتزاج ہے یہ ان احادیث کا مجموعہ ہے جو صوفیہ کی تصانیف اور ان کے کلام میں وارد ہوں سے یا ان سے تصوف کے کسی مسئلہ پر سمجھائی یا حاصل ہے۔ اس کتاب میں ان احادیث کی تحقیق کے ساتھ ساتھ ان کی روشنی میں تصوف و سنیوں کے متنوع مسائل مثلاً عبادت، طلاق، زنا، عیادت، اشتغال و امیوں اور درود و نماز و صومہ پر بحث ہے۔ اس کتاب کی تہذیب میں حضرت قاضی نے ان کی تصنیف کی روشنی و عینیت پر تکیہ کیا ہے کہ یہ ان احادیث کی تحقیق سے جو حضرات صوفیہ کی دلوں پر وارد کیے گئے ہیں ان کی مشہور ہے اور ان کی کتابوں میں شائع ہوں ہیں ان احادیث و شکوک و شبہات حضرت اوصاف قرار دیتے ہیں ان کا یہ موصوف قرار دینا تو اس وجہ سے ہوتا ہے کہ ان احادیث کی مدد معلوم نہیں ہوتی یا پھر ان کے مضمون و خلاف شرع ہیں۔ "اس کتاب سے واقف اور اپنی پسندوں سے ان پر بحث کی ہے ضعیف و اوصاف احادیث (۱) احادیث اور اصل حدیث نہیں ہو۔ حدیث کے نام سے مشہور ہوئی ہیں ان کا بھی آپ سے مختلف ہے۔ یہ دیکھ کر کہ کتاب سے ہم دھرم سمجھتے ہیں ان کے علاوہ عراقی کی کتاب "امیاء الصوف" علماء کی مقصد سے پہلی کی جامع الصلیح اور منہج کی ان کے معلق ہیں درود کتاب کے حوالوں کے ساتھ ساتھ آپ سے احادیث کے اصل معلق اور بیانی مآخذ کی بھی نشاندہی کی ہے۔

اکثر — چار حصوں میں مشتمل ہے، پہلا حصہ احادیث امیہ اہل بیت سے متعلق ہے جس سے چار
جزء میں عبارت مر ۲۰ تا مر ۳۰ بیانات مر ۳۰ بیانات مر ۳۰ بیانات مر ۳۰ بیانات مر ۳۰
بہلولہ کتاب ترکوط کتاب العیون کتاب البصیر کتاب داب اللہ کتاب الادکار و
بدعوات ن عادیث ن کی ہیں عبارت سے تحت کتاب داب الاکل کتاب سکاح کتاب
داب الکعب والمعانی کتاب الملائک والمہر کتاب داب الالہ کتاب داب العربہ او
کتاب بسامع سے متعلق احادیث متدرج ہیں عبارت سے تحت کتاب صحابہ القلب کتاب
تہذیب النفس کتاب علاج عیون و بطن کتاب افاب اللسان کتاب مہذب العصب کتاب
مہذب بطن کتاب مہذب جہاد اور کتاب مہذب کبریا احادیث ن ہیں۔

تحت سے عنوان سے تحت کتاب العیون کتاب صبر وشکر کتاب الخوف والرجاء کتاب
الفقر والفرہ کتاب توحید و توکل کتاب المحیۃ والشرق کتاب ذکر الموت ن احادیث
مل ن ہیں۔^(۳۸) اس سلسلے میں آپ کا ہاتھ غزل کی "مہر بیج احادیث الاحیاء" ہے۔ آپ سے
احیاء کی صرف اس احادیث ن تحت ن سے جس سے تین قصوں، سب کے مسائل کا ثبات ہوتا
ہے۔ آپ صرف احادیث ن تحت ن ہی پر اتنا نہیں سے چند حدیث پر جو عنوان قائم کرتے ہیں پھر
حدیث کی ترتیب اور پیمائش اس سے حجت کا مدد ن واضح فرماتے ہیں۔

مثلاً مثل احسن الوجہ سے عنوان سے تحت دس احادیث ن تحت ن سے
۱ "طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم ابن ماجہ میں حدیث اس و صفحہ احمد
والبیہقی وغیرہما

۲ "طوبی العلم ولوکان بالحق" ابن عساکر والبیہقی فی المدخل والسنن میں
حدیث اس قال البیہقی معہ مشہور واسانیدہ صحیحہ
۳ "الدال علی الخیر کماعدہ" الترمذی میں حدیث اس وقال شریب ورواہ مسلم
وہوذاؤد و الترمذی و صحیحہ میں اس مسعود البیہقی بالخط میں دس علی حیر لہ نقل
اجر فاعلہ

بعد اس ان احادیث سے متعلق فائدہ ن واضح سے ہوسکتا ہے۔ یہ تین حدیثیں علم
پہنچنے اور علم سے فیضیت پر اس میں اور اس میں ہزار صوفی کی سلاطین کے جو علم ن دست پر
کرتے ہیں اور اس کے مقصود کا جواب سمجھتے ہیں۔^(۳۹)

ای طرح چلے لی اصل سے دے کر ”اصل الاربعین کا مومن قلم سے لے کر اصل میں
میرا اہم کی حدیث اور احباب نقل کی ہے۔

”من اخلص لله اربعين يوماً ظهر بياض الحكمة من قلبه على لسانه“

(جو شخص چالیس دن اسے حق سے اپنے ملاں قیام سے صحت و صبر کے واسطے سے
کے قلب سے اس کی زبان پر ظاہر ہونے لگتے ہیں)

اس حدیث سے متعلقہ قادم میں کہتے ہیں کہ اس حدیث میں اصل یہ چاروں (یعنی اس کا
حاصل بھی چاروں دور تک مضمون سے ساتھ اس کی عبارت آتا ہے) ”ا“ ”ب“ ”ج“ ”د“ کے ساتھ
اثبات سے علم ہونے کا یقین جس طرح اس میں ”د“ سے بلا واسطہ سبب و اثر نہیں، مگر اس کا
بعد (۵۰) اس قسم کے چند دیگر عنوانات حسب ذیل ہیں

بولونفو العشق^{۵۲} اصل بعض القاب الصوفیہ^{۵۳} صحیح الالہاد^{۵۴} الاعتدال فی
المجاهدہ^{۵۵} فضل الفقر^{۵۶} ثمنی الموت شوقاً^{۵۷}

انکشاف کا حصہ دوم اس احادیث کی تخریج پر مشتمل ہے جو مشن معنوی سے وقت اور وقت
ششم یا س کی بعض شرح مثلاً کلید شکیں میں موجود ہیں۔ اس حصہ میں حروف چنگی کی ترتیب کے
مطابق ”مقاصد الحسنہ“ کی بھی بعض احادیث کی ترویج، تحقیق کی گئی ہے (۵۸)

حصہ سوم و چہارم میں ریڈہ ”احادیث جامع الصغیر“ سے جو کچھ ”مکتوب الحقائق“ سے لی گئی
ہیں (۵۹) جو احادیث کا یہ سبب حروف چنگی مجموعہ میں حصہ سوم (جو کہ تمام سبب الف و
مشتمل ہے) میں سبب اسلوب سے متعلقہ احادیث لکھی گئی ہیں جب کہ حصہ چہارم ”ب“
سے ”د“ تک کی احادیث پر مشتمل ہے۔ (۶۰) حصہ چہارم حصہ سوم کی بہت متعلقہ سے مابا
حرفی کی بنا پر اس حصہ میں سبب سبب احادیث جمع نہیں آئیں۔ ”ق“ ”د“ دونوں حصوں میں
حدیث نقل سے حصہ لے کر ”ب“ سے ”د“ تک کا حصہ درج ہے جس کی عبارت ”تکلیف“ کے اپنے حدیث
کا مرقع اور میرا مشکیں یا کیا ہے۔ ”د“ ”د“ حصوں کی احادیث کی ترویج سے ساتھ ساتھ ”ب“ سے
”د“ کے ”د“ عنوانات قادم سے ہیں ان سے مضمون ”مستند“ ”مستند“ ”مستند“ ”مستند“ ”مستند“
کی طرف رجوع ہوتی ہے۔ مثلاً چند عنوانات اس میں ہیں۔ حسن اخلاقی الصوفیہ^{۶۱} بظاہر
مذهب الانبیاء^{۶۲} التصدیق میں الکبر و بین العلوی التواضع^{۶۳} سہیل علاج العصب^{۶۴}
علم العلوی المجاہدہ^{۶۵} وغیرہ۔

ان کتاب کا سلسلہ تالیف ۱۳۳۱ھ سے ۱۳۵۶ھ تک پھیلا ہے جو کتاب سالہ و ہادی (۱۳۵۱ھ) میں حضرت قہوٹی کے طبع و مورف شائع ہوئے تھے (۱۹۵۱ء) میں جرمانہ ۱۳۴۳ھ سے قہوٹی کی صورت میں شائع ہوئی تھی اور ۱۳۵۳ھ میں مکمل ہوئی بعد ازاں پنجابہ اعلیٰہ حیدرآباد و دکنہ سے (جو کہ چار سالہ تالیف مسکات و مشتمل ہے) باقاعدہ ہائی صورت میں طبع ہوئی۔

مولانا قمر احمد خان نے "الشرق" سے پہلے احادیثِ قصور میں مستقل کتاب لکھنے میں نہیں آئی ان کے خیال میں یہ مبحث ۱۰ = تحلیل اور کسی صاحبِ ہمت کی تحقیق کا تقاضا ہے کیونکہ اس میں جملہ احادیثِ قصور کا استیعاب نہیں ہوا۔^(۱۱)

(٢) حقيقة الطريقة من الحياة الايقية.

ان کے ساتھ ہی وٹریپ سے دو چاکل مرید پرمو (انعام) سوا دواؤں پب باث
سمت لہائی وہ یہ کہ دواں سے وٹی پرمو دواں دن سہ ہیں کہ میں سے ان حضرت میں سے
بھسوں یہ حالت بھسوں سے ۔ ادا کا چاہئے ۔ پرمو تو وہ بھی کی سے نہیں مانگا کہ ادا کرن کو
ہے۔

ان حدیث سے آپ سے میں مرسل و حدیث یا حدیث۔ یہ تو حدیث طریقت جو اصل معابد
سے ملتا ہے حکام ، بنام میں دواں ، دواں کا ہوتے ہیں اداں جا۔ حدیث کہتے ہیں اور حدیث سلام
اور حدیث جو دواں سے حدیث قرار دیتے ہیں کہ ان حدیث میں ان کا صریح ثابت ہے کہ
حاکمین صحابہ میں سے یہ حدیث سلام قیام نہیں جو حدیث تھا دواں سے کہ لہاں و بنام
اعمال کے لیے ہے۔

مرید تعلیم دلی معلوم کا ہے جیسا کہ ادا مشغ مرید و طہارت میں غیر تعلیم جتے میں یا
تو کسی ہے کہ دو مرید فہم نہیں ہوتا ہے ان کے ادا میں امتیاز و اداں خواہ کا ہوتا ہے یا
مقصود مصوبہ ۔ انعام ہوتا ہے کہ ان میں طالب کے دل میں زیادہ وقت اور عزت ہوتی ہے
جیسا کہ خصوصاً کہتے ہیں ایب امر لکھی طور سے دواں تیرا بتکالی عکس میں مبالغہ کا اثبات ہے ۔ ادا
مریدیں انھوں نے طہارت مرشد کے حکام دے میں ان عدد مبالغہ کرتے ہیں کہ رعایت مقلی کے
ساتھ دلول ظاہر الفاظ تک کا لفظ رکھتے ہیں۔

ان حدیث سے ان کا اثبات ہوتا ہے کہ خصوصاً کہتے ہیں مرید اور دواں جی داکتے سے منع کا
تھا کہ اپنی چ ہوا۔ سماعت داکتے سے مراد ان میں بھی رعایت کا ہوا۔ یہاں سے کہتے تھے
جیسا کہ مرید حدیث میں سے کہ خصوصاً کہتے ہیں ادا۔ ادا میں دواں ۔ یہ جاو۔ یہاں سے دواں دواں سے
کہتے تھے ۔ دواں ہی یہ کہتے تھے ۔ خصوصاً کہتے ہیں کہ دواں ۔ دواں ۔ یہ جاو۔ یہاں سے دواں دواں سے
سمت ہو یہ شعبہ سے رعایت احرام دواں بلی کا جو کہ مشورہ دواں سے ہے شرا و عقبر سے ۔
اداکت سے تحت سندس دواں پرمو سے جو فوائد قلم دواں میں ان میں سے سندس
درجہ اداں ہیں۔

تکر مرید مرید (۱۹۸) مرید (۱۹۹) مرید (۲۰۰) مرید (۲۰۱) مرید (۲۰۲) مرید (۲۰۳) مرید (۲۰۴) مرید (۲۰۵)
مرید (۲۰۶) مرید (۲۰۷) مرید (۲۰۸) مرید (۲۰۹) مرید (۲۱۰) مرید (۲۱۱) مرید (۲۱۲) مرید (۲۱۳)
مرید (۲۱۴) مرید (۲۱۵) مرید (۲۱۶) مرید (۲۱۷) مرید (۲۱۸) مرید (۲۱۹) مرید (۲۲۰) مرید (۲۲۱)
مرید (۲۲۲) مرید (۲۲۳) مرید (۲۲۴) مرید (۲۲۵) مرید (۲۲۶) مرید (۲۲۷) مرید (۲۲۸) مرید (۲۲۹) مرید (۲۳۰)

حضرت تھانوی کے یہ حقیقۃ الطریقہ سے منسوب، مرقع بھی احتیال میں نارواظ + تو یوں یقین و تحقیق سے بغل بھی کٹ رہا کا نہیں + اہل حق نے بھی اقوال یا صحابہ + نواہی کی حقیقت سے ناواقفیت کی بنا پر انکی نکالت سے قور + اسے + اس سے نہ وہاں موجود تھے میں اور بعض ضعیف الاعتقاد یا قصص + اہل باطل سے تمام اقوال + افعال + نواہی و بلا طبعیت شریعت کہیں رہے اور اس کی محبت + حدیث فقہاء پر اسے اس سے محبت + معتقد نہ رہا وہیں صاحب + جیسے میں اس سے قور + حدیث سے طریقت کی حقیقت + شیخ + صاحب کی ہے تاکہ اہل حال پر مکتا + ہو + انھیں پر اعتقاد + ہو (محد)

حقیقۃ الطریقہ کے ساتھ ایسے اور رسالہ بھی مکتب کے جو "الکتاب الدلیلہ لہما یعلق بالمصعبہ" کے نام سے منسوب ہے اس میں حقیقۃ الطریقہ کے اہل مسد و مقدم اور اس کی موبہ حدیث و بعد میں + یا ہے اس بعد میں کئی ۲۵ احادیث کی تشریح و تحقیق کے جس میں سے چار احادیث حقیقۃ الطریقہ میں بھی درج ہیں اس کے علاوہ کئی میں احادیث درج ہیں۔ اس طرح "حقیقۃ الطریقہ" کی ۲۶۰ اور "الکتاب الدلیلہ" کی ۲۱۰ احادیث کا مجموعہ کل ۴۷۰ احادیث ہیں یہ کتاب ۲۴۵ صفحات پر مشتمل ہیں۔

(۳) مقررات:

علاوہ اس کے علاوہ احادیث مصروف کی ایک مجموعہ بعد آپ کی دیگر تصانیف + مسائل موعظ قرآن اور مخطوطات وغیرہ میں بھی منتشر ہے جنہیں آپ نے تصوف کی تاسد میں بطور حوالہ دیا ہے۔ یہ آپ سے متعلق مسائل کی کتاب و دست کی روشنی میں مختصر ترویج و تحقیق کے حق تحقیق + یا ہے۔ مثلاً تصوف کی تحقیق پر آپ کا رسالہ "العرف فی مطلق التصوف" میں میں آپ سے ثبوت تصوف پر مختلف روایت + احادیث کے ساتھ لیا ہے کہ ان احادیث سے مستنبط تصوف سے منسوب ہوئے ہیں + ساتھ یہ اہل حق کے ساتھ جو کلمات یا ہے اور ان کی بعض سطحوں کی طرف بھی متوجہ کیا ہے۔^{۸۰}

حدیث تصوف پر حضرت تھانوی کی تحقیقات کا تعارف

حضرت تھانوی کی حدیث اور تصوف کے احکام + شریعت + طریقت کی تحقیق پر بھی تحقیقات کا بہت وسیع ہے۔ اس کے بعد میں ان موبہ بھی کام سے جو دیگر اور اصحابی پیہ ماسے آتے

ہیں وہ حسب اہل میں

۱۔ احادیث تصوف کا انتخاب

۲۔ احادیث تصوف کی تخریج و تحقیق

۳۔ احادیث سے تصوف، سلوک، اخلاص اور صوفیہ کا تعلق سے اہل و اقارب کی توجہ

۴۔ احادیث کی روشنی میں تصوف کی تاریخ، ارتقاء اور پہلاں تصوف و سوانح کی تشریح

ان موضوعات سے حلقہ تحقیقات کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

۱۔ احادیث تصوف کا انتخاب

حضرت تھانویؒ کے ”تہذیب طریقت“ میں جن احادیث کا انتخاب فرمایا ہے وہ صحاح ستہ سے علاوہ دیگر کتب حدیث میں موجود ہیں۔ انکثرات میں مقصد تصوف، جامع الصغیر اور نور الفائق سے احادیث کی یہاں ادبیاء، ائمہ اور مشائخ سے بھی احادیث و تتبع فرمادے ہیں۔ ان احادیث کا بیشتر حصہ کلام صوفیہ بھی حشر ہے۔

درج ذیل حلقہ میں حسب ذیل نئے موضوعات پر بحث کی جائے گی جس میں احادیث کا انتخاب ہوتا، مگر ایسا انتخاب جو تصوف کے عام پہلوؤں پر مشتمل ہوئے سے ساتھ ساتھ مائتہ طریقت کی سمت کی روشنی میں بھی دیکھیں اور اسلامی ضرورتوں و چاروں سے بھی صلاحیت رکھتا ہو مرتب ہو گا۔

حضرت تھانویؒ کی مذکورہ تصانیف میں ان موضوعات پر کمال حد تک پورا کر دیا ہے۔ آپ کے اس انتخاب میں وہ احادیث بھی شامل ہیں جن سے صوفیہ کے اہل و اقارب کو فائدہ ہوگا اور احادیث میں مستند شدہ مسائل سے ان سے بہت بھی نکل سکیں مگر آپ ان سے ان میں سے بعض دینی مسائل اخذ کرتے ہیں۔

المنہج کی تفسیر یہ معتقد مہموم ہے کہ ان تصانیف کی ہے کہ ان میں بعض ہی روایت بھی ہیں ان کی یہاں سے بھی مسائل مشہور تصوف کے ساتھ ہوتے ہیں مگر وہ احادیث ان کی تہاؤں میں (میں حسب الاستدلال علی المسائل) درج ہیں کہ یہ ہی درود، بیہوشی سے اہل ان کی یہاں پر اس کا اثر ہوتا ہے وہ بعض ہی روایت بھی ہیں ان میں ان کی اصل کس علی تاہم ان میں سے یہ ہے کہ جس سے یہ ان کی اصل مل جائے وہ ان میں ملتی رہے۔ (۷۹)

”آپ سے یہ تصوف پندرہ قیام و باطل کا نام ہے۔ اسی تہیت اور حدیث اس سے
جانی نہیں ہوسکتی۔“ اُیت اور حدیث میں وہ یہ دونوں مسند تصوف کا مجدد و دور سے مگر آپ سے صرف
ایک حدیث کا انتخاب فرمایا ہے جس کی سمت مصیبت سے رات کو تصوف کی طرف عام طور پر معروف
ہے۔ آپ سے انہوں نے انتخاب بھی اس موصوف سے متعلق سب احادیث سے نہیں بلکہ ایک متواضع
مقدار سے ہوئے۔^{۸۱} اس لیے یہ بتا دینا ہوگا کہ یہ مجموعے بھی تمام احادیث تصوف کا جامع
نہیں کرتے بلکہ اس انتخاب میں مزید اضافے کی گنجائش موجود ہے۔

حقیقۃ الطریقہ میں منتخب کی جانے والی احادیث کی تعداد ۳۵۱ ہے جب کہ ”التسرف“ میں
اصل احادیث کی تعداد تحقیق سے ضمن میں بھی متعدد احادیث درج ہیں اس لیے مجموعی طور پر اس کی
تعداد بھی ایک ہزار سے زائد ہے۔

(ب) احادیث تصوف کی تخریج و تحقیق

احادیث تصوف کے انتخاب کے ساتھ ساتھ مصنف نے اس سے جو مجموعہ نامہ حدیث کی تخریج
و تحقیق بھی فرمائی ہے اور ان احادیث نے اصل و حدیث بھی یکساں ہی ہے ”التسرف“ سے حصہ اس
کی احادیث چونکہ ”احیاء العلوم“ سے لائی ہیں ان کی تخریج میں آپ کا مجدد عثمانی کی تصویب
لاحیاء“ سے ”آپ سے حیات و قیام احادیث کے بجائے صرف ان احادیث کو لیا ہے جن سے عالم
اس صوف کے مسائل کا اثبات ہوتا ہے مجدد دوم میں ”ادوار“ ان احادیث کی تخریج ہے جو مشغی کے
دفتر اول اور ششم ہزار کی شرح فقہ میں منقول ہیں۔

مشغی روئی کے کل ایک اشعار میں صرف قرآنی آیات و احادیث کا حوالہ آ رہا ہے اور بعض میں
اس کی ”سنائی و نیکی“ سے۔ کثرت تعدادوں نے ان اشعار میں موجود احادیث کی تخریج سے ان اشعار
مشغی سے مصرع کی ضرورت اور حدیث کی (اہمیت کوئی حدیث سے مراد کا پتا ہے) سے ضمن
میں یہ حدیث تخریج کی ہے۔

”اد مدح الفاضل لعلم الرب تعالیٰ و احسن العرف“ رواہ البیہقی فی شعب الایمان
مکہ فی المنکوحہ^{۸۲}

(جب فاضل کی حدیث کی بات ہے تو حق تو یہی صواب ہوتے ہیں اور مرث کا چنے
نکلے)

مشوئی کے ایک شعر

ہر کہ تفسیر الحق و تقویٰ گزیدہ سرِ دے میں دلس و ہر کہ دچ

یہ متعلق اس حدیث کی توحیح و تفسیر ہے جس کی زبان ہمارے شعر سے بھی نہ آتی ہے بلکہ حدیث میں بحال اللہ عارف منہ کل جسے "ہر کہ" سے مراد ہے کہ جتنی اس سے آتی ہے (اور اس کے دیگر طریق اور مراجع کا بھی حوالہ دیا ہے۔) (صفحہ ۱۹۷)

اسی طرح "مستحق حناء" سے "انھو نے غلبہ اجڑا" کی تاجید میں بخاری و ترمذی، مسند احمد و دارمی وغیرہ کی آٹھ احادیث پیش کی ہیں۔ (صفحہ ۱۹۸)

اس حدیث کی توحیح و تفسیر سے حالت کی تحقیق و تنقید میں "و" "المقاصد الحسنہ" سے استفادہ کیا ہے اس سے علاوہ عراقی کی "تحریر احیاء" اور سیوطی کی "جامع الصغیر" سے حوالے بھی مل گئے ہیں

حضرت بخاری سے چوتھی مشوئی کی احادیث کی توحیح کو موصوف نہیں بتایا اسی مسئلے کی ایک کاوش ایرانی فاضل بدیع الزماں قرہ نگر کی ہے جنہوں نے چوتھی مشوئی کا احاطہ کرتے ہوئے حدیث مشوئی کی توحیح کی ہے "حدیث مشوئی" سے عنوان سے ایک عمدہ سبب مانا جاسکتا ہے اس سے تمام حضرت تھوڑی کا ایک اقیارہ یہ ہے کہ دو جملوں "حدیث" کا درجہ بھی نہیں دیتے ہیں ان کے مختلف طریق کی وضاحت کرتے ہیں اور بعدوں کے مصنف کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں انھیں حدیث سے متعلق غلط فہم (جس کا بیان ہے) کے احاطہ کے ساتھ اپنی رائے بھی دیتے ہیں "انھوں نے آخر میں یہ کہ عنوان نے تحت اس حدیث سے استخرج دو ایک حدیث کی طرف بھی اشارہ کرتے ہیں۔

اس موصوف پر اعتراض اور پہلی فاضل کی "احادیث مشوئی" کے کالی مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ سحر اللہ تصنیف میں کئی نیا احادیث کی توحیح میں بار بار غلطی کر کے کام نہیں لیا تھا "توحیح" حدیث میں بعض اہم مباحث سے استفادہ نہیں کیا گیا جس میں مشہور "راہان دو عالم" حدیث کی توحیح کی گئی ہے اور اس کی بعدوں کا محض حوالہ نہیں دیا گیا بلکہ "التذکرۃ فی الاحادیث المشہورہ" اور "تذکرۃ فی المقاصد الحسنہ" اس کتاب سے حضرت تھوڑی سے زیادہ استفادہ کیا ہے۔

اس کتابی مولانا کی ایک مثال صحیح اہل شعر ہے

”کتب بزم آوار بندہ بر توکل والوئے بشر یہ بندہ

(”بزم“ لے پاؤں بندہ فرمایا کہ توکل کے ساتھ ہلاکت کے کتنے بھی پاندہ وہ)

در آخر مآثر سے اس شعر سے حقیقت حدیث کا مادہ صرف احباب ”علوم“ و قرآن ہے^{۱۸۵} کہ اس سے مختلف حدیث احمد، تپ حدیث میں موجود ہے۔ حضرت تھانوی نے حدیث کی تخریج کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فی المطالعہ حدیث ”اعطیہا و توکل“ روی الترمذی فی المحدث و فی الفحل و السیلمی
فی الشعب و ابو نعیم فی المعلیہ و اس ای الدب من حدیث المصنوعہ بن اسی لورہ
الموسی صاحب اب یحوی قال رجل یارسل اعطیہا و توکل فواعطیہا و توکل قال
”اعطیہا و توکل یعنی الخافہ“

بہر اسی اس حدیث کے دیگر طرق اور صحیح پر بحث کی ہے (۸۶)

کتاب سے حدیث یہ ہو چکا ہے میں عربی جہی کی ”تپہ کے ساتھ نفس“ دو احادیث کے ساتھ اور درجی کتابی تفصیلات (ABBREVIATION) سے یوں آتی ہے مثلاً بخاری سے ہے (ح) مسلم سے ہے (م) یوزنا سے ہے (و) ”من نے لیے (ت) ہانی کے لیے (ن) اس ہاچ کے ہے (د) مسدود سے ہے (ح) مسدود عالم سے ہے (ک) مسدود یحیٰ سے ہے (ع) رقیعی کے ہے (ط) ویرا اور حدیث سے درجیت کی تھیں سے ہے بھی یہی سبب تھیں یا جے جے کے لیے (ح) حسن کے لیے (ح) اور ضعیف کے (ض)۔

”اشرف میں دو احادیث میں بھی ہیں جس نے مختلف حضرت تھانوی سے وسامت فرماں سے کہ وہ اس پر مطلق میں ہوئے مثلاً حدیث حب الوطن من الايمان“^{۱۸۶} (ط) کی محبت یہاں میں داخل میں اس نے متعلق میں تہذیب و ادب سے^{۱۸۷} حدیث ”العلماء مریعہ الاخرۃ“^{۱۸۸} سے متعلق صاحب ”مقاصد حسنہ“ سے حوالے سے یہاں ہے۔ میں اس پر گواہ ہیں ہو مگر اس کی تحقیق میں شہادت میں کہ اس کا مصنف آقا محمد میں موجود ہیں ”وامنع لہما تکلفہ الدار الاخرۃ ولا تنس نصیبک من الدنیا“^{۱۸۹} (یہ حدیث سے تھوڑا (یا میں) جو اسے عطا ہوا اس میں شہادت کی تھوڑا اور دنیا میں اچھا حصہ (آخرت میں لے جانا) فراہم کر۔“^{۱۹۰}

ضعیف و موضوع روایات کے متعلق حضرت تھانوی کا موقف

صوفی کے کام میں موجود ضعیف اور موضوع احادیث کے متعلق حضرت تھانوی نے اپنے موقف کو کسی مرتبہ اہل میں تو پیش نہیں فرمایا تاہم اس قسم کی روایات نہ تھیں جس سے ضعیف مواد کے مطالعہ سے آپ کے فکرمندی کی وضاحت و تفسیر اہل کائنات سے ہو سکتی ہے۔

۱۔ یہ موضوع ضعیف موضوعات ہیں۔ اصل روایات سے ان کی قراءت نہیں ہوتی۔ اسی لیے آپ احادیث سے صنف اولیٰ (میں) نے ساتھ اشارہ فرماتے ہیں^(۹۵) اور موضوع سے متعلق اپنی گرفتار۔ اس سے ساتھ ساتھ باقی روایات میں ان کی قراءت۔ اس سے ان کی شادی فرماتے ہیں۔ اس طرح آپ سے متعدد موضوعات کی شادی فرمائی ہے مثلاً متعدد صوفیہ، مثلاً کے ایک صورت^(۹۶) سے فرقہ کی سبب مشعل۔ بعض حدیث سے ثابت ہے، جسے صوفیہ غیر تحقیق سے فرقہ کی اصل کی تائید میں بطور سند پیش کیا ہے^(۹۷) حضرت تھانوی نے اس سے بے اصل ہونے پر باقاعدہ حدیث کی تائید نقل کی ہیں اور خود ان کی رائے کے مطابق اثبات فرقہ کے جیسے طریق ہیں اس میں سے یہ بھی ثابت نہیں اور کسی جرم صحیح میں با صحت میں^(۹۸) انہیں سوا^(۹۹) کی صورت^(۱۰۰) میں انصاف پر اپنے کسی صحابی و قریب پرست، ہر اور ری صوفی کو یہ علم حاصل ہوا ہے۔ یہ کچھ اس باب میں صرف روایتیں ہیں سب سے اصل ہیں، حضرت یوں کہیں حروف و مسوس سے بجائے مسوس و مسوس کے صحاح قراءت سے ہیں جو بہت سے صنف چوتھی سے جیسے فلاہیں صوفیہ و یہ و ہمارے مددگار ہیں ہر دہائی میں ایک ہے۔^(۱۰۱)

صوفیہ کے ہاں یہ روایت یہ بھی مشہور ہے کہ یہ صحاح قراءت سے صورت^(۱۰۲) کے ساتھ محبت صوفیہ پر مبنی ہے انکار چاہیے تھے۔

قد لست حید الہوی کندی

الا الحبيب الذي شطت به

فلا طيب لہار لا الہی

فصلہ والہی و عمر ہالی

آپ یہ شعر اس وجہ میں کہے تھے کہ آپ کی یہ ساری شادیوں سے تھی۔^(۱۰۳) ان روایت سے متعلق آپ نے اس تجزیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ یہ قصہ باطلاق محدثین لفظ ہے اور جو ان باب میں مروی ہے سب موضوع ہے تاہم مادہ میں تو یہ فرماتے ہیں، یہ ساری (وجہ) و توجہ، صوفیہ سے ایک اور اہل محدث سے ہے یہ امر کی طرف صوفیہ کے مکر حریف شریک کے ساتھ جو ان کے نزدیک مقرر ہیں۔^(۱۰۴)

بدن و بعد خلف الحنة و بعد تھنی لڑتے ہیں حشر سے بچنے کے لئے وہ جہاد کی (بے تحاشہ) کڑی تپ رہتے تو میں یہ کہتا ہوں کہ وہ "موت و پھانسی" کے لئے "موت لگنے سے متعلق صوبے سے ماں یہ حدیث بہت معروف ہے کہ وہی حدیث کہ جسک اللہ میں جھبک (۱۰۶) (پہلے سب سے بڑے ان کے تپ کہیں سے جو تیرن بھل میں موجود ہے) ان کی سہ میں تھوڑی ہے۔ یہ کہہ کر ان کا مضمون درست ہے اور قرآن سے سورج ہے۔ ان انفس لا ملوہ بالسنوہ (۱۰۷) (کسی کی بات کی بہت لڑائی ہے) سے اور بری بات کی لڑائی، لڑائی کی لڑائی سے بڑے اور حدیث "المجاهد من جاهد نفسه" سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ (۱۰۸)

صوبے۔ حلقوں میں مقبول و معروف حدیث الطغر طغری وہ الصخر۔ آخر میر تھر سے اور میں اس پر تھر (یا ہوں) کو ان میں میں میں تھر و اتفاق میر وہی حدیث سے موصوف تھر دیا ہے (۱۰۹) آپ اس پر تھر تے ہوئے لڑتے ہیں "میں تھوڑی تھر کی نصیب میں ہے تھر حدیث دارو میں اور نصیحت میں کی میں اس پر تھر جوتا ہے جس پر تھر وہی حدیث نصیحت و لی حدیثوں کی میں تھر تھی سے (جس میں تھر ہے اصل یہ ہوں)۔ (۱۱۰)

شوق اور محبت کے عواص سے تھر تھر تھر وہی سے "ایہ العواص فی یہ حدیث نقل کی سے "بقول اللہ عز وجل لقد طالع شوق الامور الی لغائی وانا الی لقائہم اللہ شوقاً" (یہ بدوں و میرے لئے شوق بہت تھر تھر اور میں اس سے لئے کا اس سے زیادہ اتفاق ہوں)۔

عراقی و میرے لئے ہے اصل تھر تھر سے کڑی تپ ہے۔ یہ اس کا مضمون بھی حدیث میں اور ہے۔ "من احب لقاء اللہ احب لقاء اللہ" (۱۱۱) (جو شخص سے تھر تھر تھر تھر سے حدیث اس سے ملتا جاتا ہے) کیونکہ شوق آثار محبت میں سے ایک اثر ہے۔ (۱۱۲)

حدیث "وای الیوم شقاء" (مومن کا عذاب شقاء ہے) کے متعلق روایت میں اس کا مضمون بھی ہے (کو اعجاز بہت کہیں) چندی جیسے میں تصور اللہ ﷻ سے ارشاد سے عذاب سے شقاء حاصل کرنے کی دعا ہے۔ یہ اللہ عز وجل عذاب میرے عذاب میں سے ہے تھر تھر تھر تھر نے یہ اس سے "مومن شقاء کا مضمون بھی روایت میں ہے" ان طریقے کے مال پر مومن کی کمالی ہوئی چیز سے پرکھ حاصل کرنے کا معمول بہت زیادہ ہے۔ (۱۱۳)

حضرت خاندان کے موضوع نے علماء کی ضعیف احادیث کے معنوں و درست قرار دیتے ہوئے ان سے 'تہائی' یا 'تہذیبی' کے موضوعات قرآن و حدیث میں موجود ہیں جیسا کہ 'التحریر' کی تفسیر میں لگاتار ہیں جس اوقات ان روایات میں سے بعض میں ضعف بھی پایا ہے مگر وہ ضعف اس سے نظر نہ ہوگا کہ ان روایات سے جو مسند اہل تصوف ہے وہ احادیث کی جگہ 'ایات قرآنیہ' سے ملنے سے جیسا کہ قرآن کی مزاحمت کرنے والے پر چلی گئیں۔^(۱۳۱)

(ب) بعض جہاں اہل تصوف روایت آپ کے یہ اصولیہ نے اقوال کہتے ہیں اور ان کی حیثیت روایت کی جاتی ہے^(۱۳۲) (جی راجع دیکھیں وہی بات کے الفاظ کی بجائے معانی کی روایت سے لگاتار ہے، جس روایت میں سے بعض شرط کے ساتھ آیا ہے۔^(۱۳۳) اس قسم کے کئی اقوال کی حضرت قدس کے نامی کی سے جس کی حیثیت روایت نامی کی سے ملے گی۔ مثلاً ایک روایت "من رآہ فی مجلس مع اللہ لیجلس مع اہل التصوف" جو اللہ کے ساتھ نجاست کا چارے تو وہ اہل صوفیہ کے ساتھ نجاست تھا۔ رے) سیٹھی کے تصور سے عقلی اختلاف کے ساتھ سے موضوع قرار دیا ہے^(۱۳۴) مگر حضرت قاضی ان کی توضیح میں فرماتے ہیں

"حدیث میں - الفاظ تو معنوں کی مانند یہ قول دوسرے معنوں الفاظ سے خارج ہو سکتا ہے یعنی حدیث مشہور "الماہلین من الذکوی" سے حق تو ان کا ہمیں اہل در ہونا ثابت ہے "وہ یہ بھی واضح ہے کہ "نیک ہی شخص کے وہ ہمیں ہوں تو وہ باہر بھی جیسے ہوتے ہیں تو جب اللہ ان کا جیسے ہے "وہ ہمیں بھی وہ" کا جیسے ہے تو وہ شخص بھی نہ تو ان کا جیسے ہوا ہو۔ اہل در و اہل تصوف ہر دو ہیں تو اہل تصوف کے ہمیں کا ہمیں حق ہونا ثابت ہو گیا۔ اور یہی تفصیل حضرت مرشدوں سے لگاتار ہے کہ حدیث میں اہل تصوف کا تو لکھا نہیں کہ اللہ کا خلق ہے۔ عرض یہ روایت باقی ہے جو کہ مشہور روایت ہائیکہ سے مستقیم ہے۔ اصولیہ نے ان پر یہ شعر کی مضمون کی ترجمانی کر دیا ہے۔

ہر کہ ظاہر ہم نشینی باخدا لا نظیر و حضور لایار^(۱۳۵)

ایک اور روایت "من رآہ فی مجلس مع اللہ" (اس سے پہلے مراد) کے متعلق کہتے ہیں کہ "اس کو حدیث بخاری و ترمذی و عیسیٰ بن ابی نعیم و ابن ماجہ و ابن کثیر (اپنے اہل تصوف میں سے شمار راوی روایت کو باہمی ہر جامعہ تو مستند ہیں اور اہل تصوف ان اقوال کے اعتبار سے عام حدیث جو مشہور ہیں وہ ان کے معانی احادیث میں وہ" میں ان کے مجموعہ کو صحاح حدیث میں لگاتار ہے^(۱۳۶)

حضرت تھاونی نے اس سے بے شمار بھی دوسرے محققین صوفیہ احمد سے اپنے بھی ہوتے ہیں۔
 جس سے یہ حدیث کی صحت کا طرہ شہادہ ہے اور اس کے ساتھ ہی کہیں سے اور کسی شکی و سہمی
 طریقے سے روایت یا جاملتا ہے جیسا کہ تھاونی نے اس میں سے کوائے سے کہتے ہیں کہ
 ”سا اوقات یہاں سے نہ حدیث طریق روایت کے ساتھ سے تو صحیح ہوتی ہے کہ سب
 صاحب شہادہ سے اسے رسول ﷺ سے پا چکا تو معلوم ہو کہ وہ صحیح ہے تو اس کا
 مضمون ہونا معلوم ہوا اور اس پر عمل متاثر ہو گیا ہے چہ بعض اہل نقل و حرکت طریق نہ بنا
 یا سب اہل نقل و حرکت ہیں اور ان حدیث سے اور میں دیکھیں کہ وہ سے صحت طرق
 ہوتا ہے تو اس پر عمل نہ کیا جاتا ہے لیکن وہ صحیح صحیح ہوتی ہے کیونکہ صاحب شہادہ
 اسے کشف یا خواب میں رسول ﷺ سے ملتا ہے۔“ (۱۴۲)

اسی بنا پر شیخ تھاونی سے حدیث کتب کتب صحیحہ الصحاح کی روایت نقل کی را سے
 عن ثابت اور اشعث بن ریحان سے صحیح قرآن یا ہے۔ (۱۴۳) شاہ ولی اللہ دہلوی بھی یہی نقطہ نظر رکھتے ہیں
 انہوں نے بھی شہادہ سے درجے پا چکا حدیث اپنے سالار ”الدر الثمینی فی مبشرات النبی
 الامین“ میں نقل کی ہیں جس کی ابتدا میں وہ فرماتے ہیں۔

ہذا راجع عن حلیۃ من احادیث النبی ﷺ الی مروی من جہہ الروایۃ ومن جہہ مشاہدۃ
 روحہ الکریمہ جمعہ فی ہذہ الرسالہ مہا مالا واسطہ بیہ وبینہ ﷺ ومنها علیہوں
 یعنی وبینہ ﷺ واسطہ واحفظ ومنها علیہوں یعنی وبینہ ﷺ واسطہ او اکثر ﷺ

اس روایت میں سے دوسری روایت نہ وہ ان حدیث نے ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے۔
 ”سالانہ ﷺ عن ہذہ المذہب و ہذہ الطرق ایضا اولیٰ عندہ بالاحد واجب لخاص علی
 لہی منہ ان المذہب والطرق کلہا سواد لا فضل لواحده علی الآخر“ (۱۴۴)

حضرت تھاونی کا طریق مقام و شہادہ روایت نے بارے میں موقف ہے یہ قیام احمد را
 درست نہ ہوگا کہ وہ اس قسم کی روایت کی صحت اور نیت سے بھی قابل میں ان کا مقصد حضرت
 صوفیہ کی روایت مرد اس حدیث کی تائید ہے نہ محدثین سے انہوں نے مطابق ثابت نہیں کہ یہ
 روایت شکی و سہمی ہوتی ہیں اس سے حدیث کا مطلق حود بھی محدثین سے یا ہے نہ تاہم ان
 کے قیام و قبول کے لیے انہوں نے یہ شرط بھی اپنی کہ وہ تو نہ شریعہ سے خلاف نہ
 ہوں اور ان کے مضمون قرآن و احادیث سے مؤید ہوں۔

تحریر میں ن طرح ہو تو اس کی صف و صحت تیسرے ہیں۔ تے مرنے چوٹ ان قسم کی ایک
 حدیث کی حیثیت سے تو قابل اعتبار نہیں ہوگی۔ مگر ان کا اصل منہوں کا تہ ہوتا ہے جو ہر قسم
 حدیث کی تہ سے جوہر دوسرے کی حدیث سے اس سے آپ ان پہ ہوا میں رہے ہیں تہہ و
 مناسب نہیں سمجھتے۔ (۳۶)

(۴) صوفی کے کلام میں بعض حدیث حقیقہ مسموعہ ہیں (جن میں سے چند یہاں کا حوالہ دیا جا چکا
 ہے)

حضرت قنوجی سے حضرت صوفی نے ان کی سے واقفیت ہو۔ جب ان حسن عین کی بنا پر ان
 کے نقل کرنے پر مقررہ قرار دیا ہے ایک حدیث کی توضیح میں لڑنے میں
 ”بکلی ایسا بھی ہوتا ہے کہ حسن عین سے کسی کتاب میں لکھ دیا کی راوی سے جو بظاہر
 صالح تھا مگر اس کو صحیح سمجھ کر نقل کر دیا اور چند سال میں حسن عین غائب ہوتا ہے اور
 راوی تحقیق کی ۔ غائب ہوتی ہے ۔ مطلب: تخیل اور حدیث ان حضرت کا بھی بھی نہیں اس
 لیے یہ غلطی مسموعہ عن ہے۔“ (۳۷)

ان قسم کی دوسری آپ سے ہی ایک مسموعہ حدیث کی تخریج کرتے ہوئے کی ہے کہ راوی سے
 اسے حسن عین کی بنا پر نقل کر دیا ہے اور ان کی تصدیق کی ہے کہ یہی قدر ان تمام غیر ثابت
 حدیثوں میں ہے جن کو صوفیہ اپنے کلام میں لے آئے ہیں۔ (۳۸)

(ج) حدیث سے تصوف و سلوک کا اثبات اور صوفیہ کا ملین کے
 اعمال و احوال کی تائید

حدیث تصوف کی تائید کا ایک اہم مقصد تصوف و سلوک و اعمال حدیث سے صوفیہ بنا اور
 صوفیہ کا نہیں ہے۔ مختلف ہیں۔ حدیث و احوال کی تائید و تصوف ہے۔ آپ سے تصوف سے متعدد
 مسموعات پر احادیث کی روشنی میں کلام کیا ہے اور ان کی مشابہت یا کثرت کی سے مثلاً کثرت بیعت
 طریقت بیعت نامہ مشائخ صومدار محمد جواد یار تہ فی الہاد، مراقبات، مست الثب،
 علی قس سکر و حیا توکل اور مت وید و صومہ صوفیہ کا ہیں ہے بعض اشعار و احوال کی
 احادیث سے تائید کی ہے جس پر بعض مقلدین تصوف کی طرف سے طعن و جرح کی جاتی ہے۔ ان
 تحقیقات سے تصوف و سلوک کی بھی باخبر بن جائیں اور یہ متکلم یا ہے۔ ان میں سے چند مسموعات

غلط ہے۔ یہ نظر سے بھی کامل ہے گا۔ بیعت کا یہ معنی ہے کہ جس سے کسی کا قصد یا
 پرے گا۔ اس طریق سے کام لیا جاتا تو مسجد کو چھو بھی نہ رہا چاہے جناب میں عقوبت علیہ
 سے روایات میں نظر ہوگا۔ آپ نے یہ بیعت سے یہ تو خوش دوستی نہ لارہے۔ بیعت و
 احوال کا قصد بھی ہے اور یہ بھی ہے کہ یہ بیعت اور احوال سے عقیدت اور دہائی امور میں
 مستفید ہونے کی عین و حقیقت ہے آپ سے یہ اصل میں بیعت سے عداوت ہونی چاہیے جس
 کا طریقہ نظام شریعہ کا خلاف ہے۔ آپ دعوت کا ہے جس میں ان کی تہذیب کا ہے اور یہ اس پر
 کار بند ہونے کے لیے جس کی طرف سے ان کی تہذیب کا مدد اور مرید کی طرف سے ان کی تہذیب کا
 مدد بھی حقیقت ہے وہی مرید کی۔ (۳۳)

۲۔ بیعت عاتقانہ مشائخ

مشائخ کے ہاں یہ بھی رسم ہے کہ صاحب کی درخواست بیعت پر جب کہ اسے شیخ کی خدمت
 میں حاضر کا موقع نہ ملے، عاتقانہ بیعت کر لی جاتی ہے۔ حضرت تھانوی نے بیعت عاتقانہ کو حدیث
 ابو داؤد سے ثابت کیا ہے کہ حضرت علیؓ کے ہاتھ کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ "میں" اللہ
 و رسول سے کام میں آئے ہوئے ہیں (حضرت علیؓ کی صاحبزادی کی شادی کے لیے) ان کے لیے
 میں بیعت رہا ہوں۔ آپ نے اس موقع پر حضرت عثمانؓ کی غیر حاضری کے باوجود ان کی رضا
 و رغبت کی وجہ سے کس بیعت فرمائی۔ حضرت تھانوی نے "ایک" چہ بہ بیعت قرآن بھی لیکن
 اقرار بیعت میں ان میں قرآن کا کوئی بھی قائل نہیں۔ (۳۴) دوسرے مقام پر بیعت رسول کی
 حدیث سے بیعت ماہرہ کو ثابت کیا ہے۔ (۳۵)

۳۔ ذکر مفروہ کی مشروعیت

ابن تیمیہ نے صریحاً فرمایا کہ (۳۶) "یہ سبھی شرعاً غلط ہے۔" "لہذا ذکر والک احد من صلب الامہ ولا ینزع ذلک رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم" (۳۷) "راست ہے انھوں نے یہ کہ کسی نے کسی کی اس کا ذکر نہیں کیا"۔ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم سے شرعاً صحیح ہے کہ حضرت تھانوی کی طرف سے شرعاً ہے کہ بعض کا اس
 طریقہ پر غرض ہے کہ صرف اللہ کا ذکر مفروہ ہے اس لیے کہ یہ حق ہے اور امید ہے کہ حق
 ان کی طرف سے ہے یا اللہ؟ آپ نے ان کی شریعت پر مسلم کی حدیث اس کو صحیح
 کہا ہے "لا تقوم الساعة حتی لا یبق فی الارض اللہ اللہ" وہی راویہ "لا تقوم الساعة حتی لا یبق فی الارض اللہ اللہ"

ہوں اللہ اللہ (ایستقامت) ہوئی ہیں۔ جس کے میں حالت ہو جائے گی کہ یا میں اللہ نہ کہہ جاؤں گا اور یہ ثابت نہیں ہے۔ قیامت اپنے کی مجلس پر قائم ہے۔ اُنی جو اللہ اللہ مت ہوگا۔

آپ سے ایک ایسی حدیث میں مروی ہے کہ "اے ہاتھ اس نام پاک و معقول بنا دیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا کہ مجلس ہی کا اثر بھی شروع ہے اور معنی چارہ جہانی میں کھنکھیں اُن کی سے تھک و خستہ مجلس میں مقصود ہو تو ہے کسی اور یہ مسجد میں ہوگا۔ اُن حدیثوں سے "وادیہ مسورہ" (۱۳۵) علامہ حافظ سے مجلس کے بارے میں بھی عام ہے۔ (۱۳۶)

ایک دوسرے مقام پر اس تحقیق میں لڑائی میں اس طریق (مصر) و طریق مجلس شروع سے معلوم ہوا ہے کہ مجلس میں مع مجلس سے جب ذکر ہو جائے وہاں مجمع حواضر سے جو۔ مشاہد ہے، انہیں کے لیے اس وقت چارہ جہانی جو جہان سے جہاں ایسے ہی مصائب سے جب و جلی و انسانی ہے۔ ان سے ان کا مجلس ہوتا ہے جس سے ان میں طمان صدق و حق صدق پر انہیں سے ہے مجلس شروع ہوئے کو غلبہ سے ان سے ان کا مسئلہ بھی ہے۔ یہ جہاں عبد السلام کی رائے سے مگر نام سنی عرب بھی ہیں اور مشاہد سے ان کا مجمع حواضر میں جو کہ ماسور سے مجلس ہوتا معلوم ہے یہی مجلس دیگر تدبیر مسورہ مطلوب شرح کے یہ بھی مطلوب ہوگا۔ (۱۳۷)

۴۔ جواز زیادتی فی الاذکار

مسوون اذکار میں عامی کے جواز و حرمت قواعد سے حدیث ان میں سے عبارت ہوا ہے روح مدخلیہ حبیب میں حرمت مخصوص ہے۔ اندر۔ دہاتے تھے مگر حضرت مزلوکیک و بعد ایک و بعد ہی بعد ایک والوہاء الک و العمل اور بعد پتہ تھے۔ (۱۳۸) اور یہ ثابت میں سے کہ بعض لوگ و لغات و غیرہ اللہ بڑھا دیتے تھے اور انھوں نے پتہ۔ دہاتے تھے۔ (۱۳۹) حضرت قواعد ان حدیث کے، یہ بھی مشہور ہے کہ لغات صلیو۔ جیسے اذکار ۱۱۱۱ سے یہاں پر بدعت کے اعتراض و رد فرماتے ہیں کہ ان حدیث سے ان یہاں کا ہوا ثابت ہوتا ہے یہاں لبیک مجلس پر جس قدر زیادت تھی وہاں ہی ان سے اور عرض ان یہاں جو۔ کا مطلب ہے کی حال کا قصد قصیل ہے کی حال کا بہت بدعت وہاں سے جو جزو انہیں بنا دیا۔ کوئی حد وہاں میں ہی ہوں۔ سو ان کی حد بھی یہاں سے تو ابھی دفع، حج سے۔ (۱۴۰)

۵۔ ذکر میں ضرب، جبر اور ذکر الا اللہ کے جواز پر حدیث سے وقتی استنباط

بعض لغات میں ضرب جبر اور مجلس علامہ کے نگرار پر موزوں کرتے ہیں آپ سے

بخاری کی حدیث ۲۰۰۰ سے ۲۰۰۱ میں تین مسائل پر تین مسناد ہمارے حدیث میں سے کہ حضور ﷺ سے
مزاد شریعت میں پر رجز پڑھا رہے تھے۔

وَاللّٰهُ لَوْلَا اللّٰهُ مَا كُنَّا	وَلَا تَصَدَّقُوا	وَلَا صَلِّتُمْ
فَالْوَلَدُ	مُسْكِيَةً	وَلَيْتَ الْاَقْلَامُ اِنْ لَا قَلْبَا
اِنْ الْاَوَّلَىٰ لَدِ بَلَىٰ	حَلْبَا	لَا تَوَدُّوا طَبْعَةَ اَيْتَا

اور اس نے "توئی کل ایب ایب" وغیرہ سے رات کو دو تار بولیں اور بندہ کے گھر سے
تھے۔ "۱۳" حضرت قحطانی فرماتے ہیں کہ ان حدیث کی راستہ و سبب (میں) سبب کی شریعت پر اس
طرح ہے کہ بعض کلمات میں سبب سے قصود اثر حاصل کا اہتمام ہے اور یہی نشانہ اثر حاصل مقصود
قد حضور ﷺ کا کلمہ "ایبنا" سے تکرار نہ جرم و بدصوت سے جس صحت کے اثر سے ہم سمجھ
مستند ہو جائے گا اور یہ حدیث جس طرح شریعت سبب پر مبنی "ان" ہے اسی طرح ہر ہاندہ
و بدصوت بعض کلمات و تکرار بعض اجزاء عام جیسے اللہ جوں تکمیل جملہ پر بھی تھا وہاں ہے مگر آپ
سے صرف ایک جہ میں "ج" کا جو کہ معمولی سے (یعنی دینا) تکرار کر دیا جوں شرک کے جو کہ حال سے
(یعنی "اد اودوا" صفت سے بھر) اس کے مثلاً سے تکرار "اد اودوا" معمولی کا جوں حال حال کے (۱۳۲)

۶۔ ذکر جبر کی مشروعت

حضرت قحطانی سے جبر کی شریعت و حدیث اہل دار سے ثابت ہوا ہے حضور ﷺ سے
سبب میں اختلاف کے دوران لوگوں کو قرآن پکار کر پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا "الاکلمک بما سمیٰ وہ
فلایؤدیس بعضکم بعضا ولا یفرع بعضکم علیہ فلیکلموا فی الصلوٰۃ" (تم میں سے ہر شخص
اپنے سبب سے جس صراحت کر رہا ہے اس میں ایب اور سے و پیشاں مت روئیں تو آپ پائے میں و
دار میں ایب اور سے پر آواز مت بلند رو۔ حضرت قحطانی ان سے عبارت کرتے ہیں کہ ایک تو در
جبر کی صفت شریعت سے دور ہے کہ ان کی شریعت مشروط ہے کہ کسی کو چاہے "اور توشیح"۔
اور اصل یہ ہے کہ عبارت مقصود تو کتب و سبب جبر کی عبارت کتب صرف کی میں بعض
مضامین میں "سبب کتب" تفسیر (اسان) "ویر ویر" کی "ویر" پر پڑھتے تو ایہ "سبب" سے جو
معرفت ہمیں ہوتی ہے "ویر" صفت سے "ویر" شدہ ہے "ویر" اس وقت اتحاد صراحتی ہے۔ "ویر"
کہ اگر ملائم و مضامین دونوں قسم کے عذر ہیں۔ ہوں تو فی سبب جبر "ان" سے "ویر" تو حادث ہے
اصنیت لفظ کی معلوم ہوتی ہے۔ (۱۳۳)

ہو گئے جب انہوں نے چاہا تو ایک ایک نور ہر ایک ساتھ ہو گیا۔ (۱۳۸)

اگر یہ مقام پر حدیث مسلم سے استدلال کیا ہے جو اس پر ہے۔ اس میں اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ وہی نور ہے جس کی یہ چاہا ہو گی جس سے "اور میں جانب سمندر ہوں، تو ان سے جس کی ہاں ملتا ہے آپ سے فرمایا کہ قیامت قائم ہو۔ ان کی سب تکلیفیں شہر پر تھیں، ان کی آسمان ہوا۔ یہ کہے کہ "ہر ایک جب ان سے کہے تو۔ انھیں سے لڑیں گے اور نہ جرح پھیلے گی صرف ان سے کہیں گے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ہیں (ان سے لڑے) ان میں شہر کی وہ جانب ہے کہ ان کی جو مسجد میں ہے پھر وہاں سے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ہو ان کی دوسری جانب بھی ہے کہ ان حدیث سے تحت ملنے میں بھی مغزول امشب وہاں سے راست سے منکر ہوتے ہیں۔ حدیث میں ان کی آسمان کی یہ تین راستہ کی خبر آئی گئی ہے جو ان سے صادر ہوگی۔ (۱۳۹)

۹۔ ثبوت کشف، کشف قہور و فیض باطنی از اہل قہور

حضرت قمرانی نے مختلف حدیث مثلاً حدیث مردی: اقفوا قراۃ التومس فاتھ یظهر سورۃ اللہ (۱۴۰) میں فرماتے ہیں کہ وہاں سے اور سے ملتا ہے (۱۴۱) حدیث ان للہ تعالیٰ عبادا یعرفون الناس بالتومس (۱۴۲) (مرد سے بھیجے گئے ہیں کہ وہ لوگوں کی حالت) کو درست سے پہچان لیں) سے کشف و حجاب ہے (۱۴۳) ان سے ساتھ ساتھ حدیث ان میں عباد سے یہ بھی حدیث ہے کہ ان کی طرف و بھی کشف کائنات و شرف حاضر ہو سکتا ہے ان سے یہ علامت وایت کی ہے۔ ان میں سے قصہ میں ہے۔ قصہ حقیقت ہے کہ فرمایا کہ میں نے یہ بات اس میں پہچانی ہے۔ (۱۴۴) کہا ہے) دوسری روایت میں ہے کہ آپ سے یہ آیت ان میں سنی۔ اور تعالیٰ السماء بہ انھیں میں (۱۴۵) ان میں عباد نے کہا کہ وہ ان میں رہیں گے آپ سے فرمایا میں وہاں رو تو اپنی اس حیثیت سے آگے نہ بڑھے گا۔ (۱۴۶)

اگر یہ مقام پر آپ سے کشف و حجاب سے بھیجے گئے ہیں کہ وہاں سے کشف کائنات کا یہاں سے (۱۴۷) حضرت قمرانی نے ایک حدیث سے کشف قہور کے وقوع کو بھی ثابت فرمایا ہے۔ حدیث ترمذی میں ہے کہ ان کی صفوں سے یہ عباد میں یہ قہر یا انکا اور ان و معلوم ہے تھا کہ یہ قہر ہے ان میں یہ قہر معلوم ہوا جو مبارک اللہ ہی بہہ العکف (۱۴۸) جو رہا ہے یہاں تک کہ ان کو ختم کیا وہ صفوں میں انہیں سے پابان سے ان و ان کی حریت و کی۔ ان میں اللہ

ﷺ سے فرمایا۔ یہ سورت حضرت سے وہی ہے جو سات بیات پہ وہی سے یہی مردہ کو زندہ کرنے کی سے نجات دیتی ہے۔ (۱۵۹)

۱۔ شکر و صحو و قلب حال

صویر سے نوالہ میں سے کی درد میں لی طہ و طہی کا نام میں اختیار کا اٹھ جانا کر ہے۔ اس تمہار کا جو: "کلمہ" ہے۔ (۱۶۰) بعض صویر سے سر کی حالت کو کو پہ نصیحت دی ہے کہ اگر اس میں غریب و غریب بیات و مشاہدات اور درد و غم سے سہاگہ پڑتا ہے مگر ہوں ہی حالت میں غلطی سے قلع کا بھی انکس سے اس سے اس قیام و صحو۔ جس کی حالت سے بعض ہوں لی کی الی سے ساتھ ہے (۱۶۱) حضرت قہر سے اس حالت میں پر بھی طہی پہنچی ہے مگر وہ جب حال سے سبب معذور ہوتے ہیں۔ آپ سے "الکشف" میں حضرت عمرؓ سے واقعہ سے بھی استدلال کیا ہے جو صحیحین میں ہے کہ جب حضور ﷺ عہد رس کی ماہ جناح سے لیے گئے ہوں تو حضرت عمرؓ سے آپ کا پناہ بخو تو یہ کہ آپ کو اس پناہ پر سے منع فرمایا ہے اس پناہ سے فرمایا کہ یہ سے بچنے کی میں اختیار دے۔ اس میں حضرت عمرؓ کو جس فی اللہ کے قوی دروں سے پناہ میں اس میں ہوا کہ ان سے اس طرف القوت نہ ہوا کہ میں روح اللہ ﷺ سے قوال و قوال یا "علاء" رہا ہوں جو معذور غریب سے مسجد سے سو بھی حالت میں شارع نے معذور رکھنے پر جب حالت کو میں سے تو حدیث میں آیا ہے کہ بعد میں تجھ و اپنی جرأت پر تجھ ہوا اور نام ہوئے۔ (۱۶۲)

حضرت قہر سے ایب کا میں یہ بھی خبر میں ہوتے ہے حتیٰ کہ دنگہ یہ بھی آپ سے یہ استدلال حدیث ترمذی سے یہ ہے جو اس باب سے مراد سے حضور ﷺ سے شاعر فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ سے فرمیں و حق فرماد تو وہ آپ کا کہ میں میں اس میں اس پناہ کی معذور پر بھی ہوگا اس سے اس پناہ سے میں۔ حضرت جبریل فرماتے ہیں "یا محمد لو راہی و یا احمد من و علی البحر و انہ فی فیہ مخالفہ لی مفرکہ الرحمة" حدیث کی تو میں میں آپ نصیحت میں فرمایا یہ کہ عارفوں میں کا بعد انہی شرط سے قلب پہ ہے کہ وہ وقت میں آپ کا یہ کہ تو رہا سے یہاں میں ہوتے اور ان وقت میں آپ کا یہ کہ تو عارف قلب کا لی تھا، جو اس سے اس سے میں سے یہ سبب خبر سے قہ اور سبب اس طلب کا غایت سبب کا بعض فی اللہ تھا۔ (۱۶۳)

۱۱۔ عقلیات

بعض صوفیہ سے نکلے یا بنا حیدر عالم میں بعض عینہ کلمات منقول ہیں جن کا طالعی عنوان موبہم
مستش ہے "اثر شریعت پر منطق کبھی ہوتے ہیں عقلی" "ان پر جاتا ہے اس قسم کے کلمات مختلف
ادکار صوفیا مثلاً شیخ داؤد سہلانی انیسویں صدی کے مشہور منطق سائنس دان عبد اللہ تہسینی "شیخ ابوالحسن حرکانی
امجدیہ سے منقول ہیں (جیسے ان پر یہ منطق کا مشہور عقلی تسبیحی ماعظم شانی "علاقہ کا فرق
"الاعلیٰ" عقلیات کے متعلق بعض صوفیہ سے قاف "و حست و ترجیح دی ہے اور لایزال سے تاویل
و تہیہ لوگ ان جہوں امجدیہ سے ان تاویلات و تفاسیر میں مستند دیا ہے۔" "عقلیات
تفاوتی نے ان کے حقائق معقول مسلک اختیار کیا ہے۔

پہلے سے یہ عالم میں منطق سے بڑھ کر عقلی سے محدود ہوئے اور ان پر محدود ہوئے
و مختلف ماریٹ سے ثابت یا مثلاً حدیث برحق "اللہ افرج یسود علیہ العلوم من رجل من لم یحی
من حویہ الی قولہ) فاذا احلہ علیہ علیہا "ادہ و شریہ ثب قال اللہ اب عبدی و داریک حطاً
من شدة الفرج" (اللہ تعالیٰ اپنے موتی بندہ نے تو اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے
جو کسی پھل میدان میں لٹکی ہوئی ہو "جو اسے تو پتہ تو پتہ ہواں کا اوس نہ پائے اور بہار
پہ لٹاں ہو یہاں تک کہ جو خوشی نے دیکھی ہو اسے اسے آواز ہو نہ اپنے مقام پر آجائے
اور اس میں آنکھ لگ جائے پھر آنکھ مٹنے سے بعد اسے یہ دیکھتے ہیں کہ ان ہادی کا جانور اس سے
پاس لہرے اور اس پر اس کا سماں حور و دل موجود ہے جس (خوش خوشی میں) اس سے اس سے
بہ نکلا کہ اسے اللہ تو یہ بعد اسے اور میں تیرے پاس ہوں "ادہ خوشی سے عقلی نہیں۔ حضرت
قدوسی فرماتے ہیں اس حدیث میں اس عالم کا اس کی نگہ سے معجز ہوتا ہو "اس پر محدود ہوتا
ثبات ہوتا ہے بعد اس سے عقلی سے بعد اس پر انکسین فرمایا گیا۔" "۱

اسی قسم کا استدلال آپ سے مشہور واقعہ الحک سے بھی کیا ہے جو صحابہ میں موجود ہے کہ جب
حضرت عائشہ نے بت قرآن مجید میں "ان ہوتی تو انی ادہ" سے ماخوذ "مصور خطبہ کے پاس
جاوے تھیں کہ اللہ میں جو رہا ہے اس پر ہواں کی "اسی دیکھتوں سے کسی کا شریہ"
یہ فرمایا۔

اسی سے یہاں "تہیہ" ان فرمائی حضرت قدوسی نے رجب حضرت عبداللہ کا یہ ہوا
(عقلیات) کے قیاس سے جس کا مثلاً یہ حاصل حسیب سے شدت علم سے "یہ کہ خود جناب میں

متوں میں بھی ایسا ہے۔ شریعت و عہد محمد میں اس معاملہ میں مشوں و مزار تھے اور حضرت مہدیؑ کو اس تہذیب کی علامت تھی اس کو یہ قتل تھا۔ انہوں نے آپؐ کو بھی شہ سے ہٹا دیا۔ اس سے اس کو بڑی تباہی ہوئی اور یہ جو آپؐ اس سے صادر ہوا پختہ مصر کی تہذیب سے اس کا انکار نہیں کر پایا اس لیے حدیث سے اس طرح و اصول کا مندرجہ ہونا ثابت ہو گیا۔ (۱۳۳)

۱۲۔ قبض و بسط

صوفیہ نے ہاں محبوب کی نگلی ہادی بھی تیار محنت و استقامت سے وارد ہونے سے قلب کا قوت ہونا یہ بھی مصلحت سے وارد ہے کہ انقطاع قبض مانا ہے۔ اس حدیث میں حالت طہ ہے یعنی تہذیب طہ و عقل سے وارد ہے۔ قلب کو سرا و وحشت ہو۔ (۱۳۴) حالت قبض و بسط سے ذرا بڑھ کر حضرت قہوں سے اس میں صحابہ و ائمہ کے امتداد کے فوائد کے جو کچھ میں حقوں سے۔ یہ صحابہ و ائمہ ایک میں پیچھے آگئے تھے (اس کی طرف قرآنی آیت و علی اللہ الدین خلفو حتی اذا صلب علیہم لا ارض معارضہ و صلب علیہم انفسہم) (۱۳۵) اس میں شریعت سے حضرت قہوں کے رفیق اس تہذیب صحابہ کی حالت نگلی بھی قبض کی ایک صورت تھی جس کا جب قوت ہو تو یہ کسی حد تک تیار جاتا ہے اس کی حالت و اس قہ میں "صوبی درص و صوبی نفس" سے بھی مراد آگیا ہے اور یہی واقعہ میں ان حضرات پر قبول تو یہ کے بعد حالت طہ بھی وارد ہوتی ہے یہی حدیث میں مصرح ہے جس کا کوئی اثر بھڑکواچہ تمام لباس ہجر کر دے دیتا ہے۔ (۱۳۶)

حالت قبض کا ثبات آپؐ سے ۱۲۶۶ھ کے واقعہ سے بھی پتا ہے جو عیسیٰ میں حضرت عارف سے ہوا ہے۔ اس میں ان کی تہذیب (۱۳۷) بڑھتی ہے جب کہ وہی میں تو یہ ہو) اس وجہ معلوم ہوئے کہ محمدؐ نے حبیب کی دین مادیہ کے تشریف سے آئے۔ یہ وہی کی بلندی ہے۔ (۱۳۸) جہاں یہیں ۳ حبیب کی پیدائش ہوئی ہے۔ اپنے و مزار کی طرف سے چہیت بہ علی حبیب نظام آپؐ و نقل آتے اور مراد سے محمدؐ (مضمون مست ہر) آپؐ سے اس میں کی تھی کہ آپؐ نے قلب و سلطان ہو جائے اور کی عمر جاتا۔ (۱۳۹)

۱۳۔ انقطاع مرتہ

صوفیہ نے اس میں طہ و حبیب قلب، طہ و اس طہ میں طہ و طہ و طہ و طہ (۱۴۰) مشہور ہیں اس کا کیا جاتا ہے حضرت قہوں سے یہی انقطاع ہے۔ اس سے اس کی تہذیب کی حدیث کی تہذیب سے ثابت ہے کہ اس سے اس کی علامت کی طرف اشارہ ہوتا ہے

"ثم وضع يده على ناحية أبي معذورة ثم امرها على وجهه من بين لدايه ذوقه
 ليخطف من بين يديه على كعبه لم يلبث يد رسول الله ﷺ مرة أبي معذورة ثم قال
 رسول الله ﷺ "بارك الله لك وعليك" ابن ماجه باب البر جميع في الاول
 (یہ تصور تقدس ﷺ سے اپنے دست مبارک اور مقدس ان کے قدموں پر رکھ کر کے گئے
 صدر پر رکھا اور ان کے چہرہ پر سے "راہِ اسرار" سے کہ ان کے
 دواں پستانوں سے زمینوں سے (بوتا ہوا) اور دوسرے سڑ پاؤں سے انوں ہاتھوں سے
 زمینوں جو جسمانی سطح کے ان سے کٹا ہوا ان کے جگر پر (خاک) پر تصور تقدس ﷺ کا
 دست مبارک اور مقدس دلی ہاتھ پر پہنچ کر انوں ﷺ سے شام نماز تک اللہ تعالیٰ تمہارے
 لیے ہے اور تمہارے اوپر برکت فرمائے۔)

حضرت قناتوں کے یہاں ان کا خاص خاص تعلق جسہ ہاں کے بعض بعض حرم سے
 ہے اور کو اصل دلیل ان خصوصیات کی شہد سے وہ وہاں پر مقیم بھی نہیں ہیں جبہ محتاجات
 میں یہ حدیث ان مقامات کی طرف ان طرف مشیر رہی ہے کہ تصور ﷺ سے دست مبارک یہاں
 رہنے کے لیے ان کی خاص مقامات پر پھر پھر سب کی عارضی سویر و سرودی ہاں ہے کہ ان
 مقامات و کابیت عمارت میں اہل مقامات پہنچنے کے "تپ" سے صدر یا ہاں سے جب تو ترجیح
 طرہ ہے اور "مقام کا ایسا یا تو اس تعلق کا واقع ہوا حد درجہ کی خدمت سے اور بعد الظہر
 اشرف کے اس پہنچنے کا مقام پر قریب ہی خاص حدیث میں ان لطائف کے ان خاص خاص اجزاء
 جسہ ہاں کے ساتھ "تپ" سے رہا یہاں خاص خاص سے بعض کا ہاں تو خصوص میں بھی حد درجہ
 جسہ روح قلب اور ان کے بعض کا یہ حد درجہ سے جیسے ہر جگہ "جلی" اور بعض سے ان کی
 حد درجہ کے ہاں کے ہے تا حد تک مختلف ہاں جو قریب قریب سے ہے۔ (۶۸) میں نے ملادہ
 لطائف بہ مستغنی و تثنیٰ مختلفہ۔ حد اپنے زمانہ "اللطائف من اللطائف" میں بھی لکھی ہے۔ (۶۹)

۳۱۔ تجرد و ترک کا احاطہ بصلیہ

صوفیوں کی کثرت کا ان کی صحبت و قریب ہے مگر بعض صوفیہ نے ترک کا احاطہ یا قریب کی صحبت
 پر بعض مواہب سے استدلال کیا ہے مگر تقدیر ان سے ان کا بیٹ و اوسوٹ قریب رہا ہے۔ (۷۰)
 حضرت قناتوں کی صحبت اور ان سے مسواں ہونے سے قائل ہیں مگر ترک کا احاطہ سے جو رہا
 بھی انھوں سے (۷۱) کی حدیث سے استدلال کیا ہے جو انھوں نے صاحب الشیخوں سے سنا ہے۔

حدیث کی تفسیر میں کہتے ہیں۔ "اگر اہل اہل نبی حادثہ ہی کے لئے عقل سے غلط ہو رہا ہے اور گوشہ نشین سے جیسا کہ حدیث سے کہی جا رہی ہے۔" یہ واقعہ میں اہمیت رکھتا ہے۔" اہل حدیث میں اس سے بھی بڑی طرف بھی شہداء یا نہ جب غلطی میں ختم ہوا ہے اس کی پہچان حاصل کا ہوا اور کسی پر قیوں یا جہالت کا حصول طور میں الحلقہ و دہ سے حدیث ہوا ہی نہیں ہے اشارہ بھی ہے کہ جس شخص سے خبر و اطلاع عام و دو متفق ہو اس سے یہ غلطی حاصل سے چنانچہ مومن ہمارے و صاحبِ امت سے اہلِ ایمان، یہی علامہ ہے تحقیق کا مسئلہ کہ جس سے کہ جس شخص سے مسلمانوں کو نقل پہنچا ہو اس کے لئے بہت بہت ہے۔" جس سے نقل متعلق ہے۔" اور ہرگز میں احتمال ضرور یا ضرور کا ہو اس کے لئے غلط ہے۔" (۱۶)

۱۶۔ وقارِ کلام صوفیہ

حضرت غلامی سے اپنی متعدد تصانیف میں صوفیہ نے فکر و اثر میں موجود کام کی تائید و توثیق کی ہے۔ "الکشف" اور "الکشف" کے علاوہ اس موضوع پر "مکمل سواد" آپ کی دیگر تصانیف "کلبہ مشوی" "عزراں حافظ" "السنہ الطریقی فی ترویج اہل العربی السنۃ الوجیبہ فی الوجیبہ" "لطیف" وغیرہ میں موجود ہے۔ ان سے ساتھ ساتھ خلافت شریعت اہل و احوال کی تاب و امت کی روشنی میں ترویج بھی آپ نے تحریروں میں جگہ جگہ کی ہے۔

حضرت غلامی سے "السنہ الطریقی فی ترویج اہل العربی" کی اصل سہ میں اہل طریق کے کام کے متعلق حقائق معلوم ممکن و حاصل کی ہے۔ کہتے ہیں کہ

"اہل حضرت میں قیوں سے حالات عام ہیں وہ غلط اہل حالات سے ملاحظہ تحقیق کا حسن نہیں بھی ہے اہل صیغہ سادہ حسن عقائد کے اور ان سے کلام میں کُری و ملی اور عام خلافت سادہ مفسر پہلے تو اپنا اعتقاد ان کے موافق ہے۔ مگر یہ وہی ہے جس سے سائے نقل کرے۔ یہی تاویں کا مطالبہ خود سے حسبِ نکتہ کی شکل سے ہے۔ چاہے یہ نکتہ اپنی عظمت کا تصور عام ہے۔ یہ تاویں نہیں ہے۔ یہ عام سے وہ خود اہلِ ایمان کے لئے ہے بلکہ اعتقاد تو سادہ، مفسر کے موافق ہے اور ان کلام میں اہلِ ایمان نہیں ہو تو تاویل سے دور۔ یا جب حال یا ممکن ہے یا نہ ہے۔ یہ حق ہے۔ یہ انہماک سے یا شکل کتابت کے اس کو ملاحظہ حق کرے اور یہ جگہ اعتراض اور گفتگوئی نہ کرے۔ یہ وہی وہی ہے۔ یہ نئے نئے شریعت سے ہے جو حق ہے چاہے یہ معذور ہے۔ ان سے خود غیر متعلق ہے اور

ہی ہے کلام میں اس سے وہ ایسا اور عقول نہیں صرف بعض مرد عقول میں ہیں کہ
 اہل دینی کتب سے اور تفسیر عاقل اصطلاحات میں کی ہے وہ اس دوا سے ہوا
 دہل ظاہر ہے ہر دین میں اس نے اس کلام کے معانی شریعت سے کہ یہ کتب بعد میں
 کر کے کو حد میں اس سے بھی کہے ہوئے ہیں کہ اس سے اس دینا تعلیم رہا
 چاہے اور کتابی سے یہ عاقل کا جواب ہے بہت جو عقول یہاں ہی محقق ہوا اس واقع ہے
 کہ اس پر مطلقاً نہ کرے خواہ وہم و گتہاوی تک غلو ابطال تک۔ (۱۷۷)

حضرت قاضی نے اپنی تحریروں میں کی مکتبہ کی کتاب ہے۔ ”پہ عشق و مولیٰ سے کلام
 ی جو حد و ملازم کا تحفہ ہوں۔ وہ کتابیں جو آج کل کے پڑھنے میں کتابت و عشاق سے کلام
 میں موت کی کتابت عقول سے جو حد و ملازم شریعت معنی سے یہ کتاب حدیث صحیحہ ”لابتغی
 احمد کم الموت علی حدیث“ (تم میں سے کون نہیں موت نہ تھا۔ اسے کی تکلیف سے سب جو
 اس پر نازل ہو) حضرت قاضی نے یہ کتاب حدیث میں سر امایہ کی حد سے اس کے خلاف
 شریعت سے کہ شریعت ہو جاتا ہے کیونکہ یہاں فی حقیقت ہے کسی ضرر سے خلل ہونے کے ساتھ اور
 جہاں یہ قید۔ ہو یہ کی بھی نہ ہوگی جب تک وہیں نہ ہوگی نہ ہو۔ اس حضرت کی کسی عقل
 شوق الی لقاء ہوتی ہے لہذا خلاف شریعت نہ ہوگی اور یہ ایک حائل ہے جو آحاد ملت سے ہے اور
 بعض پر حیرت کا ظہور ہوتا ہے وہ مانع نہ ہوتی ہے۔ (۱۷۸)

یہ حدیث بخاری سے آتا، موت نے شیوہ کی اصل و حیرت یا اسے جو حضرت سے
 مراد ہے۔

لما طعن حرام بن ملحان یوم بنو معرون قال ای اخذ بالدم حکما فصحه علی وجهه
 وراسه لم یال فرقت وروى الکتاب

”جب وہ اس شخص کو دیکھ کر معرہ میں نہ دیا تو فرخت ہو۔ اس کو ملحان سے
 اپنے پر اور اس پر ہر کا ہر نہ اسے حرام بن ملحان سے نہ ہوئی“

اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں کہ اس قول اور فعل سے عاقل معلوم ہوتا ہے کہ اس کا
 اس ماحول موت کی شدت سے تھا اور شریعت قاضی کے حصول پر شدت سے غفلت ہونے پر
 عاقل عشاق سے کلام میں اس سے دوسرا اس کا مضمون یہ ہے جو وہ اس دینا اس مضمون کا
 لکھتے ہیں۔ (۱۷۹)

بعض صوفیہ کے کلام میں بعض مومنین پر مہر کا اطلاق کیا گیا ہے مثلاً
 کمر است در طریقت ماکینہ دانش
 آئیں دینہ پند تیرہ دانش
 ہر آن کو داخل الحق یکہ زمان مست
 در آن دم کار مست ہا کہاں مست
 ان مضمون پر تا یہ میں مسلمہ حدیث پر روایتیں یا تہیں ہیں نہ جھگڑے ہوئے
 "بین الرجل و بین الفسک ترک الصلوۃ"
 (اولیٰ اور فسک کر کے درمیان نہ ترک صلوٰۃ ہے)

اس میں نہ صلوٰۃ و نہ ترک کیا ہے نہ آپ سے یہ جو توجیہ حدیث میں ہے وہی ہے
 کے کلام میں ہے۔ (۱۸۰)

۱۷۔ خداداد معنوی کے ساتھ حیات کا اثبات۔

حضرت تھانویؒ نے قیام حدیث سے اس پر بھی مٹاؤں کا بھی خدا سے کسی نے صرف خدا سے
 معنوں پر جو رہے نے مکاں و حیات نہ ہے اور یہ حدیث متروک یا ضعیف حضرت ابن عمرؓ سے
 تخریج کی ہے

"طعام المؤمنین فی ریح الدجال طعام الملائکہ النسیح و النقیس خمس کماں منقطعہ
 یومئذ النسیح و النقیس انھب اللہ عنہ الجوع"

اٹل مومنین کی غذا دجال کے دن ہے۔ میں (مہربان) نیچ و تختاں ہوں سو میں نقص کا کام
 اس روز نیچ و تختاں ہوگا اور تعالیٰ اس سے بھوک کو داکل کرے گا۔

نہ آپ سے ایسا روا۔ اہل کفر و کفری دین سے ثابت نہیں ہوا بعض یہ کہتے ہیں جو اس قسم
 کے واقعات منقول ہیں۔ ان میں اعتبار کی کوئی وجہ نہیں۔ (۱۸۱)

۱۸۔ مشائخ کے مستحکامات و آثار سے حرکات کا ثبوت اور شرائط

یہ کہیں سے مستحکامات و آثار سے ثابت حاصل ہے کہ مضمون صوفیہ و مشائخ سے ان عام ہے۔
 حضرت قیام سے متعدد حدیث ہے ان کا ثبوت قیاس یا ہے۔ البکشیہ میں اس مضمون پر
 ردی کی روایت ہیں "قہر فی کے کہ نسو جھگڑا میرے یہاں نہ رہے ہے یہاں مقب لگی ہوں تھی
 دیکھتے سے کہے ہو۔ چل پناہ میں علمی اور افتادہ چلاؤ گا ت یا (تہ سے ہے) اور رہیں
 سے تھا اور یاد دینے کے۔ میں سے ان چہ سے کا ایسا چھوٹا سا مشیہ دینا یا کہ ان میں بہت سے

ہیں۔ یہ سب معادلاتِ مابہ متہ وائے سے لے کر ان میں شرط یہ ہے کہ جہاں شروع ہو جس میں احکامِ الہیہ ضابطہ نہ ہو۔ یہ شرط کی وضاحت میں مزید فرماتے ہیں کہ "ان آثار و تحریکات کے ساتھ ولی معادلاتِ طبعیہ شروع ہو جائے مثلاً ان میں عید - سرن - چاہے - یعنی ہوں جی رہا ہوں - لکھی جائیں (جیسے شجرہ و عہدہ نامہ) ان تحریکات کی تہہ و ثانی جائے جہاں خدایات سے اس بات کا حقوق لے لے لیں اور حق۔ ان سے ہے جہاں آئندہ - یا جہاں عہدہ آئندہ سے ہے شرط یہ ہے کہ معصوف قربت ہو اور یہ معصوف معادلاتِ نوریت میں تقسیم میں ظنون کا جائے جس سے شرک و بدعت کی بدعت بنائی جائے۔ یہ قسم کی لہانہ کی جائے۔" (۱۳۲)

(۱) احادیث کی روشنی میں تصوف کی تطہیر و تنقیح اور حجابانہ تصوف و رسومات کی تردید

حضرت تھانوی سے تصوف و تقویٰ میں رشتہ کی طرف سے کیا ہے اور دعوت اور خلاف ملت
حوادث اور جو بعض جہلاً یا پیشہ در تصوفین سے تصوف سے ہم سے معاشرے میں مروا کر دی گئی تھیں۔
پھانٹ کر الگ کیا گئی تھیں تو ہم پر اپنی شخصیت پرستی، قہر پرستی، چلے گئی، مراقبات، و قیام، بیعت،
خواب، میثاق، مکاشفہ، صاب و قشرباں اور دیگر غیر معقول اور بدو دعوت پر جی حاکمانی مداخلت
جو صدیوں سے چلی آ رہی تھی اس کی اصل حقیقت واضح کرنا اور ان کو تاب و صحت کی سونے پر پار کر
فیصلہ دینا کہ اس میں سے وہی چیز صاب و صفت سے ثابت ہے اور وہی غلط ثابت ہے اس کی مسوولیت ہے
اور اس کی غیر مسوولیت۔ ان کا مقصود یہ تھا کہ اور غیر مقصود وہ ہے کہ آپ کے تصوف کی علمی و تحقیقی
کے درجہ سے اس قسم کے صاحب اور سمجھانے کے چاروں طرف سے اس طرح کے طریقہ سے پائے
معتدل مسلم پیش یا یہ ثابت ہوں کہ آپ سے جو یہ علمی کیوسات کا اور بہت دقیق
سے اس سلسلہ سے متعلق چند حقیقتیں وہیں میں پیش کی جاتی ہیں جس سے ان تصوف میں آپ کی
تقدیر کی مسابقت کا بھی اندازہ ہوتا ہے اور جو آپ — بھی سونے اور دھندلے کی افق کا بھی نئی ثابت

۔ تحریف کی حقیقت اور اسی کا علامت ولایت ہے ہونا

[illegible]

کہتے ہیں کہ حضرت تھوڑی سی شے تو صرف دینی دینی ہے جو مصلحتوں کی طرف بھی اشارہ نہ کیا
 سے مثل ایسی مصلحت یہ ہے کہ اس کی حالت سے حال سے فوری رہا ہے اور لکھنا نصیب و مصلحت
 ہو جاتے ہیں اور اس کی وجہ سے بہت سے اعمال بھی ہوئے ہیں اور ہوتا ہے کہ حضرت دینی یہ ہے
 کہ حرام کی حالت پر اس کی طاعت لگتے ہیں اور اعتقاد میں یہ ہے کہ اس کی طاعت
 کے بعد اصلاح کا سہارا ہوگا، لہذا یہ ہے کہ مصلحتیں طریق سے ہیں مصلحتوں کی وجہ سے اس کا استعمال
 ہو رہا ہے اور صرف مصلحت سے رہا ہے کہ یہ مصلحتیں ہیں مصلحتوں کی اور طاعت طاعت اور خوش حالی
 کے سہارا ہے نہیں اس سے صرف و صرف یہ ہیں کہ یہ ہے کہ اس کا سہارا ہے۔^(۱۶۵)

۲۔ کشف والہام صحیح ہونے کے باوجود حجت نہ ہونا

حضرت تھوڑی سی شے و الہام سے ثبوت میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ ان الله تعالى جاداً
 بغيرهون الناس بالعلوم^(۱۶۶) (اللہ تعالیٰ سے بھیجے ہوئے ہیں۔ وہ لوگوں کی حالت کو
 قرابت سے پہچان رہے ہیں۔

اس کا یہ معنی بیان کیا ہے کہ وہ لوگوں کی داخلی حالت کو کشف والہام سے دریافت کر رہے ہیں اور
 حدیث القوا طرواۃ المؤمنین میں قرابت سے بھی مراد ہے۔ اس حدیث کے تحت مفسرین نے یہ مدعا
 میں تحریر فرماتے ہیں۔

”اس حدیث میں دلیل ہے بعض الہام و کشف نے صحیح ہونے کی وجہ سے شریعت میں اور الہام
 سے اس کا ایسا ثبوت ہے کہ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں باوجود اس (حجت) سے وہ حجت
 شریعت میں نہیں ہے۔ اس کی ظنی احکام مشہور سے یہ ہے کہ جو شخص یہ کا چاہے۔ اس مصلحت کی شے
 تارک ہو جائے مگر کامی سے یہاں ہو جائے ہوئے نے شہادت کیوں۔ ہرگز اس کا چاہدہ لینا
 کہ وہ واقع میں یقیناً اقل صحیح اور انتہا سے حق ہو کر حجت نہ ہوگی مگر کہ جو ایسے الہام سے
 ہے حجت۔ ہوئی چنانچہ اس پر وہی ہوگا کہ ایسے الہام سے سب نے ساتھ دیا۔ کے پس صحیح ہونا حجت
 ہو۔ مستلزم نہیں اس قدر زیادہ سے بھی پڑتا۔ اس حجت کے لئے یہ ہے کہ بعض و بعض ہوگی ہے
 کہ کشف و الہام کی حجت کا غرض یہ ہے کہ اس میں اپنے ہی ہے اور قرآن و معلوم ہوگا کہ اس میں حق
 کیا ہے (یعنی حجت نہیں) اور بہت سے ہیں جنہوں سے اس حق پر تسلیم کی ہو حجت“
 حق ہے اور حجت اور حق ہے۔“^(۱۶۷)

۳۔ مجاہدات اور ترک لذات میں خلو کی اصلاح اور ضرورت اعتدال

اہل تصوف کے ایک گھس (چند تہہ جوہرات صوفیہ کا مجموعہ) کی اصلاح "ناہب" ہے۔ اہل مجاہدہ گھس ضرورت سے "ہر" کا طریقہ گھس "مجموعات" سے گھس رہا اور جوہرات کی کمالیت پر اسے بھارت ہے۔

یہی ہے صوفیہ سے ہاں قلت عوام، قلت کلام، قلت مقام، در قلت فتاویٰ مع الہام فی اصطلاحات مشہور ہیں۔ اہل اصطلاحات کی ہے یہ عقل فکر کی نئی ہوتی ہے کہ اہل سے ہاں گھس لگی ہے "گھس" کا "تصور" پڑ جاتا ہے جو ہر "جوہر" یا "ہیساں" انسان سے ہاں پڑ جاتا ہے قدرت قہروں سے ترک مدت میں خلو کی سائنس پر حدیث ترقی سے استفادہ کیا ہے

اَنْ رَحَلَا اَتَى السَّبِي سَكَنَ فَقَالَ اِنِّى اِذَا مَضَى اللَّحْمُ اَقْتَصِرْتُ لِلْعَبَادَةِ وَ اَعْبَدْنِى شَيْئًا مِّنْ
فَحَرَمَ عَلَى الْمَحْرُومِ قَاتِلَ اللّٰهِ نَعَالِىْ بِاَيْدِى الْبَدَنِ مَعُوْذُ الْفَحْرَمِ طَيْبٌ مَا احْتَلَّ اللّٰهُ
لَكُمْ۔

(ایک شخص نے حجۃ میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں جب گوشت کھاتا ہوں تو میری طبیعت عموماً ن طرف مائل ہے اور میری خواہش مجھ پر غالب ہوتی ہے اس لیے میں نے اپنے اوپر گوشت کو حرام کر لیا میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اسے ایمان دلو اللہ تعالیٰ سے جس پر ایمان والوں کو تمہارے لیے طاف یا ہے ان کو حرام مس کرو)۔

اس حدیث کے اہل میں فرماتے ہیں۔

"بعض متقدمین بعض طوائف میں وہ شے مطلق گوشت یا مشا کات کا گوشت دیران طرح "کے" سیکے میں جس طرح حرام چیزوں کو "کے" میں یا میں سے "کے" و "کے" قربان میں اللہ متفقہ رستے میں یہ مکرر و مکرر "الذوالی الدین" و بدعت سید ہے اور جس "ربا بیت" کا اعلان کیا ہے یہ "ہاں" میں داخل ہے۔ "آیت" کا شان "ہاں" جو حدیث میں میں "آ" سے "ہر" "ہاں" کا مدنی "ہاں" کی مع میں جس صریح ہے۔ اہل مجاہدہ سے جو مدت "کے" کیا "ہاں" کا حرج "ہاں" سے زیادہ نہیں ہے، جس طرح بعض معاصرین طیب سے جب "میں" بعض "کے" سے پرہیز کرتا ہے "تہذیب" "ہاں" کو حرام سمجھتا ہے تو "ہاں" "کے" و عبارت جاتا ہے "کے" و "آیت" "ربا بیت" سے وہ تعلق نہیں صیبا بعض "م" نہیں

اس کے بھی منکر ہوئے ہیں۔ (۱۹۹)

بعض ناقدین تصوف سے حضرت عروسیؑ کی اس توجہ پر یہ اعتراض کیا ہے کہ جس حد تک صحابی سے گوشت کھانا پھرنا تھا (جس چیزوں کی طرف میں "جو پیش کس کا طالب ہو) وہی سبب یہاں تہذیباً سے صحابہ سے "کے بدعت کا بھی بیان کیا ہے۔ یہی حدیث ترمذی "لا یصلح العبد حلیفۃ لفلوی حتی یدع ما لا یصلحہ" (یعنی حلیفہ تہذیبی و فکری کا طالب ہو) کہ جس حد تک اس میں وہی حلیفہ ہو سکتا ہے وہی تہذیب کا طالب ہو۔ اس حدیث میں جب کہ قصہ یہ ہو کہ ان کے کھانے سے قوت بھیجی گئی روایت ہو کر مصیبت کا سبب نہ بن جائے۔ ناقد مہسویٰ کو اس پر تعجب ہے کہ عروسیؑ میں ریائی سے پیش نظر کسی حلیفہ کا سبب نہ ہو پھر دیکھو۔ اس تصوف کے لیے "مستحب بلا حلیفہ" جب مہسویٰ کے لیے وہی بات ہے جس پر حلیفہ کیے ہو سکتے ہیں؟ (۱۹۹)

حالانکہ صحابی سے جو پیش کس سے عروسیؑ کے اندیشے سے ساتھ ساتھ گوشت و اپنے اوپر حکام سے کا بھی ذکر کیا ہے۔

"لحمہ علی اللحم" اس لیے یہ عمل موجب تحییر بنا۔ حضرت تھوڑے کے نزدیک یہ رکھ کر اس صورت میں غلو، الزام اور بدعت یہ مانے کا سبب وہی نہیں گوشت دوسرے اس طرح "کے اس میں طرح طرح چیزوں کو رکھنا سے "کے بعض قوت بھیجی گئی تھوڑے کی بناء پر "کے لم بطور طالب موجب تحییر نہیں ہو سکتا بلکہ دوسرے مقام پر اسوں سے "اس عمل و موافق حدیث بتایا ہے اور حدیث (۱۹) سے جو یہ موافق مانا گیا ہے اس سے امتداد دیا ہے۔ "ایاکم واللحم فان لم یصلوا کھراؤفہ الضمروں اللہ یصلہ اہل البیاء اللحمیں (گوشت کی نشت) سے حلیفہ کی طرف سے کھانا اس کی خوش رکھی ہو جاتی ہے جب شراب کی طلب ہوتی ہے "اللہ تعالیٰ اسے کھانا دے گا وہ نہیں دے گا "گوشت کھانے کی عادت ہو جائے "اس کی توجہ میں لگتا ہے کہ "اس ترک کی مصیبت تفصیل قوت بھیجی گئی جو مٹھنی کی بعد بھی ہو جاتی ہے تب تو ان کا عمل صحیح اور موافق حدیث ہے البتہ کاد کا عروسیؑ مناسب ہے نہ صرف توجہ حلیفہ نہ ہو "اس کے ساتھ "چونکہ قرب لہی میں کھانا کھاتے ہیں تو بدعت ہے "آفتابیت و میردوں کا سبب سے تو عروسیؑ علی القیاس ہے اور "اس کا مثلاً "عروسیؑ و عروسیؑ "ترجمی و غیرہ کہتا ہے تو افادہ الہی ہے۔ (۱۹۹)

حضرت تھوڑے کی بدعت میں عروسیؑ سے بھی حلیفہ کی تفصیل نے کئی مثالیں دی ہیں اور ان کی

حدیث یوم یافا سے استفادہ کرتے ہیں۔ ان فہم احمد کہ من النبی فاستعملہ لقرآن علی لسانہ فلم یدر یقول فلیضطجع (جب قرآن سے وہ فہم کرتے تھے پھر (مذہب سے) قرآن ان کی زبان سے صاف نہ نکلے اور (وہ نہ سمجھتے) یہ تو قرآن ہو کہ یا ان سے نکل جائے تو ان کو یہ نہ جانا چاہیے تاکہ میرے آپ سے طہیث علی سرہانے اس وقت پھر پڑھا شروع کرے) آپ کے یہ اس حدیث میں ان لوگوں کی عادت ہے کہ تحصیل طعام یا تغلیل مقام وچھوڑ کر سبب مجاہدہ میں بہت زیادہ غلو کرتے ہیں۔ فوق سرری طرف بھی اذیت نہیں کرتے۔^(۱۹۱)

حضرت قدوسی عفتنی صوفیہ کی طرح "نہ" سے بجائے تغلیل کے کمال ہیں انہوں نے انگریزوں میں بھی جدا صوفیہ کے محبت کی خدمت میں ہی "حدیث" کی سے شکر لا حرام ولا رعام ولا مباحہ ولا بطل ولا ترہب علی الاسلام" عبدہ راق میں طہاں مرسلا (مس) (یعنی اسلام میں نہ ناگ میں نقصی پہنچتا ہے۔ تغلیل نہ ہے۔ نہ خدمت سے) یعنی یہ تعلقات علیہ قرین یقرین پھر ۱۲۔ قطع تعلقات کے اور نہ (نہ خدمت سے) آپ انہیں محبت دہمیت کہتے ہیں۔^(۱۹۲) انہیں جدا قطع کی یا نہ کی کی مشقت سمجھنے میں اور قادر ہونے سے باوجود اس سے سرری کی توجہ نہیں کرتے۔ آپ سے خولی الدین قرمر کہتے ہیں کہ حدیث دہلی یا غولہ لا نصیری علی سر ولا نصیری علی ہود" (اے سر ہود ہاں ہوتے ہوئے) نہ کی کا جواب اور نہ ہون کا) سے محبت میں عدم علم پہ استعمال کرتے ہیں۔^(۱۹۳) آپ مہاں میں وہ وضو کی ہے۔ پہ مستحب قرار ہے ہیں مثلاً حدیث نہی فی المصعب "الہو والعو" فاسی کر دے پوری ہی دہمیت عظمہ علی المصعب بن عبد اللہ بھی (پھر انہیں وہ بھی یا نہ کی) میں نہ کی پسند نہیں کرتے۔ مہارے میں میں ختمی بھی جاتے)۔^(۱۹۴) اور حدیث قدوسی روح القلوب صاعہ فصاحہ (قوی کوئی غولہ) سے (ا) سے طہاں کی تہیت میں محبت و ریاضات سے ساتھ اس کی خدمت جسمانی و قلبی سے دکان کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔^(۱۹۵)

۳۔ تغلیل طعام اور اس میں اصلاح

حضرت قداوی سے تغلیل طعام و صوفیہ کی عادت بتاتے ہیں اور ان کی صحبت پہ حدیث "اداء کل حدکم الطعام منی حوالہ مور" (یعنی) (جب قرآن سے وہ فہم کرتے تھے میں تغلیل کرتا ہے تو ان کا پاس وہ سے پھر جاتا ہے) سے سناں یا ہے۔ "آپ قیمت سے وہ پھر مرا" چہتے ہیں میں میں سناں ان سے حقوق مطلوب سے ہوا وہ حقوق سے ہوں و حقوق انہیں ہوں نہ کر۔ ہو جائے۔^(۱۹۶)

خوارق کا ظہور علامت ولایت میں

عالم میں ایک بلند علمی یا بھی پائی جاتی ہے۔ علامت ولایت ہوتی ہے۔ ظہور و برکت اور ولایت کا راز کھل جاتا ہے۔ حضرت قنوی سے یہ ترقی علامت کا ظہور تو جو کتب اور ساجوں سے بھی ہوتا ہے اور امت میں بدستوران ہے۔^(۲۲۸) خوارق نے علامت ولایت نہ ہونے پر آپ کا استدلال حدیث دہل سے ہے جو بخاری و مسلم میں آئی ہے

فيلول الدخان اربعين يوما فلبس هذا ثم حينئذ هل مسكون في الامر فيقولون لا يقبضه

ثم يحميه^(۲۲۹)

اسب جال آئے گا کہ ہے گا۔ میں اس شخص و کتب میں کا پھر اس کو دور وں تو یا تم میرے معارف و کتب میں شیعہ کے وہ جو کتب میں سے کہ نہیں ہیں وہ اس کو قتل کر دے گا پھر دیکھ کرے گا)

فرماتے ہیں دجال سے زیادہ کون گروہ ہوگا اور مہمیت سے بڑھ کر کون سا امر حارق ہوگا باوجود اسے بڑے حارق کے صادر ہوئے کے دجال سے گروہ ہوئے میں سے شیعہ ہوتا ہے۔^(۲۳۰)

۶۔ ترک سیلاب کو نماں سمجھنے والوں اور سوء تدبیر پر توکل کی مذمت

حضرت قنوی نے اس موضوع پر ایک حدیث طبرانی کی نقل کی ہے

قلته لا يجهلهم ربك عروجل وجل رب بيتا حرمنا وجل رب على الطريق السبل و
وجل اوسل فانه لم جعل يدعو الله ان يحميه

ترجمہ: پورے کتب میں توکل کی یہ قبول نہیں ہوتا ہے وہ شخص جو میرے تبار (یعنی میرے مخلوق) میں (دعوت) میرے اور دعا کرے کہ میں حق میں جان و مال و محفوظ رہے اور یہ وہ شخص جو میں مانتا ہوں میرے (اور دعا کرے کہ گزرنے والوں کی دعا سے محفوظ رہوں) اور یہ وہ شخص جس سے آپ پناہ و (علا) چھوڑ دیکر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا شروع کر دے کہ اس کو قتل دے گئے)

اس حدیث کی عدم قبولیت نہ جو آپ سے یہ دعا کر دے کہ اپنے اطراف سے مواقع پر جو شرعی حکم ہے کہ اپنی جان و مال کی حفاظت رکھے چاہے رشتہ نہ

ولا تظنوا باللهك الي التهلكة^(۲۳۱) اور حدیث میں سے کہ اوت ہو دھو توکل رہا اور

۱۱۔ نلی تصرف مستقل من الشیخ

بعض نا اہل مصلیٰ سے یہ کہتے ہیں کہ شیخ پہنچا، شیخ نے فقہ و فقیہ میں ہوتا ہے حضرت
تھوڑے دن کی عمارت حدیث مدنی و مسند سے رستے ہیں۔ میں اس پر ہرگز فی قولہ تعالیٰ انک لا
تھدی من حبب طائی نزل فی رسول اللہ ﷺ حجت پرانہ حجتہ اطالب علی الاسلام (یہ بیت
رسول اللہ ﷺ سے معاند میں نازل ہوا ہے آپ اپنے بچے کو صاحب و مامور کی تمہید دیجئے گئے،
اور دو دنے کے لئے تھے کہ جب رس اللہ ﷺ سے فقیہ میں نہ ہوا تو "اور میں تو کا
کب خفاں ہے اور جب نلی دینی جو بھل کا مہلج کا کہہ مشکل صورت" اختیار ہے تو صحیح ہوں تو
بدھ اولیٰ مستفاد" اختیار میں نہ ہو گا بہت حواء ان میں بھی "حق" میں کہ مسدود لہ اہل اللہ و
ساری حدیث کا مالک کہتے ہیں پرانے اہل میں ہی بھی عمارت ہوئی۔^(۱۱۸)

۱۲۔ اہامیہ کی تردید

بعض جبلاء کے نزدیک حضرت کے بلکہ حکام پر پہنچ کر سنا کہ سے حکام شریعت سامع ہو جاتے
میں "گائیں کے ہے ۱۲ بھی طوں ہو جاتا ہے کہ ۱۲ میں خودی اور اس مسئلہ وغیرہ سے اس پر
حجت فقہ کی سے حضرت قادی سے اس قسم سے انھیں کے اس قسم کی رائے کے جو انہی
کی اس حدیث سے یا جاتا ہے اہل احب اللہ عفا مہ یعرفہ حسب (جب بعد ان کی بدعت و
محبوب بھتا ہے کہ ان و گناہ مہ کس پہنچ سکتے) حضرت قادی کی حدیث کا یہ مطلب ہوتا ہے میں
کہ یہ سے گناہ کی نہیں سوجھ میں سے ضرر ہو اور "نیایہ عفا مہ ہو جاتا ہے تو وہ قویہ" اور
مستفاد "ہوتا ہے اس سے اس کا مہ کو ہو جاتا ہے کہ حدیث میں بدعت کی باب سے ہے
"اعملوا ما سنہ علیہ عفرہ حکم" یہ "تو جو چاہو" اس سے کہہ کی مغلطہ ہوتی۔ اس میں لفظ
مغلطہ میں ہے کہ گناہ گناہ رہتا ہے جب ہی تو مغلطہ ان سے متعلق ہوتی ہے کہ "گناہ مہان
ہو جاتا تو مہان کا حق یہ تھا کہ میں سے مہان رس اللہ ﷺ سے۔^(۱۱۹)

۱۳۔ حرمت مجدد قیور

حضرت قادی مشائخ پائی اور قیور پائی چاہتی مغلطہ سے کہہ عمارت میں اور مہان سے ہاں
مہان کی دعوت کی دعوت کی آواز سے ترویج کرتے ہیں۔ برزوں کی قیور و گناہ کہ گناہ
مہان کی بیت سے ہے تو وہ آپ کے نزدیک شرک و کفر ہے مگر اگر مجدد حقیت (نکھیں) ہے تو

عت یہ اقریب ہوتے اور صحابہ کی حدیث میں ان فعل کی اصلاح سے جو اس وقت جلا صوبہ میں شائع ہے۔ "لعل اللہ الیہود والنصارى الحدو طوراً" یہہ مساحدۃ اللہ تعالیٰ عت سے ہو۔
 دھارن و کہ پہے میں ان قبروں و کبرہ کا بیان بھی قبروں و کبرہ رشتہ میں (۱۱۳)

آپ سے ہاں انہیں اور "و" میں کبرہ تپہ کی خدمت پہنچ حدیث پہ دار ہوئے اسے
 ان اہل پہنچ یہ ہم دھار ہوئے ان کا پہنچ قبروں میں ہو کبرہ تپہ و مسکن کس پہنچ دھار ہوئے
 کی ہے۔

آپ سے کبرہ۔ انہوں میں ان حدیث سے تمام طرق و تہج سے ہیں کبرہ غم پہنچا اور اس
 کا متواتر ہونا دراصل یہی ہے کہ ان کا ہر مشہور ہو ثابت یا در کبرہ تپہ کی خدمت سے متعلق تمام
 شہادت کو مضبوط دلائل کے ساتھ درج کیا ہے۔ (۱۱۵)

۴۔ کراہیۃ علاف قبور

حضرت عاون کے نزدیک قبور پر علاف چڑھنا پونہ یہ فعل نہیں اور یہ امر اصلاح کا متنازعہ
 ہے آپ سے ان کی اہست پر انہوں کی حدیث ان میں سے استفادہ کیے سے صورتیں کا ارشاد
 ہے۔ "لا تسمرو العصور" (یوروں و چروں سے مت بچو) آپ سے ان ایک قبروں پر تو یور
 کیوں سے یہ بھی صورت کس کس ثلث و قیل و دحلل کی صورت ہے۔ اس کی قور سے یہ جارت
 ثابت نہیں۔ (۱۱۶)

۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قبہ کی تخصیص۔ حکم و مصالح

حضرت قادی حارات اور ان قبروں کی قبر و مناسب نہیں سمجھتے۔ آپ سے ایک مصالح
 سے روایت اہم پہ بڑوں سے حارات و قیوں کا مت کس پہ قیوں کا الدارق ہے۔ آپ سے
 ایک استفادہ کے جواب میں صورتیں کے قبہ ثلث کی تخصیص اور اس کے حکم و مصالح پہ صوبوں کی
 ٹکی میں دھار عت کی سے اس سے آپ کی نکات اور امتہان کی اولیٰ کی مریاں سے حضرت قادی
 کے ذاتیہ صورتیں کی تہ میں امتہان کی یہ سے موضع دھار کی میں ماسو پہ ہے اور موضع الامتہ
 ایک بیت قادی جو دھار اب انتقب و عوارس اور امتہان پہ متثل قادی سے معلوم ہوا کہ آپ کی قبر
 شریف پہ دھار اب انتقب سے مٹی ہوئے کی جات ہے اور باطنی اہم سے جو کی کی ہے اور وہ
 سے جس باطنی اہم ہو اور یہاں ایسا کس۔ اب وہ ان کا جہاد و اقامہ پہ چوں بعد میں سے صلہ
 رشور میں سے کی یہ سے اس باطنی اہم سے جہاد پہ غم کس ثلثی ہل یہ متوجہ پہ استفادہ کی صورت

شہ پر وہ سے صرف قصہ میں ایک شخصوں کو دیا جس سے اس کا نام سے بقاء کا شروع ہوا بھی معلوم ہو گیا اور عام ہے کہ بقاء کی اشیاء کا ہر وہ مقررہ وقت سے باقی نہیں رہیں گی بے مقررہ اوقات میں مطلقیت بھی ثابت ہوئی اور پھر حیات کا استحکام انسانی اوقات سے اس لیے اس کی مقصودیت بھی ثابت ہوئی خصوصاً جب اس میں اور مقررہ شہ بھی ہوں مثلاً مصحفیؒ کے بعد مقررہ و مقررہ سے محفوظ رہا کہ اس کا تعلق (جو: ہذا) یقیناً موت کے بعد ہے اور اس مبارک سے مقررہ کا مقصود ہونا اپنی بدیہت سے ہے اور مثلاً آپ کی قبر مقررہ عشق کی فکر سے مستور تھا کہ اس کا نظر تمام عشق میں نہیں تھا بلکہ الی النصارى عن الحدود الشرعیہ لوجہ مقررہ اوقات میں نئی وقت سے بعد مصحفیؒ کا چہرہ کو اچھے قریب تھا کہ اس کا حکم ہی بد رہا ہوا ہے اور یہ دونوں امر حافظ القضاۃ الخرمیہ ہونے کے سبب مقصود ہیں۔

بدون بقاء بقاء سے خاص مقررہ استحکام کے محفوظ رہ نہیں سکتے اس لیے مقدمہ مقصود ہونے کے سبب یہ تمام بھی مقصود ہو گیا یا قرآن سورہ ایسے موقع پر ہے کہ اس کے پیچھے مقررہ کا حصہ ہے بدون حال کے قبور کی طرف بھرنا واضح ہوتا تو اس کا میں حیوان کی بھی مصلحت سے جس ثابت ہو گیا کہ "الہکم مثلی" ^(۱۲۸) کی طرح قبر الہکم مثل قبوری کا غور بھی ہو جائے گا۔ اللہ اعلم۔ جب دیکھا یہ شبہ کہ اس میں حضرت شیخ کی قبر یہ سب ہیں اس کا جواب دے اس سے کچھ میں نہیں تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے خواب میں دیکھا تھا کہ میرے حجرے میں تین سورج یا تین چاند لگے ہیں اور رات و اوقات سے حضرت ابوہریرہؓ سے لے کر تو کہ یہ چاند حضورؐ کا ناطات ^(۱۲۹) ہیں اور اس سے علاوہ بھی ثبات (اور ہر وہ یا مصلحت) شاید اس کی جس کی وجہ سے حضور ﷺ شیخین یہاں دفن فرما دیے گئے۔ علامہ یہ کہ حضرت شیخ تاج الدین سے اس ہونے میں اور حضرت عمر بن عبدالعلا سے جو تعمیر ہدیہ دفن اور غسل میں حضورؐ اور کائنات ^(۱۳۰) سے سب تھی۔ ہذا فقہ حضرت شیخین نے ہے۔ (۱۳۱)

حدیث اور تصوف کی حقیقت، تخلیق اور نتیجہ پر مبنی یہ بھی ہر فکری کاوشیں دل علم کو حدیث اور تصوف سے ہی اسم کو اس سے حدیث و راقی ہیں اور اس سے قدر حدیث، قدر تصوف سے یہ نام پہلو کی شاعری ہوتی ہے حقیقت یہ ہے کہ اوقات قدوسی سے تصوف کے مہر پر اعلیٰ کا یہ وہ نیا ہے اور تصوف، طوب کا حدیث کی روشنی میں تو یہ ہے ایک اور مصلحت، نئی حدیث ہر کام دل ہے اور حدیث اور تصوف۔ دشمنوں سے پہلی جے داسے دل علم و تحقیق اس سے استفادہ اور راہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔

حواشی و حوالہ جات

- ۱) حضرت قاضی کی شخصیت اور سوانح پر درج ذیل ملاحظہ سے مستفاد کیا گیا ہے۔
 الف۔ حواش: "شعوب السوانح" ادارہ جلیغات افریقہ، لندن ۱۹۹۵ء (جلد ۳)۔
 ب۔ محمد رفیع، "نئی سیرت اشرف" ادارہ فکر لطیف، لاہور، ۱۹۵۹ء۔
 ج۔ "میراثی بدلتی" "ملک حکیم الامت" ادارہ اسلامیات، لاہور، ۱۹۸۶ء۔
 د۔ "شہرہ خیراں" "شعوب لطفاً" "گلشن مہذب اسلامی" ۱۹۹۵ء۔
- ۲) ماڈرن حکیم الامت ص ۵۶
- ۳) ذوال رجب
- ۴) ایضاً
- ۵) ایضاً ص ۶۰-۶۱
- ۶) ایضاً ص ۳۷
- ۷) "نئی حواش" نے سیرت اشرف میں ہی مولانا کی فضل قریب دی ہے دیکھئے ص ۲۹۳-۲۹۷
- ۸) ملک حکیم الامت ص ۲۹۳
- ۹) "نیکے قریب جلیغات حکیم الامت" مرتب ذوالا میراثی طرقت، دیکھئے دارالعلوم کراچی ص ۱۳۷
- ۱۰) ملک حکیم الامت ص ۲۹۳
- ۱۱) شعوب السوانح ج ۳ ص ۴۶
- ۱۲) خلاصہ علمی تحقیقات، "مکتبہ محمد" دہلی، مولانا جو حضرت مولانا کی حیات میں شائع ہوئے۔
 "شہرہ خیراں" جو آپ کے مہارت، لطافت و تہذیب میں حقیر غیر کی ناک پر مشکل ہے ۲ جلدوں میں
 مرتب ہوئے۔ ۲۰۰۰ء میں شائع ہوئے۔
- ۱۳) "قادی" ۱۳۷۳ھ "ادارہ جلیغات افریقہ، لندن ج ۱ ص ۱۸
- ۱۴) "اسانہ اسلام" میں آپ کا زمانہ "سلسلہ طبریہ" میں ۲۰۰۰ء ہے۔
- ۱۵) ماڈرن حکیم الامت ص ۳۹
- ۱۶) "فہرست کتب" "اعلام السنہ" ۱۰۰۰ء، دارالعلوم اسلامیہ کراچی ج ۱ ص ۲۹
- ۱۷) "اسانہ العصر" ص ۲۰۰ "شہرہ خیراں" "ادارہ جلیغات افریقہ، لندن ج ۱ ص ۱۸
- ۱۸) "اعلام السنہ" ص ۲۰۰ "شہرہ خیراں" "ادارہ جلیغات افریقہ، لندن ج ۱ ص ۱۸
- ۱۹) ایضاً دیکھئے "ملک حکیم الامت" ص ۲۹۳
- ۲۰) حواش
- ۲۱) "نئی حواش" ص ۲۹۳ "شہرہ خیراں" "ادارہ جلیغات افریقہ، لندن ج ۱ ص ۱۸

- (۳۶) شام محمد صالح، ۱۴۱۱ھ، ۲۴۱۰ قریب، مطبعہ، گورنمنٹ (کراچی) ص ۳۲
- (۳۷) انجی، السنطہ فی تاریخ الملوک، ۱۴۱۱ھ، ۲۴۱۰ قریب، مطبعہ، گورنمنٹ (کراچی) ص ۱۶۹، ۱۷۰
- (۳۸) انجی، مکتوبہ فی تاریخ الملوک، ۱۴۱۱ھ، ۲۴۱۰ قریب، مطبعہ، گورنمنٹ (کراچی) ص ۱۶۹، ۱۷۰
- (۳۹) انجی، "طیقات المناقب" ص ۱۶۹، ۱۷۰، مطبعہ، گورنمنٹ (کراچی) ص ۱۶۹، ۱۷۰
- (۴۰) انجی، "طیقات المناقب" ص ۱۶۹، ۱۷۰، مطبعہ، گورنمنٹ (کراچی) ص ۱۶۹، ۱۷۰
- (۴۱) انجی، "طیقات المناقب" ص ۱۶۹، ۱۷۰، مطبعہ، گورنمنٹ (کراچی) ص ۱۶۹، ۱۷۰
- (۴۲) انجی، "طیقات المناقب" ص ۱۶۹، ۱۷۰، مطبعہ، گورنمنٹ (کراچی) ص ۱۶۹، ۱۷۰
- (۴۳) انجی، "طیقات المناقب" ص ۱۶۹، ۱۷۰، مطبعہ، گورنمنٹ (کراچی) ص ۱۶۹، ۱۷۰
- (۴۴) انجی، "طیقات المناقب" ص ۱۶۹، ۱۷۰، مطبعہ، گورنمنٹ (کراچی) ص ۱۶۹، ۱۷۰
- (۴۵) انجی، "طیقات المناقب" ص ۱۶۹، ۱۷۰، مطبعہ، گورنمنٹ (کراچی) ص ۱۶۹، ۱۷۰
- (۴۶) انجی، "طیقات المناقب" ص ۱۶۹، ۱۷۰، مطبعہ، گورنمنٹ (کراچی) ص ۱۶۹، ۱۷۰
- (۴۷) انجی، "طیقات المناقب" ص ۱۶۹، ۱۷۰، مطبعہ، گورنمنٹ (کراچی) ص ۱۶۹، ۱۷۰
- (۴۸) انجی، "طیقات المناقب" ص ۱۶۹، ۱۷۰، مطبعہ، گورنمنٹ (کراچی) ص ۱۶۹، ۱۷۰
- (۴۹) انجی، "طیقات المناقب" ص ۱۶۹، ۱۷۰، مطبعہ، گورنمنٹ (کراچی) ص ۱۶۹، ۱۷۰
- (۵۰) انجی، "طیقات المناقب" ص ۱۶۹، ۱۷۰، مطبعہ، گورنمنٹ (کراچی) ص ۱۶۹، ۱۷۰
- (۵۱) انجی، "طیقات المناقب" ص ۱۶۹، ۱۷۰، مطبعہ، گورنمنٹ (کراچی) ص ۱۶۹، ۱۷۰
- (۵۲) انجی، "طیقات المناقب" ص ۱۶۹، ۱۷۰، مطبعہ، گورنمنٹ (کراچی) ص ۱۶۹، ۱۷۰
- (۵۳) انجی، "طیقات المناقب" ص ۱۶۹، ۱۷۰، مطبعہ، گورنمنٹ (کراچی) ص ۱۶۹، ۱۷۰
- (۵۴) انجی، "طیقات المناقب" ص ۱۶۹، ۱۷۰، مطبعہ، گورنمنٹ (کراچی) ص ۱۶۹، ۱۷۰
- (۵۵) انجی، "طیقات المناقب" ص ۱۶۹، ۱۷۰، مطبعہ، گورنمنٹ (کراچی) ص ۱۶۹، ۱۷۰
- (۵۶) انجی، "طیقات المناقب" ص ۱۶۹، ۱۷۰، مطبعہ، گورنمنٹ (کراچی) ص ۱۶۹، ۱۷۰
- (۵۷) انجی، "طیقات المناقب" ص ۱۶۹، ۱۷۰، مطبعہ، گورنمنٹ (کراچی) ص ۱۶۹، ۱۷۰
- (۵۸) انجی، "طیقات المناقب" ص ۱۶۹، ۱۷۰، مطبعہ، گورنمنٹ (کراچی) ص ۱۶۹، ۱۷۰
- (۵۹) انجی، "طیقات المناقب" ص ۱۶۹، ۱۷۰، مطبعہ، گورنمنٹ (کراچی) ص ۱۶۹، ۱۷۰
- (۶۰) انجی، "طیقات المناقب" ص ۱۶۹، ۱۷۰، مطبعہ، گورنمنٹ (کراچی) ص ۱۶۹، ۱۷۰

- ٢٢٢١ في تبيين الموجوده - ٥٠٥ ت - ١٣٥٤ هـ - ٢٠
- (٢٢٢) مؤلف ٨٤٣
- (١٣١) النكتة ٤٠٣
- (٢٢٤) بواقي النواظر ٩٩
- (١٣٨) برمدي جامع برمدي كتاب الجمع باب ما جاء في تكملة حسن امير دكرد كتاب الصانك باب كيف النية
- (١٣٩) ابي
- (٢٠) النكتة ٥٠٩ ٥٠٤
- (١٢٩) بهاري كتاب المنظار باب غرر الصديق
- (١٣٢) بواقي النواظر ٣٣٢
- (١٠٠) النكتة - قسم ٥٥
- (١٣٣) ابي ٥٠٢
- (١٣٥) ابي ٥٠٣
- (١٣٦) ابي ٥٥٢ مؤلف في تكملة النكتة ٣٥٥
- (١٣٤) بواقي النواظر ٨٠٤ تكملة النكتة
- (٢٨) النكتة ٥٩٩
- (١٣٩) ابي ٦٦٩
- (١٥٠) في مجمع الزوائد كتاب الزهد باب ما جاء في غرر النكتة ٢٢٨. ١٠
- (١٥١) النكتة ٣٣٦
- (١٥٢) الزمان ١٠
- (١٥٣) في مسند كتاب النكتة وشرائط السادة باب ذكر من عهد النكتة ٦١٤. ٦١٥
- (٥٣) الشرف ٣٣٠
- (١٥٥) النكتة ١٦٤
- (١٥٦) النكتة ٦٦٢
- (١٥٧) ابي ٦٩٤
- (١٥٨) مدارج السالكين ٣ / ١٥٥
- (١٥٩) النكتة ٥٠٠
- (١٦٠) ابي ٥٠٢
- (١٦١) تكملة النكتة ٣٣٣
- (١٦٢) النكتة ٥١٩
- (١٦٣) ابي ٥٠٩
- (١٦٤) ابي ٥٠٠

- (١٩١) ايضاح ٥١٩-٥١٨
- (١٩٢) الشرف ٣٣٣
- (١٩٣) ايضاح ٣٣٦
- (١٩٤) الشرف ٣٣٣
- (١٩٥) ايضاح ٣٣٦
- (١٩٦) الشرف ٣٣٦-٣٣٥
- (١٩٧) حتى جمع المجمع ٣٣٤
- (١٩٨) كثر النسخ الكتاب الثالث النسخة الباب الثاني في القسم ١٩٨٤
- (١٩٩) الشرف ٣٣٦-٣٣٥
- (٢٠٠) برادر النور ٤٩
- (٢٠١) المكتف ٣١٩
- (٢٠٢) ١٩٥ + ١٩٥
- (٢٠٣) الشرف ٣٨١
- (٢٠٤) الشرف ٣٨١
- (٢٠٥) الشرف ٣٨١
- (٢٠٦) حتى شرف ٣٨١
- (٢٠٧) حتى شرف ٣٨١
- (٢٠٨) الشرف ٣٨١
- (٢٠٩) الشرف ٣٨١
- (٢١٠) المكتف ٣٨١
- (٢١١) المكتف ٣٨١
- (٢١٢) حتى شرف ٣٨١
- (٢١٣) الشرف ٣٨١
- (٢١٤) المكتف ٣٨١
- (٢١٥) حتى شرف ٣٨١
- (٢١٦) المكتف ٣٨١
- (٢١٧) حتى شرف ٣٨١
- (٢١٨) حتى شرف ٣٨١
- (٢١٩) حتى شرف ٣٨١

احکام القرآن تھانوی رحمہ اللہ : ایک تعارفی مطالعہ

ڈاکٹر حفید احمد ہاشمی *

ABSTRACTS

Ahkam al Quran is that trend in Quranic exegesis that primarily focuses on the legal perspective of the Quranic verses. Indian subcontinent has its own share in this tradition. An important work of this genre is the one that was inaugurated by Mawlana Ashraf Ali Thanawi and completed by his disciples. The present study analyzes the motives and method of *Ahkam al Quran*, its scope and the extent of its applicability.

تفسیر قرآن کا دور تھانوی جس میں قرآن ربیع میں ایسا پڑھنا شروع ہوا جس سے براہ راست فقہی حکام کا استنباط ہو "نفسہ غنی یا حکام قرآن" سلاخا ہے۔ مگر یہ قرآن حلیہ کا انتہائی اہم کتابی مطالعہ (Legal Study) ہے جس میں اس میں ہونے والے فقہی موضوعوں سے متعلق بنی حکام و احکام کا استنباط و استخراج کیا جاتا ہے۔

اس صبح پاک و مہربانی بھی رویت نے مطابق فقہ ائمہ کے بنی انتہائی مفید ہے جس میں بھی عام سلام کے امور سے حصوں سے پیچھے نہیں رہے، صبح کے مخصوص چار کی چار چائیاں اور بیوی حالات کی بنیاد یہاں کے علاوہ شریعتی سے فقہ کے میدان میں خصوصاً دل چسپی رہی ہے۔ مشہور مسلمانوں کو سنا دینا، مہربانی غرضی سے انتہائی اسلامیہ فی اللہ میں اس تجویز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بات کرنا، صبح میں فقہ کی بنیاد و امور سے علوم کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے۔^۱ صبح فقہ القرآن یا حکام القرآن پہلے پہل سے (۱۹۶۷ء)

* ڈاکٹر حفید احمد ہاشمی، صاحب لکچرہ "تفسیر القرآن و احکام القرآن" کی جامعہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند میں تدریس کرتے ہیں۔
 ۱۔ انتہائی اسلامیہ فی اللہ، صبح جمعہ، ۱۹۶۷ء، ص ۱۵۰۔

مقصود یہ تھا کہ اس لفظ جمعی کا لفظ ہو سکے اور واضح کیا جائے کہ حکم ہے یا قرآن و سنت ہی انھوں نے شرعی (Legislation) کیا، اور ایسے مسائل جن میں وہ عام اصولی مطالبہ و رن نظر آتی ہے جن کی پسے انداز سے اصلاح کی جائے کہ مخالفین کے شبہات کا ازالہ ہو جائے۔ فقہ نسبی و جرمیات ثبوت کے اعتبار سے کسی آیت یا حدیث سے حقیق ہوں اس کو واضح کیا جائے، تاہم یہاں کہ یہ اصول عام ہیں کا ازالہ عرق رہی، کا ازالہ نتیجہ، طویل عرصے سے متنازع ہے۔ تاہم یہاں فقہی کاموں و پہلوئیں میں ان امور کے فقہ کی ہم سے اپنی گہرائی میں کرنا چاہیے۔

سنت سے فقہ نسبی کے دلائل کی کیا سیب و تہذیب؟ تاہم یہاں کہ یہاں کہ آپ کی گہرائی میں سو ناظر امر جان کے ہاتھوں پاسے تشکیل تک پہنچا۔ یہ کام کی اہمیت کو "تقویٰ و نصیحت کی نظر میں بہت زیادہ غمی سو نا جان کیسے اپنے تئیں درست کی "تعلیقات" کا کام میں لے کر اس علمی منصوبے کی تشکیل سے شادی ہمدانی کی اہمیت پر کی ہوئی جس سے انھوں نے فیوض الفہم میں یہ ریت اثر و اسیر و مکرر تلامذے

شاہ صاحب فرماتے ہیں: "مجھے سول فقہ کی تشکیل سے بتایا کہ سب نسبی نسبی میں یہ طریقہ جو محمد سے جو طریقہ سنت نے بہت زیادہ موافق سے جو بغدادی اور اس سے صحابہ کے زمانے میں مدوں" "مختصر ہو چکا تھا" وہ یہ کہ اسے علماء نے صیغہ کیسے ابوح سے کیسے ہو۔ یہ محمد کیسے نے اقوال میں سے ان قول و اخبار یا احادیث جو کسی سے میں سب سے زیادہ حدیث سے قریب ہو، چہاں فقہ سے صحابہ سے جو حدیث میں سے تھے، اختیار دو تو ان کا نتیجہ یا احادیث" یہ سب سب نسبی ہو گا سب سے حدیث ہو گا شاہ صاحب کیسے حدیث فرماتے ہیں کہ اگر حدیث ثانی اس طریقے پر چلی جائے تو وہ بہت اثر ہو، اس سے فقہ ہو گا "تو ان علمی کیسے سے قبول و علاء الفہم میں ان کے علماء دو احادیث صحابہ سے قول کا پچاس سے جو قبول حدیث سے زیادہ موافق ہیں وہ سب قرآن یا تیار۔

۸۔ غلام علی، احادیث السنن، کراچی، ۱۴۰۱ھ، ص ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳

♦ جس سماجی تصور سے مسائل کا اجتماعی مطالعہ کیا گیا ہے اور اس سے خیال میں یہ پس منظر پیش کاوش ہے جو اس سے نکل چکا ہے اور جو اس میں تصویر بن کر نہیں ہوئی۔

تفصیل میں خیال کی یہ تین صورتیں مسائل کا قرآن پر سے عموماً یا بہ الفاظ دیگر نظام تصور سے قرآنی مسائل کا مدنی طور پر قدیم حدیث کی سے نکلے میں نہیں آیا، اسی بنا پر اہل روایت سے جو خیال قائم کیا گیا ہے اس سے مسائل صورت سے ثابت نہیں ہو سکتے ہیں جو عوام میں مقبول نہ ہو سکتے ہیں اور تاہم زمانہ اس مسئلے میں متوفی طور پر بدلتا رہا ہے تاکہ اس کا کوئی حیثیت میں نہیں ہے۔ نیز عوامان کا اصول میں فیصلہ دلا کر سے کام لیا گیا ہے۔

♦ تفسیر احکام القرآن اپنے دور تبلیغ کے فرقہ بندی، مذہبی اور معاشرتی نظریات اور مدرس کا بھی ایک قابل قدر پیکار دھکتی ہے۔

باوجود یہ مسئلہ کے مدرس کے فکر، علم اور فکری تحریک مطالعہ ان سب کی ضرورت ہے۔ مثال کے طور پر آیات سے اس کا منطقی و شریعی تفسیر کے حد تک یہ کہ ہے۔^۱

تفسیر کے منہجی خصائص اور مولفین کا فقہی رجحان

تفسیر کی یہ قسم مسکن خصوصیات سے بیان سے نکل سکتا ہے کہ اس فہمی منصوبے کے بانی اور شراکت دار کے فہمی رجحان اور مکتب فکر اور اعتقاد پر اس سے بہت زیادہ اثر ہوتا ہے۔ ہر حال میں شیعہ کے مومناقتوں کے پیش علم و ادب سے اصول و جہات سے بھی مستند (Textual Evidence) کا بیاں تھا۔ چنانچہ کتاب عوام اصول و جہات میں منہجی مکتب فکر کی بنیادی ہے۔ میں نے باوجود اختلافی مسائل میں تفصیل نہ دے کر بنا دیا ہے اور مختلف اثر کا مدنی بارہ سے رہی۔ دلیل دے دانتیہ۔ یہاں سے۔ جو بہت اہل علم و ادب سے مدرسہ میں دینی ہے وہاں پر احکام القرآن سے یہ حصوں نے متعلق نہیں ہیں جو منطقی تاہم بشر مسائل میں تحقیق کا پس منظر سے راز علم و ادب کی دو متعلقہ تفسیر مومناقتوں سے یہ سبب سے یہ اختیار ہوا تھا۔ مومناقتوں کی تعلیمات میں مکتب الخیبة الساجرة فی خلیفة العاجرة والاقتصاد فی التقلید لآل العادۃ سے متعلق مکتب تعلیمات میں بھی اسی منہج کو اختیار کیا گیا ہے، بالخصوص میں نے مذہب میں سبب سے یہ

۱۸۔ محمد شفیع، مسند و روایت، ج ۳، ص ۳۳۳-۳۳۴

میں بلکہ صومل قرآن اور حدیث مشہورہ سے جو احادیث مستندہ ہیں مسئلہ ہے۔ ان کا حصہ فی بنیاد حدیث بعض حدیث ضعیف و کجیہ مقدمہ ہے۔ میں کہیں کہ ضعیف و موافق اصول ہے اور کجیہ، غلط اصول مگر یہ ایسا صورت بھی ہو سکتی ہے، میں نے یہ کہ اس کا کوئی جیسا مطلب بیان کر دیتے ہیں جس سے اس میں یوں پر حملہ نہیں ہو جاتا ہے۔ تاہم یہ سب ضعیف و موافق اصول حدیث سے ہم نے قریب حاصل ہو جاتا ہے۔ اس وقت تک اس کی سی، بلکہ ضعیف کہ دیکھا درست نہیں، نیز اس سے اور کجیہ ضعیف نہیں ہو جاتی۔

احکام القرآن میں حدیث مرسل و کافہ میں احکام کا استدلال کیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر احکام سے نماز میں قیام لگانے سے وضو نہ کرنا و حدیث مرسل میں یہاں پر ثابت ہے کہ "یٰٰ اے میں محمد میں اور فقہاء سے اس حدیث کی تفسیر میں اختلاف کی مثال، اسی میں کی ہے۔ اس سے ہاں حدیث کی تفسیر، غلط ہے جب کہ محمد میں کے ہاں نہیں ہے، چنانچہ احکام القرآن میں فتح مشہور اور حصر حصصی بالقول (جس حدیث مرسل مستندہ درجہ شریعت اور ثبوت حاصل ہو جائے، اس میں یہ مسئلہ کا اعتبار کیا ہے۔ یہ بتایا گیا ہے کہ حدیث محمد میں کی حدیث سے استدلال کرتے ہیں تو اس کا یہ استدلال اس حدیث کی محبت میں نہیں ہوتا ہے، اگرچہ حدیث میں سے ہی حدیث ضعیف بھی پیدا ہو جائے، اس لیے کہ یہ جس قسم سے کہ صحیفہ محمد میں اس سے مستندہ سے بعد خاری ہو ابھی۔" کی طرح یہ بھی قسم سے کہ محمد میں جس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے، اس حدیث سے یہ حکام متعارض نظر آتے ہو، تاہم یہ جس وجہ سے کہ یہ مسئلہ قابل حدیث کجیہ سے متعارض ہے یا اس حدیث سے متعارض ہے جو صحیح یا صحاح میں پائی جاتی ہے۔ میں کہ حدیث محمد میں حدیث نے اس میں مجموعہ سے پہلے کر رہے ہیں یہ مجموعہ اس پر محبت نہیں، تاہم اس کے پیش نظر حدیث، مسئلہ، صحابہ و ائمہ کے آثار اور اس سے خاری کے تمام حار موجود تھے اور اس وقتوں میں لایچکے تھے، اس کا کسی حدیث سے استدلال نہ کئے خود اس حدیث کی محبت پر اس سے کہ اس سے ہی قول کا بخاری و مسلم کی حدیث سے متعارض ہو تا اس کے رد ہو نہ کی مثال نہیں ہیں کہ چاروں حدیث یا صحاح میں تمام کجیہ احادیث کا احاطہ نہیں کرتیں، بلکہ کجیہ احادیث صحیح میں سے ہیں، اس لیے کہ اس کا احاطہ ہو نہیں سکتا ہے۔ اس لیے کہ اس کی تہہ میں تمام احادیث صحیح کا احاطہ ہو سکتا

۱۔ اس حدیث میں ۲۰ ص ۲۰

۲۔ اس حدیث میں ۲۰ ص ۲۰، اس حدیث میں ۲۰ ص ۲۰

۳۔ اس حدیث میں ۲۰ ص ۲۰، اس حدیث میں ۲۰ ص ۲۰

سے نہیں بدلتی ہوئے کاغذیں رہا ہی طرح ہیادیت سے باپ میں طرہ مسموم دل کا، ان دو اختیار سے ہمیں رہا یا
 مسموم ہونے کا وجہ سے یا عرف و ادب (custom) کی بنا پر کسی چیز کو عطف قیاس پر قرار دیکھنا وغیرہ، احتساب کی
 قطعیں ہیں مثال کے طور پر سنا ہے کہ سب باتوں سے جو بات اور مصنوعات کا جو یا کچھ مستثنیٰ ہیں وہ
 جو اور جیسے مسائل سے کہہ رہے ہیں کہ احتساب کی یہ تمام صورتوں کی شرعی اور عقلی بنیادیں ہیں، البتہ یہ
 کہا کہ احتساب ہونے کا قیاس کی بنیاد ہی ہے، اس سے نہیں۔^{۳۲}

سند ذیل کے سہادت میں ملتی ہے کہ فقہی مسئلہ نے مختلف کا یہ اصول بیان کیا ہے کہ اگر کوئی فعل،
 شعائر، بیہ اور مقاصد اصول میں سے ہو، اس میں کچھ بدعات کی۔^{۳۳} لی ہو، جیسے چاند دیکھنا جس کو حد ہو، سید کوئی
 ہو، یا کچھ چاہئے جائیں، اس طرح ہر شے نے موقع میں میری شرعی امور شامل ہوں، توں میں شرعی یا جا
 ننتی ہے۔ تا شعائر میں ظلم و قبح ہو، البتہ مسکات میں حدود میرے شامل ہوں تو سند ذیل سے کام لیا جائے گا اور
 یہی محاسن میں شرکت کرے وہلے کے لیے بدعات سے رہا نہیں، ہو وہ میں شرعی است، ۱۹۰۰ ہو گا، جیسے
 میلہ شریف میں میری امور یا مخصوص ہوں میں میں ان طرف سے کچھ حلال

آپ کے بطور مثال عام شاطی مسجد سے چھوٹی، تقبیے میں جس میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا حجرہ بیعت
 رسول نے تو سے کا لیدر، تا اور عام نامک مسجد سے حدیث نے بعض مقامات اور قبروں کا حوالہ دیا ہے۔ اس
 کی مثالیں شامل ہیں کہ میں حضرات نے بدعت پہنچنے کے خوف سے لیا تھا یا نہ۔^{۳۴}

فعلی و روح میں مانتیں سے منج سے نکلے سے یہ خبریں، مسموم ہی معلوم ہوتا ہے کہ مانتیں
 بالخصوص مولانا عثمانی نے فعلی فقہ کی فروع میں قرآنی دلائل کی خوب وضاحت کی ہے تاہم ان ہی یہ وضاحت علمی
 اور تحقیقی مانتیں ہے اس سے میں رہی ہے اور بالخصوص وہ مسموم میں سب باتوں میں الکلف کا کلام، کہیں ہونے بند
 اختلاف دوسرے کے اولیٰ کی ضروری اور اجزاء حق کی سہی کی فقہاء و مجتہدین سے اس سے آئی وہاں یہ نکات سے
 ساتھ ساتھ ہے، بند کی متبادات پر میری وضاحت مجتہدین پر احتیاط نے وضاحت کار بھی پڑے مولانا
 عثمانی نے لکھنا تاہم میں رہی یہ شامل فعلی ہے، آپ سے مراد ہے کہ ان کے مسئلے میں یہ

۳۲۔ عثمانی، مسند سابق، ج ۶، ص ۴۹۰۔

۳۳۔ محمد شفیع، مسند سابق، ج ۳، ص ۲۵۵-۲۵۶۔

ثامنی کھینچ کر جسام کھینچ کر عقیدہ و غش یا ہے۔ جسام سے مطابق وہ شامی کھینچنے پر پید کر جلد کر گئے
 جادو نے دریدہ کی کوئی یا تو سے کھینچ کر پید کر کے کہ "آ" اورت صرف من کھینچ کر ہی تو سے کھینچ کر
 قہر سے کھینچ کر۔ علامہ ثامنی کھینچنے سے وہ شامی کھینچ کر جسام کھینچ کر طرف سے مخالفت اصول
 سے کہ "وہ کافر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جسام کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جسام کھینچ کر جادو"
 صرف یہ ہے کہ وہ شامی کھینچ کر جادو "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو"
 سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو"
 جسام کھینچ کر جادو "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو"

اعتراضات کا جواب

میرزا غلام احمد نے فرمایا کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو"
 جہاں اختلاف کے خالقین نے ان پر مگر اسی "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو"
 جس پر کوئی شخص مجبوری نہیں کر سکتا۔ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو"
 و عظم کھینچ کر جادو اس کا کھینچ کر جادو "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو"
 کہ اختلاف نے ہاں ہی پنی وجہ جو (Justification) سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو"
 اعتراض کو، کھینچ کر جادو "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو"
 جیہ پر قہر نے ممانعت وہاں سے

علامہ ثامنی کھینچ کر جادو "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو"
 "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو"
 مقصدات کا سامنا کرنا چاہیے، یا وہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو"
 خالقوں کے حق میں درست ہے، کھینچ کر جادو "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو" سے کہ "وہ شامی کھینچ کر جادو"

۴۴۔ ثامنی، احمد، جلد ۱، ص ۴۴

۴۵۔ ثامنی، احمد، جلد ۱، ص ۴۴

۴۶۔ ثامنی، احمد، جلد ۱، ص ۴۴

۴۷۔ ثامنی، احمد، جلد ۱، ص ۴۴

حلال نہیں ہے۔^{۵۶} (موجود جس سے، بچے کی شخصیات اور بچے کی والدین کے پاس میں شہید
بچے کی والدین کی موت کے بعد، اگرچہ وہ بچے کی والدین کی شخصیات کے پاس سے
بچے حاصل کرنا چاہتا ہو تاکہ حلال نکاح ہو سکے تو وہ عید پندرہ ہو گا۔)

قائدہ، بقیہ، حوزہ، الامر بالمعروف والنہی عن المنکر، بد خیف میں دیکھ
مصدقہ (۵۶) (جب قتل کا حکم دینے پر برائی کے منع سے راجح منہ کی سزا کا اثر ہو تو اس وقت اس کا
اجرا ماننا ہو جائے گا۔)

قائدہ الفرع لا یتبث حقا ھو ثابت، ولا یبطل حقا ثابت۔^{۵۷} (قرآن میں یہ
حق و ثابت نہیں کر سکتی جو حقیقت نہ ہو اور یہی ثابت شدہ حق کو باطل نہیں کر سکتی۔)

قرآن کا کوئی پورٹل اور احکام و مسائل میں ان سے استفادے کی کیفیت سے جو اقلیت کی بنا پر
بالعموم جن علماء فقیہوں کا ذکر ہو کر مرستے فقہ حنفی پہ میں ہے۔ اس کی تردید بھی
بارہا نہیں ہے۔ مثال سے طور پر مولانا مفتی محمد امجد علی صاحب دہلوی نے تفسیر میں اختلاف پہ اس اصولی
پروہ کی طرف توجہ دینی کی ہے کہ اختلاف کے پس اصول و کلیات کی روشنی میں ہے، اگر کوئی حدیث میں ان
اصول کیات سے خلاف نظر ہے، تو اختلاف ان حدیث پہ عمل نہیں ہے بلکہ اصل فقہ حنفی سے ہے۔

مثال سے طور پر فقہ حنفی میں آؤںی مسلمان، مسلم یا مسلمان سے اسے غیر مسلم (کافر) کو قتل
کے تو اس سے مدد میں مسلمان و قتل یا جانے کا، میں نے مسلم علی بن دوس سے اس جان محمد سے دور
مقصود جس میں ۷ مرتبہ صل ہے۔ اس مسئلے میں اختلاف پہ یہ بتاؤں کیا گیا ہے کہ انہوں نے حدیث لا یقتل
منہ من یکتو۔^{۵۸} اس آیت میں دیکھو کہ پہلے میں قتل نہیں ہو جاتا۔ ان میں سے مخالفت میں ہے، حالانکہ

۵۶۔ محمد قلیچ، مصدر سابق، ج ۲، ص ۲۷، نقل احمد، مصدر سابق، ج ۳، ص ۲۷۔

۵۷۔ ترمذی، مصدر سابق، ج ۳، ص ۱۳۹-۱۴۱، محمد قلیچ، مصدر سابق، ج ۳، ص ۲۷۔

۵۸۔ نسائی، مصدر سابق، ج ۲، ص ۲۷۔

۵۹۔ نفس المصدر

۶۰۔ نسائی، مصدر سابق، ج ۲، ص ۲۷۔

۶۱۔ محمد بن اسماعیل، مصدر سابق، ج ۲، ص ۲۷۔

احکام القرآن (قانونی)۔۔۔ منہج و خصوصیات

• (ڈاکٹر محمد سعید صدیقی)

Maulana Ashraf Ali Thanwi, a renowned scholar of sub-continent constituted a board of religious scholars from his disciples to write a book having all the Islamic injunctions about Ibadat, social issues, ethical and moral issues derived from Quran according to the Hanafi school of thought with proper reasoning and justification.

The book with the name of Ahkam-ul-Quran was written and published approximately in sixty three years by five scholars. No doubt the book is an encyclopedia of the Islamic injunctions derived from Quran in the light of Hanafi school of thought. My article reveals the historical background, comparative study of different volumes and their publications.

محمد رسولہ الکریم ﷺ

جب سے انسان سرخوش وجود میں آیا ہے، ارعنی میں چلی آئے وائے مسائل بھی میوٹ سے اس نے سنا تو میں، اور اس مسکنی سے مل سے لیے سان فکر اور توجہ اور اس سے بے عملی اقدامات کے سامنے آئے ہے بھی انکار نہیں کیا چا سکنا اور بھی نا قابل را یہ حقیقت ہے کہ اس مسائل کے مل سے اپنے سان پئی دین فہم و است اور عقل و دوات سے بھی نا مینا ہے اور وی لئی بھی اس ن سنان فنی ہے۔ اس بات کا تعجب یا تو جو مسند نا ہے یا سانی و میں فکر ن ترجیحات کہ مسند کا طبع عقل و فکر سے بھاش رہا ہے یا دینی ہی سے رسوائی پئی ہے کہ بعض اوقات مسئلہ ن اعبیت اس طر ن ہوئی ہے۔ عقل سانی اس کا دینی مل محود ہے میں کامیاب حاصل نہیں رہ پائی اور بعض اوقات سنان یہ ہے بر جتہ ہے۔ اس سے سب سے بڑا رسوائی انہی سے وہ پہلے دینی ہی سے رجوع ہے کا دینی فنی ہے اس و دین رہبان نہ ن تو وہ اختیار کیا اس سے کام لے گا۔

یہ حقیقت بھی حیران ہے کہ جو جوں جوں اعلیٰ عقل و فکر میں آتی جاتی اس کا دلی
لگاؤ، عبادتوں سے ریوڑ کی ہیئت پرستی، موٹی فکر، ملی اور محض عقل و فکر پر مبنی ہر قسم کے
شعبوں تک محدود ہو گیا۔

مادی زندگی کے مسائل، مادی سونے و چاندی کی پیروی جوں جوں قانون و تمدنی ہوں و
لگائی علی سونے و فکری معاشرتی ہوں و اخلاقی ان مسائل کے حل کے حینہ تر ہیئت کی پیدا
رہاں محدود ہوں علی صاحبہا تجویز و تشیع میں غور و تپ کی ضرورت تھی، اس سے بڑا ہر معاملہ قابل
ثابت ہے۔

(۱) تائب اللہ

(۲) سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۳) اجتہاد و قیاس^(۱)

یوں تائب اللہ انسانی زندگی کے مسائل کے حل کے لیے اس کے مسائل اور ہر معاملہ
قرآن، مسائل اور تائب اللہ کے اس مسائل کے حل کے لیے دیکھو سامنے آتے ہیں
بھی تائب اللہ کی حیثیت سے اس کی مداخلت یا اثر و یا نقصان کے مسائل مستحب کیے
کئے اور بھی مسئلہ پہلے سے موجود ہوگا اور تائب اللہ کی صحت سے اس مسئلہ کا حل تلاش یا کیا۔
قرآن کی حکمت کی بات سے بعضی احکام کا استعمال تو بیحد سے ہی فقہاء و محدثین اور
مفسرین کا مضمون بحث رہا، ان کے عقیدے مطابق قرآن کی بات سے مستحب مسائل و احکام پر
مشتمل تائب کی تائید کا تاریخی و مادی حقائق میں اور

اس ضمن میں سب سے پہلی تائب اللہ شامی کے مرتبہ کی ہیں وہ مرتبہ ہیں پہلی۔
امام شامی کے مسبب جو احکام و قرآن کے مرتبہ پہلی کے امام امام شافعی کی تائید کردہ
ہے، چنانچہ امام شافعی کے اس میں امام شافعی کے علم و جمع کیا ہے اس لیے یہ امام شافعی کے
مسبب ہے۔ امام شافعی کی اس تائید کے بعد فقہاء اس باب میں ہوجے ہوئے اور انہوں نے اس
موضوع پر تائیدات شروع کیں۔

شیخ بائیس علی بن حجر اسلمی نے ۸۳۳ھ و ۸۵۸ھ قمری اور ۱۴۱۱ھ و ۱۴۱۲ھ
 اردی بصری ۸۳۴ھ و ۸۹۵ھ (کلی)، اور بائیس علی بن موی بن ۱۱۰۰
 الفس (کلی) ۸۰۵ھ و ۹۰۵ھ قمری اور ۱۴۰۵ھ و ۱۴۰۶ھ قمری میں ۸۰۵ھ و ۹۰۵ھ
 میں رہیں۔ مہد علی قرطبی ۳۵۵ھ و ۹۶۶ھ قمری اور ۱۳۵۵ھ و ۱۳۵۶ھ قمری
 ۳۵۵ھ و ۹۶۶ھ قمری کے نام سے تفسیر میں تفسیر میں سے وہی
 کتاب راجع ہے۔ اس میں ہونے والی صدیوں میں سے فقیر اور جہاں ۳۵۵ھ
 ۹۸۰ھ کی کتاب احکام القرآن طبع ہوئی اور ہم تک پہنچی ہے۔ (۲)

احکام القرآن پر تفسیرات کا یہ سہ صدی بہ صدی پورے علی ان محمد
 علیہ السلام (۳۵۵ھ) اور ابو جعفر اسلمی (۳۵۵ھ) اور ان عربی کے نام سے معروف
 ہیں۔ یہ کتاب ابو جعفر اسلمی (۳۵۵ھ) اور ان عربی کے نام سے معروف

علامہ سیوطی کا اسلوب جہاں اور بن عربی کے مختلف سے سیوطی اسلوب کی تفسیر
 کرنے میں رہا ہے۔ اس کی تفسیر سے علامہ سیوطی کا اسلوب جہاں اور بن عربی کے مختلف سے
 بیان کر سکتے ہیں۔ یہ کتاب احکام القرآن پر ایک جامع اشارہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

احکام القرآن پر لکھے جانے والے ۱۰۰۰ قمری میں ایک اہم اور قابل قدر اضافہ
 مولانا شرف علی قادری کی حیات پر تفسیر کی جانے والی احکام القرآن کی شکل میں ہو۔ بطور
 آئینہ میں اس کتاب کا مصلح تعارف چھپا دیا جائے گا۔

تاریخ واپس مقرر

مولانا شرف علی قادری کی حیات پر ۱۰۰۰ قمری میں ایک اہم اور قابل قدر اضافہ
 مولانا شرف علی قادری کی حیات پر ۱۰۰۰ قمری میں ایک اہم اور قابل قدر اضافہ
 مولانا شرف علی قادری کی حیات پر ۱۰۰۰ قمری میں ایک اہم اور قابل قدر اضافہ
 مولانا شرف علی قادری کی حیات پر ۱۰۰۰ قمری میں ایک اہم اور قابل قدر اضافہ
 مولانا شرف علی قادری کی حیات پر ۱۰۰۰ قمری میں ایک اہم اور قابل قدر اضافہ

مصدر و سرکاری کی مراد سے بھی شامل ہے۔ یہ جلد ۱۰۰۰ شریعت و احکامات اسلامیہ
۱۰۰۰ سے پہلی مرتبہ ۱۴۱۳ھ میں طبع ہوئی۔

۲۔ دوسری جلد ۱۰۰۰ء کی ابتدا پر ۱۰۰۰ء سے ۱۰۰۰ء تک کے احکامات و فتاویٰ
۱۰۰۰ء سے ۱۰۰۰ء تک کے احکامات و فتاویٰ ۱۰۰۰ء سے ۱۰۰۰ء تک کے احکامات و فتاویٰ
مشتمل ہے۔

۳۔ تیسری جلد علی سرور رحمہ اللہ کی ۱۰۰۰ء سے ۱۰۰۰ء تک کے احکامات و فتاویٰ
۱۰۰۰ء سے ۱۰۰۰ء تک کے احکامات و فتاویٰ ۱۰۰۰ء سے ۱۰۰۰ء تک کے احکامات و فتاویٰ
تیسری جلد ۱۰۰۰ء شریعت و احکامات اسلامیہ لاہور کی ریفرنس کی طبع ہو چکی
ہے۔

اسلوب

ہرادی طور پر سوانح سرحدی کا اسلوب سوانح عثمانی کے اسلوب سے گہری مشابہت رکھتا
ہے آپ نے بھی یہی مہارے علی کے اسلوب کی تقلید کی وضاحت کے بعد اس سے مستفید مسئلہ
تفصیل بیان کی ہے، اس ضمن میں عادیات مبارک اور مقدمات کے اقوال اور اس کی ترجمانی و بیان
کیا ہے۔ چونکہ اس پر مشتمل بہت ساری تفسیر و تفسیر کے ضمن میں مواضع ملتے ہیں

مذمت کی روشنی میں سرحد کی وضاحت

”تت قس و دالماری و السار لہ عافہ و اہلہ و عیالہ“ کے معنی ہر باق
کہ یہ حکم و قسم کے چار حصے ہیں عامتہ آدمیوں کے لیے رہا ہو یا عیسائی، یہاں تک
مات کے اس حکم میں چھپ چکی ہیں اور حکم دیا۔ صاحب سے ماریت کی پوری رائے کے ساتھ
نہیں لے گا کہ عادیات کے تحت کے حکم و عادیات کے ساتھ مخصوص کر کے جس کے مرام
نصاب کی ماریت چالی ہو۔

اسی طرح ۱۰۰۰ء کے تحت میں اس بات کی روشنی تفصیل میں چکی کہ چور کا ہاتھ ۱۰۰۰ء

معروف شہرہ جوں میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حلیہ کے ایک مدرسہ اور پھر مدرسہ اسلامیہ جوں سے حاصل کی، ۱۳۸۲ھ میں نظام علوم سے پورے سند یافتہ حاصل کی۔ ۱۳۸۵ھ میں جامعہ اسلامیہ جوں میں داخل ہوئے اور ۱۳۸۷ھ میں پانچویں درجہ تکمیل کیا۔ ۱۳۸۷ھ میں تعلیم سے فراغت کے بعد سے پاکستان کے قیام تک دو نظام علوم سہارنپور میں منصب تھے جس پر اور پھر مدرسہ اسلامیہ جوں میں تھے۔ جوں میں تھے میں اقامت کے منصب پر فائز رہے۔ ۱۹۹۲ء میں آپ نے پاکستانی جماعت اسلامی اور جماعت اسلامی پاکستان میں اقامت کے منصب پر فائز ہوئے۔ ۱۹۹۳ء میں آپ نے اقامت کی۔

مولانا نے اپنی آقا مستعار سے ترقی چند خانوں میں اور شرف تحقیق سے استفادہ کرتے رہے اور ان میں آپ نے حکام اوقاف کے اپنے اور غیر محض تائید حاصل کی اور ان کی نگرانی میں گریڈ خیر کر و مسوادی تھیں۔ ۱۹۹۲ء

حصہ تین: سورہ یونس تا سورہ النحل (محل نمبر ۳)

سورہ الاسراء تا سورہ الفرقان (محل نمبر ۴)

مفتی جمیل احمد قدس سرہ صاحب احکام اوقاف نے اپنے دور تصدیق تائید کا تیار ہوا۔ شرف علی قدس سرہ صاحب احکام اوقاف نے اپنے دور تصدیق تائید کا تیار ہوا۔ شرف علی قدس سرہ صاحب احکام اوقاف نے اپنے دور تصدیق تائید کا تیار ہوا۔ شرف علی قدس سرہ صاحب احکام اوقاف نے اپنے دور تصدیق تائید کا تیار ہوا۔

۱۹۹۲ء میں جامعہ اسلامیہ جوں میں داخل ہوئے اور ۱۳۸۷ھ میں پانچویں درجہ تکمیل کیا۔ ۱۳۸۷ھ میں تعلیم سے فراغت کے بعد سے پاکستان کے قیام تک دو نظام علوم سہارنپور میں منصب تھے جس پر اور پھر مدرسہ اسلامیہ جوں میں تھے۔ جوں میں تھے میں اقامت کے منصب پر فائز رہے۔ ۱۹۹۲ء میں آپ نے پاکستانی جماعت اسلامی اور جماعت اسلامی پاکستان میں اقامت کے منصب پر فائز ہوئے۔ ۱۹۹۳ء میں آپ نے اقامت کی۔

۱۰۰۔ نعلین تبت • فسواہل الذکر ان کتبہ لا تعلمون • "اسی لفظ ہے
م کے تکیہ ہے اسباب بد میں ہونے و موت یا تہ ۱۰۰ کے جوہ تکیہ پ طویل کشکی
ہے۔ اسی سلسلہ میں چالیس فقہاء کرام کا تذکرہ بھی کیا ہے۔

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

تخیل مسودہ ۱۳ ی بلوچ ۱۳۶۲ھ ۱۹۴۳ء (سازش)

۹ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ ۱۹۶۸ء (سازش الف)

مطبوعہ غیر مطبوعہ مطبوعہ

طابع ادارہ القرآن کراچی

سال طباعت ۱۹۸۷ء

صفحات ۵۸۳ (سازش)

۲۲۲ (سازش الف)

مؤلف

مولانا مفتی محمد شفیع پاک و ہند کے کبار علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ ان شعراں اعظم
۱۳۶۳ھ ۱۸۸۹ء و ۱۳۶۴ھ ۱۸۹۰ء کے خطا سے بعد آپ نے بارہوں کی بدست تعمیر حاصل کی۔
یہاں آپ نے مولانا ابو شامہ شمیم مفتی م (۱۳۶۵ھ ۱۸۹۱ء) سید احمد حسین، علامہ شبیر احمد شفیق، مولانا
ابو ازیل اور مولانا ۱۳۶۵ھ ۱۸۹۱ء کے سب فیض کیا۔ ۱۳۶۵ھ ۱۸۹۱ء میں آپ نے بدلتی حاصل کی اور
۱۳۶۷ھ ۱۸۹۱ء کے بارہوں کی میں تہ کی رہیں کا تھا۔ ۱۳۶۷ھ ۱۸۹۱ء میں آپ نے بار
۱۳۶۷ھ ۱۸۹۱ء کے بعد ہجیر کیا۔ ۱۳۶۷ھ ۱۸۹۱ء میں آپ نے بدلتی حاصل کی اور
۱۳۶۷ھ ۱۸۹۱ء میں آپ نے بدلتی حاصل کی اور ۱۳۶۷ھ ۱۸۹۱ء میں آپ نے بدلتی حاصل کی اور
۱۳۶۷ھ ۱۸۹۱ء میں آپ نے بدلتی حاصل کی اور ۱۳۶۷ھ ۱۸۹۱ء میں آپ نے بدلتی حاصل کی اور
۱۳۶۷ھ ۱۸۹۱ء میں آپ نے بدلتی حاصل کی اور ۱۳۶۷ھ ۱۸۹۱ء میں آپ نے بدلتی حاصل کی اور
۱۳۶۷ھ ۱۸۹۱ء میں آپ نے بدلتی حاصل کی اور ۱۳۶۷ھ ۱۸۹۱ء میں آپ نے بدلتی حاصل کی اور

مفتا دیات سے ملتی صاحبہ کی قدرتی بات۔ ان سے صاحبہ نے غلطی نہ کیا ہے۔

مولانا محمد اورئیس کا مدخلی

صدر مشن ابتدا، سوروق، حق، انور، (میں نے)

تخلیل مسودہ ۱۶ شوال المکرم ۱۴۲۳ھ ۱۹۴۴ء

مطبوعہ غیر مطبوعہ مطبوعہ

طابع ادارہ القرآن کراچی

سال طباعت ۱۹۸۷ء

صفحات ۱۵۹

میں مولانا محمد اورئیس کا مدخلی کا تعلق ہندوستان سے ہے۔ یہ صاحبہ کا مدخلی اور یہ ہے
میں خاندان سے تھا۔ آپ بیویوں میں ۱۲ بیٹی تھیں ۱۳۱۷ھ ۲۰۰۰ء ۱۹۹۹ء پیدا ہوئے۔
تعلیم کا آغاز کراچی سے ہوا۔ پھر مدرسہ دارالافتاء میں تعلیم کو آگے بڑھا
اعلیٰ تعلیم کے لیے آپ مظاہر علوم مبارک پور آگئے۔ وہیں سے سہ ماہی حاصل کرنے کے بعد
آپ نے دارالافتاء کو بعد سے دوبارہ واپس آگئے۔ مولانا اورئیس کا شمار علمائے شیعہ
دعوت میں اور میں ان کے جیسے ہی ہوں جیسے ہی محمد شمس الدین سے استفادہ کیا۔

۱۳۳۸ھ ۱۹۲۱ء سے آپ کی زندگی دعوت کا آغاز مدرسہ امینیہ میں کی گئی۔ یہ وہ
ایک سال بعد کی آپ کو اپنے ساتھ لے کر تھوڑا سا عرصہ وہیں رہے۔ آپ کو قیام حاصل ہوا۔
۱۹۲۹ء تا ۱۹۳۹ء آپ حیدرآباد میں قیام کے دوران آپ کا بیعت میں بارہ مشغول
رہے۔ ۱۹۳۹ء تا قیام پاکستان وہ وہاں کے علمائے دین میں تھے۔ ان کی رہائش گاہ یہ تھی۔

قیام پاکستان کے بعد پہلے جہان آباد میں رہے۔ پھر وہیں سے شیخ ابوالحسن علیہ السلام کے پاس
میں شیخ احمد رضا نے وہاں کی مصلحتیں بیان کیں۔ ۲۸ جولائی ۱۹۵۷ء ۹۰۰ جب انہیں ۱۹۴۳ء و
وہاں چلے گئے۔ (۷۰)

یہ حاصل بحث کی ہے جس میں استدلال کا مقصد شادی کی بیعت کا حوالہ سے نقل کیا گیا ہے۔ سوال کے لئے بعض اور میں نے تفسیر کے طریق کار میں مدد، فقہ کے مقامات کو تفصیل سے نقل کیا گیا۔ (۳۳)

۳۳۔ ۱۰۰۰ تا ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۰ میں شاید یہ سب سے زیادہ مفصل بحث ہے۔ سورہ نعتہ کی آیت "وَمَا يَكْفُرُ الْإِنْسَانُ إِلَّا جَاءَهُ الْغَوْصُ بِمَا كَفَرَ" علی بن لاہر کی تفسیر (۳۵) (۳۵) کے ساتھ ہے۔ بحث کی حقیقت اس کی اقسام، ان کا مفہوم، بحث کی علت یا بحث کی علت، بحث کی علت یا بحث کے لئے بعد "۱۰۰۰" کے مرشد و مریدی کی شریعت کی بیعت کی ہیں۔ مرشد و مریدی کی شریعت کی بیعت کے لئے بعد مریدی کے لئے قواعد و ضوابط اور شرطیں ہیں۔ اس طریقہ کے تحت قرآنی یا شرعی کتاب میں تصوف پر خوب اور یہ حاصل بحث کی ہے۔ مجموعی طور پر یہ حصہ اختصار کے باوجود اپنے اندر سب سے زیادہ خیالات رکھتا ہے۔ کاش میں اس میں اس قدر اختصار کے کام نہ لیتے تو اختصار قرآنی پر مبنی کتاب کا تالیف ۱۰۰۰ یہ حصہ دوسرے حصوں سے بہت زیادہ مختار اور نمایاں ہو جاتا۔

ماخذ و مصادر

مواہبات کے اس حصہ میں سبھی کی "اعمال" سے سب سے زیادہ استفادہ کیا ہے۔ "اعمال" کے بعد حواصیل کی "حکام القرآن" کا استعمال نظر رہی ہے۔ اس کتاب نے علم و فن اعرابی کی جامع "حکام القرآن" کوئی فی روح المعانی اور "۱۰۰۰" کی تفسیر سے آپ نے ماخذ میں شامل ہیں۔ "حکام القرآن" پر بھی جتنے بھی یہ تصنیف کسی ایک زبان میں و فقہی دانش کے ساتھ بطور مقررین کی ایک جماعت کا تفسیر ہے۔ اس کی تالیف ۱۰۰۰ میں ۳۳ میں پامید ہے۔ یقیناً فقر القرآن خصوصاً فقر مدنی پر مبنی ایک شاعر تصنیف ہے۔ ایک بار کا حضرت ہے۔ جب صراحت کی بات کی ہے کہ حقیقت کی ایک جماعت اس کی منظوری کی مرستہ ہے۔ انہی آیات و اقوال فقہاء کی توحید کا کام ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کتاب کے صوفیہ سے مستفید ہو کر فی حقیقت مرید بن کرے۔ آمین۔

وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ أَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

حواشی

- (۱) ۱۲۹۷ھ، کتاب البیّن، باب ۱۱، کتاب ۱۱، کتاب ۱۱
- (۲) حاشیہ طبری، کتاب البیّن، باب ۱۱، کتاب ۱۱، کتاب ۱۱
- (۳) ۱۱۰۰ھ، کتاب البیّن، باب ۱۱، کتاب ۱۱، کتاب ۱۱
- (۴) کتاب البیّن، باب ۱۱، کتاب ۱۱، کتاب ۱۱
- (۵) حاشیہ طبری، کتاب البیّن، باب ۱۱، کتاب ۱۱، کتاب ۱۱
- (۶) کتاب البیّن، باب ۱۱، کتاب ۱۱، کتاب ۱۱
- (۷) کتاب البیّن، باب ۱۱، کتاب ۱۱، کتاب ۱۱
- (۸) کتاب البیّن، باب ۱۱، کتاب ۱۱، کتاب ۱۱
- (۹) کتاب البیّن، باب ۱۱، کتاب ۱۱، کتاب ۱۱
- (۱۰) کتاب البیّن، باب ۱۱، کتاب ۱۱، کتاب ۱۱
- (۱۱) کتاب البیّن، باب ۱۱، کتاب ۱۱، کتاب ۱۱
- (۱۲) کتاب البیّن، باب ۱۱، کتاب ۱۱، کتاب ۱۱
- (۱۳) کتاب البیّن، باب ۱۱، کتاب ۱۱، کتاب ۱۱
- (۱۴) کتاب البیّن، باب ۱۱، کتاب ۱۱، کتاب ۱۱
- (۱۵) کتاب البیّن، باب ۱۱، کتاب ۱۱، کتاب ۱۱
- (۱۶) کتاب البیّن، باب ۱۱، کتاب ۱۱، کتاب ۱۱
- (۱۷) کتاب البیّن، باب ۱۱، کتاب ۱۱، کتاب ۱۱
- (۱۸) کتاب البیّن، باب ۱۱، کتاب ۱۱، کتاب ۱۱
- (۱۹) کتاب البیّن، باب ۱۱، کتاب ۱۱، کتاب ۱۱
- (۲۰) کتاب البیّن، باب ۱۱، کتاب ۱۱، کتاب ۱۱
- (۲۱) کتاب البیّن، باب ۱۱، کتاب ۱۱، کتاب ۱۱
- (۲۲) کتاب البیّن، باب ۱۱، کتاب ۱۱، کتاب ۱۱
- (۲۳) کتاب البیّن، باب ۱۱، کتاب ۱۱، کتاب ۱۱

23 • $\frac{1}{2} \log_2 \frac{1}{2} = -\frac{1}{2}$

23 • $\frac{1}{2} \log_2 \frac{1}{2} = -\frac{1}{2}$

احکام القرآن مفتی عبدالشکور ترمذی - تعارف و منہج

محمد عبداللہ چیموٹی

مفتی عبدالشکور ترمذی کا خاندانی پس منظر

حضرت عبداللہ شاہ ترمذی کا اصل حادہاں ترمذ میں قامت پائی تھاسی طور پر آپ کا خلق سات سائے گھر سے تھا جب آپ سے آپاؤ اعداد ای شہر ترمذ میں سکوت کی وجہ سے ہی ترمذی ست پت نام کے ساتھ لکھتے سے ۱ حادہاں میں یہ بات مشہور سے کہ شاہ بدخلق شاہ کے زمانہ میں ترمذ سے ہدات کا جو قافلہ ہجرت کر کے ہندوستان دہلی میں آیا تھا آپ سے آباد ہوا بھی اس قافلہ میں شامل تھے جو عمر دار، نیک مددستان کے خلف شہروں میں رہائش پزیر سے آخر میں یہ حادہاں بکتاب میں پہنچا اور وہاں سے پھر ہندوستان ہجرت کی لیکس یہ معلوم سےں ہو سکا کہ ترمذ سے ہدات کے قافلہ میں آئے والے آپ کے حادہاں سے افرادوں تھے مگر یہ بات اص سے کہ اس حادہاں میں حضرت عبداللہ شاہ صاحب موصوف ہی وہ شخصیت میں جسوں سے شمع کرناں سے قصبہ گمشدہ گڑھو میں سکوت اختیار فرمائی ۲۔ آپ کے مشہور تلامذہ میں مفسر حقانی مولانا عبداللہ حقانی مصلوی دہلوی کا سمر گری رہا وہ مشہور سے حضرت موصوف ای (۸۰) سال کی عمر پا کر اپنے مولیٰ حقانی سے جا ملے ۳۔ آپ سے دوڑ کے محمد حسین شاہ اور حکیم محمد عوث شاہ اور تین لڑکیاں تھیں ۴۔ حکیم سید محمد عوث شاہ کی وادت ۱۲۷۵ھ میں گمشدہ حو میں ہوئی ۵۔ رمضان المبارک کی ستائیسویں شب ۱۳۵۵ھ میں ۸۹ سال کی عمر پا کر انتقال فرمایا۔ ۶۔ ۷۔ ۸۔ ۹۔ ۱۰۔ ۱۱۔ ۱۲۔ ۱۳۔ ۱۴۔ ۱۵۔ ۱۶۔ ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰۔ ۲۱۔ ۲۲۔ ۲۳۔ ۲۴۔ ۲۵۔ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸۔ ۲۹۔ ۳۰۔ ۳۱۔ ۳۲۔ ۳۳۔ ۳۴۔ ۳۵۔ ۳۶۔ ۳۷۔ ۳۸۔ ۳۹۔ ۴۰۔ ۴۱۔ ۴۲۔ ۴۳۔ ۴۴۔ ۴۵۔ ۴۶۔ ۴۷۔ ۴۸۔ ۴۹۔ ۵۰۔ ۵۱۔ ۵۲۔ ۵۳۔ ۵۴۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔ ۶۰۔ ۶۱۔ ۶۲۔ ۶۳۔ ۶۴۔ ۶۵۔ ۶۶۔ ۶۷۔ ۶۸۔ ۶۹۔ ۷۰۔ ۷۱۔ ۷۲۔ ۷۳۔ ۷۴۔ ۷۵۔ ۷۶۔ ۷۷۔ ۷۸۔ ۷۹۔ ۸۰۔ ۸۱۔ ۸۲۔ ۸۳۔ ۸۴۔ ۸۵۔ ۸۶۔ ۸۷۔ ۸۸۔ ۸۹۔ ۹۰۔ ۹۱۔ ۹۲۔ ۹۳۔ ۹۴۔ ۹۵۔ ۹۶۔ ۹۷۔ ۹۸۔ ۹۹۔ ۱۰۰۔ ۱۰۱۔ ۱۰۲۔ ۱۰۳۔ ۱۰۴۔ ۱۰۵۔ ۱۰۶۔ ۱۰۷۔ ۱۰۸۔ ۱۰۹۔ ۱۱۰۔ ۱۱۱۔ ۱۱۲۔ ۱۱۳۔ ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ ۱۱۶۔ ۱۱۷۔ ۱۱۸۔ ۱۱۹۔ ۱۲۰۔ ۱۲۱۔ ۱۲۲۔ ۱۲۳۔ ۱۲۴۔ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔ ۱۲۷۔ ۱۲۸۔ ۱۲۹۔ ۱۳۰۔ ۱۳۱۔ ۱۳۲۔ ۱۳۳۔ ۱۳۴۔ ۱۳۵۔ ۱۳۶۔ ۱۳۷۔ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ ۱۴۰۔ ۱۴۱۔ ۱۴۲۔ ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ ۱۴۵۔ ۱۴۶۔ ۱۴۷۔ ۱۴۸۔ ۱۴۹۔ ۱۵۰۔ ۱۵۱۔ ۱۵۲۔ ۱۵۳۔ ۱۵۴۔ ۱۵۵۔ ۱۵۶۔ ۱۵۷۔ ۱۵۸۔ ۱۵۹۔ ۱۶۰۔ ۱۶۱۔ ۱۶۲۔ ۱۶۳۔ ۱۶۴۔ ۱۶۵۔ ۱۶۶۔ ۱۶۷۔ ۱۶۸۔ ۱۶۹۔ ۱۷۰۔ ۱۷۱۔ ۱۷۲۔ ۱۷۳۔ ۱۷۴۔ ۱۷۵۔ ۱۷۶۔ ۱۷۷۔ ۱۷۸۔ ۱۷۹۔ ۱۸۰۔ ۱۸۱۔ ۱۸۲۔ ۱۸۳۔ ۱۸۴۔ ۱۸۵۔ ۱۸۶۔ ۱۸۷۔ ۱۸۸۔ ۱۸۹۔ ۱۹۰۔ ۱۹۱۔ ۱۹۲۔ ۱۹۳۔ ۱۹۴۔ ۱۹۵۔ ۱۹۶۔ ۱۹۷۔ ۱۹۸۔ ۱۹۹۔ ۲۰۰۔ ۲۰۱۔ ۲۰۲۔ ۲۰۳۔ ۲۰۴۔ ۲۰۵۔ ۲۰۶۔ ۲۰۷۔ ۲۰۸۔ ۲۰۹۔ ۲۱۰۔ ۲۱۱۔ ۲۱۲۔ ۲۱۳۔ ۲۱۴۔ ۲۱۵۔ ۲۱۶۔ ۲۱۷۔ ۲۱۸۔ ۲۱۹۔ ۲۲۰۔ ۲۲۱۔ ۲۲۲۔ ۲۲۳۔ ۲۲۴۔ ۲۲۵۔ ۲۲۶۔ ۲۲۷۔ ۲۲۸۔ ۲۲۹۔ ۲۳۰۔ ۲۳۱۔ ۲۳۲۔ ۲۳۳۔ ۲۳۴۔ ۲۳۵۔ ۲۳۶۔ ۲۳۷۔ ۲۳۸۔ ۲۳۹۔ ۲۴۰۔ ۲۴۱۔ ۲۴۲۔ ۲۴۳۔ ۲۴۴۔ ۲۴۵۔ ۲۴۶۔ ۲۴۷۔ ۲۴۸۔ ۲۴۹۔ ۲۵۰۔ ۲۵۱۔ ۲۵۲۔ ۲۵۳۔ ۲۵۴۔ ۲۵۵۔ ۲۵۶۔ ۲۵۷۔ ۲۵۸۔ ۲۵۹۔ ۲۶۰۔ ۲۶۱۔ ۲۶۲۔ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵۔ ۲۶۶۔ ۲۶۷۔ ۲۶۸۔ ۲۶۹۔ ۲۷۰۔ ۲۷۱۔ ۲۷۲۔ ۲۷۳۔ ۲۷۴۔ ۲۷۵۔ ۲۷۶۔ ۲۷۷۔ ۲۷۸۔ ۲۷۹۔ ۲۸۰۔ ۲۸۱۔ ۲۸۲۔ ۲۸۳۔ ۲۸۴۔ ۲۸۵۔ ۲۸۶۔ ۲۸۷۔ ۲۸۸۔ ۲۸۹۔ ۲۹۰۔ ۲۹۱۔ ۲۹۲۔ ۲۹۳۔ ۲۹۴۔ ۲۹۵۔ ۲۹۶۔ ۲۹۷۔ ۲۹۸۔ ۲۹۹۔ ۳۰۰۔ ۳۰۱۔ ۳۰۲۔ ۳۰۳۔ ۳۰۴۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶۔ ۳۰۷۔ ۳۰۸۔ ۳۰۹۔ ۳۱۰۔ ۳۱۱۔ ۳۱۲۔ ۳۱۳۔ ۳۱۴۔ ۳۱۵۔ ۳۱۶۔ ۳۱۷۔ ۳۱۸۔ ۳۱۹۔ ۳۲۰۔ ۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۳۲۳۔ ۳۲۴۔ ۳۲۵۔ ۳۲۶۔ ۳۲۷۔ ۳۲۸۔ ۳۲۹۔ ۳۳۰۔ ۳۳۱۔ ۳۳۲۔ ۳۳۳۔ ۳۳۴۔ ۳۳۵۔ ۳۳۶۔ ۳۳۷۔ ۳۳۸۔ ۳۳۹۔ ۳۴۰۔ ۳۴۱۔ ۳۴۲۔ ۳۴۳۔ ۳۴۴۔ ۳۴۵۔ ۳۴۶۔ ۳۴۷۔ ۳۴۸۔ ۳۴۹۔ ۳۵۰۔ ۳۵۱۔ ۳۵۲۔ ۳۵۳۔ ۳۵۴۔ ۳۵۵۔ ۳۵۶۔ ۳۵۷۔ ۳۵۸۔ ۳۵۹۔ ۳۶۰۔ ۳۶۱۔ ۳۶۲۔ ۳۶۳۔ ۳۶۴۔ ۳۶۵۔ ۳۶۶۔ ۳۶۷۔ ۳۶۸۔ ۳۶۹۔ ۳۷۰۔ ۳۷۱۔ ۳۷۲۔ ۳۷۳۔ ۳۷۴۔ ۳۷۵۔ ۳۷۶۔ ۳۷۷۔ ۳۷۸۔ ۳۷۹۔ ۳۸۰۔ ۳۸۱۔ ۳۸۲۔ ۳۸۳۔ ۳۸۴۔ ۳۸۵۔ ۳۸۶۔ ۳۸۷۔ ۳۸۸۔ ۳۸۹۔ ۳۹۰۔ ۳۹۱۔ ۳۹۲۔ ۳۹۳۔ ۳۹۴۔ ۳۹۵۔ ۳۹۶۔ ۳۹۷۔ ۳۹۸۔ ۳۹۹۔ ۴۰۰۔ ۴۰۱۔ ۴۰۲۔ ۴۰۳۔ ۴۰۴۔ ۴۰۵۔ ۴۰۶۔ ۴۰۷۔ ۴۰۸۔ ۴۰۹۔ ۴۱۰۔ ۴۱۱۔ ۴۱۲۔ ۴۱۳۔ ۴۱۴۔ ۴۱۵۔ ۴۱۶۔ ۴۱۷۔ ۴۱۸۔ ۴۱۹۔ ۴۲۰۔ ۴۲۱۔ ۴۲۲۔ ۴۲۳۔ ۴۲۴۔ ۴۲۵۔ ۴۲۶۔ ۴۲۷۔ ۴۲۸۔ ۴۲۹۔ ۴۳۰۔ ۴۳۱۔ ۴۳۲۔ ۴۳۳۔ ۴۳۴۔ ۴۳۵۔ ۴۳۶۔ ۴۳۷۔ ۴۳۸۔ ۴۳۹۔ ۴۴۰۔ ۴۴۱۔ ۴۴۲۔ ۴۴۳۔ ۴۴۴۔ ۴۴۵۔ ۴۴۶۔ ۴۴۷۔ ۴۴۸۔ ۴۴۹۔ ۴۵۰۔ ۴۵۱۔ ۴۵۲۔ ۴۵۳۔ ۴۵۴۔ ۴۵۵۔ ۴۵۶۔ ۴۵۷۔ ۴۵۸۔ ۴۵۹۔ ۴۶۰۔ ۴۶۱۔ ۴۶۲۔ ۴۶۳۔ ۴۶۴۔ ۴۶۵۔ ۴۶۶۔ ۴۶۷۔ ۴۶۸۔ ۴۶۹۔ ۴۷۰۔ ۴۷۱۔ ۴۷۲۔ ۴۷۳۔ ۴۷۴۔ ۴۷۵۔ ۴۷۶۔ ۴۷۷۔ ۴۷۸۔ ۴۷۹۔ ۴۸۰۔ ۴۸۱۔ ۴۸۲۔ ۴۸۳۔ ۴۸۴۔ ۴۸۵۔ ۴۸۶۔ ۴۸۷۔ ۴۸۸۔ ۴۸۹۔ ۴۹۰۔ ۴۹۱۔ ۴۹۲۔ ۴۹۳۔ ۴۹۴۔ ۴۹۵۔ ۴۹۶۔ ۴۹۷۔ ۴۹۸۔ ۴۹۹۔ ۵۰۰۔ ۵۰۱۔ ۵۰۲۔ ۵۰۳۔ ۵۰۴۔ ۵۰۵۔ ۵۰۶۔ ۵۰۷۔ ۵۰۸۔ ۵۰۹۔ ۵۱۰۔ ۵۱۱۔ ۵۱۲۔ ۵۱۳۔ ۵۱۴۔ ۵۱۵۔ ۵۱۶۔ ۵۱۷۔ ۵۱۸۔ ۵۱۹۔ ۵۲۰۔ ۵۲۱۔ ۵۲۲۔ ۵۲۳۔ ۵۲۴۔ ۵۲۵۔ ۵۲۶۔ ۵۲۷۔ ۵۲۸۔ ۵۲۹۔ ۵۳۰۔ ۵۳۱۔ ۵۳۲۔ ۵۳۳۔ ۵۳۴۔ ۵۳۵۔ ۵۳۶۔ ۵۳۷۔ ۵۳۸۔ ۵۳۹۔ ۵۴۰۔ ۵۴۱۔ ۵۴۲۔ ۵۴۳۔ ۵۴۴۔ ۵۴۵۔ ۵۴۶۔ ۵۴۷۔ ۵۴۸۔ ۵۴۹۔ ۵۵۰۔ ۵۵۱۔ ۵۵۲۔ ۵۵۳۔ ۵۵۴۔ ۵۵۵۔ ۵۵۶۔ ۵۵۷۔ ۵۵۸۔ ۵۵۹۔ ۵۶۰۔ ۵۶۱۔ ۵۶۲۔ ۵۶۳۔ ۵۶۴۔ ۵۶۵۔ ۵۶۶۔ ۵۶۷۔ ۵۶۸۔ ۵۶۹۔ ۵۷۰۔ ۵۷۱۔ ۵۷۲۔ ۵۷۳۔ ۵۷۴۔ ۵۷۵۔ ۵۷۶۔ ۵۷۷۔ ۵۷۸۔ ۵۷۹۔ ۵۸۰۔ ۵۸۱۔ ۵۸۲۔ ۵۸۳۔ ۵۸۴۔ ۵۸۵۔ ۵۸۶۔ ۵۸۷۔ ۵۸۸۔ ۵۸۹۔ ۵۹۰۔ ۵۹۱۔ ۵۹۲۔ ۵۹۳۔ ۵۹۴۔ ۵۹۵۔ ۵۹۶۔ ۵۹۷۔ ۵۹۸۔ ۵۹۹۔ ۶۰۰۔ ۶۰۱۔ ۶۰۲۔ ۶۰۳۔ ۶۰۴۔ ۶۰۵۔ ۶۰۶۔ ۶۰۷۔ ۶۰۸۔ ۶۰۹۔ ۶۱۰۔ ۶۱۱۔ ۶۱۲۔ ۶۱۳۔ ۶۱۴۔ ۶۱۵۔ ۶۱۶۔ ۶۱۷۔ ۶۱۸۔ ۶۱۹۔ ۶۲۰۔ ۶۲۱۔ ۶۲۲۔ ۶۲۳۔ ۶۲۴۔ ۶۲۵۔ ۶۲۶۔ ۶۲۷۔ ۶۲۸۔ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ ۶۳۱۔ ۶۳۲۔ ۶۳۳۔ ۶۳۴۔ ۶۳۵۔ ۶۳۶۔ ۶۳۷۔ ۶۳۸۔ ۶۳۹۔ ۶۴۰۔ ۶۴۱۔ ۶۴۲۔ ۶۴۳۔ ۶۴۴۔ ۶۴۵۔ ۶۴۶۔ ۶۴۷۔ ۶۴۸۔ ۶۴۹۔ ۶۵۰۔ ۶۵۱۔ ۶۵۲۔ ۶۵۳۔ ۶۵۴۔ ۶۵۵۔ ۶۵۶۔ ۶۵۷۔ ۶۵۸۔ ۶۵۹۔ ۶۶۰۔ ۶۶۱۔ ۶۶۲۔ ۶۶۳۔ ۶۶۴۔ ۶۶۵۔ ۶۶۶۔ ۶۶۷۔ ۶۶۸۔ ۶۶۹۔ ۶۷۰۔ ۶۷۱۔ ۶۷۲۔ ۶۷۳۔ ۶۷۴۔ ۶۷۵۔ ۶۷۶۔ ۶۷۷۔ ۶۷۸۔ ۶۷۹۔ ۶۸۰۔ ۶۸۱۔ ۶۸۲۔ ۶۸۳۔ ۶۸۴۔ ۶۸۵۔ ۶۸۶۔ ۶۸۷۔ ۶۸۸۔ ۶۸۹۔ ۶۹۰۔ ۶۹۱۔ ۶۹۲۔ ۶۹۳۔ ۶۹۴۔ ۶۹۵۔ ۶۹۶۔ ۶۹۷۔ ۶۹۸۔ ۶۹۹۔ ۷۰۰۔ ۷۰۱۔ ۷۰۲۔ ۷۰۳۔ ۷۰۴۔ ۷۰۵۔ ۷۰۶۔ ۷۰۷۔ ۷۰۸۔ ۷۰۹۔ ۷۱۰۔ ۷۱۱۔ ۷۱۲۔ ۷۱۳۔ ۷۱۴۔ ۷۱۵۔ ۷۱۶۔ ۷۱۷۔ ۷۱۸۔ ۷۱۹۔ ۷۲۰۔ ۷۲۱۔ ۷۲۲۔ ۷۲۳۔ ۷۲۴۔ ۷۲۵۔ ۷۲۶۔ ۷۲۷۔ ۷۲۸۔ ۷۲۹۔ ۷۳۰۔ ۷۳۱۔ ۷۳۲۔ ۷۳۳۔ ۷۳۴۔ ۷۳۵۔ ۷۳۶۔ ۷۳۷۔ ۷۳۸۔ ۷۳۹۔ ۷۴۰۔ ۷۴۱۔ ۷۴۲۔ ۷۴۳۔ ۷۴۴۔ ۷۴۵۔ ۷۴۶۔ ۷۴۷۔ ۷۴۸۔ ۷۴۹۔ ۷۵۰۔ ۷۵۱۔ ۷۵۲۔ ۷۵۳۔ ۷۵۴۔ ۷۵۵۔ ۷۵۶۔ ۷۵۷۔ ۷۵۸۔ ۷۵۹۔ ۷۶۰۔ ۷۶۱۔ ۷۶۲۔ ۷۶۳۔ ۷۶۴۔ ۷۶۵۔ ۷۶۶۔ ۷۶۷۔ ۷۶۸۔ ۷۶۹۔ ۷۷۰۔ ۷۷۱۔ ۷۷۲۔ ۷۷۳۔ ۷۷۴۔ ۷۷۵۔ ۷۷۶۔ ۷۷۷۔ ۷۷۸۔ ۷۷۹۔ ۷۸۰۔ ۷۸۱۔ ۷۸۲۔ ۷۸۳۔ ۷۸۴۔ ۷۸۵۔ ۷۸۶۔ ۷۸۷۔ ۷۸۸۔ ۷۸۹۔ ۷۹۰۔ ۷۹۱۔ ۷۹۲۔ ۷۹۳۔ ۷۹۴۔ ۷۹۵۔ ۷۹۶۔ ۷۹۷۔ ۷۹۸۔ ۷۹۹۔ ۸۰۰۔ ۸۰۱۔ ۸۰۲۔ ۸۰۳۔ ۸۰۴۔ ۸۰۵۔ ۸۰۶۔ ۸۰۷۔ ۸۰۸۔ ۸۰۹۔ ۸۱۰۔ ۸۱۱۔ ۸۱۲۔ ۸۱۳۔ ۸۱۴۔ ۸۱۵۔ ۸۱۶۔ ۸۱۷۔ ۸۱۸۔ ۸۱۹۔ ۸۲۰۔ ۸۲۱۔ ۸۲۲۔ ۸۲۳۔ ۸۲۴۔ ۸۲۵۔ ۸۲۶۔ ۸۲۷۔ ۸۲۸۔ ۸۲۹۔ ۸۳۰۔ ۸۳۱۔ ۸۳۲۔ ۸۳۳۔ ۸۳۴۔ ۸۳۵۔ ۸۳۶۔ ۸۳۷۔ ۸۳۸۔ ۸۳۹۔ ۸۴۰۔ ۸۴۱۔ ۸۴۲۔ ۸۴۳۔ ۸۴۴۔ ۸۴۵۔ ۸۴۶۔ ۸۴۷۔ ۸۴۸۔ ۸۴۹۔ ۸۵۰۔ ۸۵۱۔ ۸۵۲۔ ۸۵۳۔ ۸۵۴۔ ۸۵۵۔ ۸۵۶۔ ۸۵۷۔ ۸۵۸۔ ۸۵۹۔ ۸۶۰۔ ۸۶۱۔ ۸۶۲۔ ۸۶۳۔ ۸۶۴۔ ۸۶۵۔ ۸۶۶۔ ۸۶۷۔ ۸۶۸۔ ۸۶۹۔ ۸۷۰۔ ۸۷۱۔ ۸۷۲۔ ۸۷۳۔ ۸۷۴۔ ۸۷۵۔ ۸۷۶۔ ۸۷۷۔ ۸۷۸۔ ۸۷۹۔ ۸۸۰۔ ۸۸۱۔ ۸۸۲۔ ۸۸۳۔ ۸۸۴۔ ۸۸۵۔ ۸۸۶۔ ۸۸۷۔ ۸۸۸۔ ۸۸۹۔ ۸۹۰۔ ۸۹۱۔ ۸۹۲۔ ۸۹۳۔ ۸۹۴۔ ۸۹۵۔ ۸۹۶۔ ۸۹۷۔ ۸۹۸۔ ۸۹۹۔ ۹۰۰۔ ۹۰۱۔ ۹۰۲۔ ۹۰۳۔ ۹۰۴۔ ۹۰۵۔ ۹۰۶۔ ۹۰۷۔ ۹۰۸۔ ۹۰۹۔ ۹۱۰۔ ۹۱۱۔ ۹۱۲۔ ۹۱۳۔ ۹۱۴۔ ۹۱۵۔ ۹۱۶۔ ۹۱۷۔ ۹۱۸۔ ۹۱۹۔ ۹۲۰۔ ۹۲۱۔ ۹۲۲۔ ۹۲۳۔ ۹۲۴۔ ۹۲۵۔ ۹۲۶۔ ۹۲۷۔ ۹۲۸۔ ۹۲۹۔ ۹۳۰۔ ۹۳۱۔ ۹۳۲۔ ۹۳۳۔ ۹۳۴۔ ۹۳۵۔ ۹۳۶۔ ۹۳۷۔ ۹۳۸۔ ۹۳۹۔ ۹۴۰۔ ۹۴۱۔ ۹۴۲۔ ۹۴۳۔ ۹۴۴۔ ۹۴۵۔ ۹۴۶۔ ۹۴۷۔ ۹۴۸۔ ۹۴۹۔ ۹۵۰۔ ۹۵۱۔ ۹۵۲۔ ۹۵۳۔ ۹۵۴۔ ۹۵۵۔ ۹۵۶۔ ۹۵۷۔ ۹۵۸۔ ۹۵۹۔ ۹۶۰۔ ۹۶۱۔ ۹۶۲۔ ۹۶۳۔ ۹۶۴۔ ۹۶۵۔ ۹۶۶۔ ۹۶۷۔ ۹۶۸۔ ۹۶۹۔ ۹۷۰۔ ۹۷۱۔ ۹۷۲۔ ۹۷۳۔ ۹۷۴۔ ۹۷۵۔ ۹۷۶۔ ۹۷۷۔ ۹۷۸۔ ۹۷۹۔ ۹۸۰۔ ۹۸۱۔ ۹۸۲۔ ۹۸۳۔ ۹۸۴۔ ۹۸۵۔ ۹۸۶۔ ۹۸۷۔ ۹۸۸۔ ۹۸۹۔ ۹۹۰۔ ۹۹۱۔ ۹۹۲۔ ۹۹۳۔ ۹۹۴۔ ۹۹۵۔ ۹۹۶۔ ۹۹۷۔ ۹۹۸۔ ۹۹۹۔ ۱۰۰۰۔ ۱۰۰۱۔ ۱۰۰۲۔ ۱۰۰۳۔ ۱۰۰۴۔ ۱۰۰۵۔ ۱۰۰۶۔ ۱۰۰۷۔ ۱۰۰۸۔ ۱۰۰۹۔ ۱۰۱۰۔ ۱۰۱۱۔ ۱۰۱۲۔ ۱۰۱۳۔ ۱۰۱۴۔ ۱۰۱۵۔ ۱۰۱۶۔ ۱۰۱۷۔ ۱۰۱۸۔ ۱۰۱۹۔ ۱۰۲۰۔ ۱۰۲۱۔ ۱۰۲۲۔ ۱۰۲۳۔ ۱۰۲۴۔ ۱۰۲۵۔ ۱۰۲۶۔ ۱۰۲۷۔ ۱۰۲۸۔ ۱۰۲۹۔ ۱۰۳۰۔ ۱۰۳۱۔ ۱۰۳۲۔ ۱۰۳۳۔ ۱۰۳۴۔ ۱۰۳۵۔ ۱۰۳۶۔ ۱۰۳۷۔ ۱۰۳۸۔ ۱۰۳۹۔ ۱۰۴۰۔ ۱۰۴۱۔ ۱۰۴۲۔ ۱۰۴۳۔ ۱۰۴۴۔ ۱۰۴۵۔ ۱۰۴۶۔ ۱۰۴۷۔ ۱۰۴۸۔ ۱۰۴۹۔ ۱۰۵۰۔ ۱۰۵۱۔ ۱۰۵۲۔ ۱۰۵۳۔ ۱۰۵۴۔ ۱۰۵۵۔ ۱۰۵۶۔ ۱۰۵۷۔ ۱۰۵۸۔ ۱۰۵۹۔ ۱۰۶۰۔ ۱۰۶۱۔ ۱۰۶۲۔ ۱۰۶۳۔ ۱۰۶۴۔ ۱۰۶۵۔ ۱۰۶۶۔ ۱۰۶۷۔ ۱۰۶۸۔ ۱۰۶۹۔ ۱۰۷۰۔ ۱۰۷۱۔ ۱۰۷۲۔ ۱۰۷۳۔ ۱۰۷۴۔ ۱۰۷۵۔ ۱۰۷۶۔ ۱۰۷۷۔ ۱۰۷۸۔ ۱۰۷۹۔ ۱۰۸۰۔ ۱۰۸۱۔ ۱۰۸۲۔ ۱۰۸۳۔ ۱۰۸۴۔ ۱۰۸۵۔ ۱۰۸۶۔ ۱۰۸۷۔ ۱۰۸۸۔ ۱۰۸۹۔ ۱۰۹۰۔ ۱۰۹۱۔ ۱۰۹۲۔ ۱۰۹۳۔ ۱۰۹۴۔ ۱۰۹۵۔ ۱۰۹۶۔ ۱۰۹۷۔ ۱۰۹۸۔ ۱۰۹۹۔ ۱۱۰۰۔ ۱۱۰۱۔ ۱۱۰۲۔ ۱۱۰۳۔ ۱۱۰۴۔ ۱۱۰۵۔ ۱۱۰۶۔ ۱۱۰۷۔ ۱۱۰۸۔ ۱۱۰۹۔ ۱۱۱۰۔ ۱۱۱۱۔ ۱۱۱۲۔ ۱۱۱۳۔ ۱۱۱۴۔ ۱۱۱۵۔ ۱۱۱۶۔ ۱۱۱۷۔ ۱۱۱۸۔ ۱۱۱۹۔ ۱۱۲۰۔ ۱۱۲۱۔ ۱۱۲۲۔ ۱۱۲۳۔ ۱۱۲۴۔ ۱۱۲۵۔ ۱۱۲۶۔ ۱۱۲۷۔ ۱۱۲۸۔ ۱۱۲۹۔ ۱۱۳۰۔ ۱۱۳۱۔ ۱۱۳۲۔ ۱۱۳۳۔ ۱۱۳۴۔ ۱۱۳۵۔ ۱۱۳۶۔ ۱۱۳۷۔ ۱۱۳۸۔ ۱۱۳۹۔ ۱۱۴۰۔ ۱۱۴۱۔ ۱۱۴۲۔ ۱۱۴۳۔ ۱۱۴۴۔ ۱۱۴۵۔ ۱۱۴۶۔ ۱۱۴۷۔ ۱۱۴۸۔ ۱۱۴۹۔ ۱۱۵۰۔ ۱۱۵۱۔ ۱۱۵۲۔ ۱۱۵۳۔ ۱۱۵۴۔ ۱۱۵۵۔ ۱۱۵۶۔ ۱۱۵۷۔ ۱۱۵۸۔ ۱۱۵۹۔ ۱۱۶۰۔ ۱۱۶۱۔ ۱۱۶۲۔ ۱۱۶۳۔ ۱۱۶۴۔ ۱۱۶۵۔ ۱۱۶۶۔ ۱۱۶۷۔ ۱۱۶۸۔ ۱۱۶۹۔ ۱۱۷۰۔ ۱۱۷۱۔ ۱۱۷۲۔ ۱۱۷۳۔ ۱۱۷۴۔ ۱۱۷۵۔ ۱۱۷۶۔ ۱۱۷۷۔ ۱۱۷۸۔ ۱۱۷۹۔ ۱۱۸۰۔ ۱۱۸۱۔ ۱۱۸۲۔ ۱۱۸۳۔ ۱۱۸۴۔ ۱۱۸۵۔ ۱۱۸۶۔ ۱۱۸۷۔ ۱۱۸۸۔ ۱۱۸۹۔ ۱۱۹۰۔ ۱۱۹۱۔ ۱۱۹۲۔ ۱۱۹۳۔ ۱۱۹۴۔ ۱۱۹۵۔ ۱۱۹۶۔ ۱۱۹۷۔ ۱۱۹۸۔ ۱۱۹۹۔ ۱۲۰۰۔ ۱۲۰۱۔ ۱۲۰۲۔ ۱۲۰۳۔ ۱۲۰۴۔ ۱۲۰۵۔ ۱۲۰۶۔ ۱۲۰۷۔ ۱۲۰۸۔ ۱۲۰۹۔ ۱۲۱۰۔ ۱۲۱۱۔ ۱۲۱۲۔ ۱۲۱۳۔ ۱۲۱۴۔ ۱۲۱۵۔ ۱۲۱۶۔ ۱۲۱۷۔ ۱۲۱۸۔ ۱۲۱۹۔ ۱۲۲۰۔ ۱۲۲۱۔ ۱۲۲۲۔ ۱۲۲۳۔ ۱۲۲۴۔ ۱۲۲۵۔ ۱۲۲۶۔ ۱۲۲۷۔ ۱۲۲۸۔ ۱۲۲۹۔ ۱۲۳۰۔ ۱۲۳۱۔ ۱۲۳۲۔ ۱۲۳۳۔ ۱۲۳۴۔ ۱۲۳۵۔ ۱۲۳۶۔ ۱۲۳۷۔ ۱۲۳۸۔ ۱۲۳۹۔ ۱۲۴۰۔ ۱۲۴۱۔ ۱۲۴۲۔ ۱۲۴۳۔ ۱۲۴۴۔ ۱۲۴۵۔ ۱۲۴۶۔ ۱۲۴۷۔ ۱۲۴۸۔ ۱۲۴۹۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۵۱۔ ۱۲۵۲۔ ۱۲۵۳۔ ۱۲۵۴۔ ۱۲۵۵۔ ۱۲۵۶۔ ۱۲۵۷۔ ۱۲۵۸۔ ۱۲۵۹۔ ۱۲۶۰۔ ۱۲۶۱۔ ۱۲۶۲۔ ۱۲۶۳۔ ۱۲۶۴۔ ۱۲۶۵۔ ۱۲۶۶۔ ۱۲۶۷۔ ۱۲۶۸۔ ۱۲۶۹۔ ۱۲۷۰۔ ۱۲۷۱۔ ۱۲۷۲۔ ۱۲۷۳۔ ۱۲۷۴۔ ۱۲۷۵۔ ۱۲۷۶۔ ۱۲۷۷۔ ۱۲۷۸۔ ۱۲۷۹۔ ۱۲۸۰۔ ۱۲۸۱۔ ۱۲۸۲۔ ۱۲۸۳۔ ۱۲۸۴۔ ۱۲۸۵۔ ۱۲۸۶۔ ۱۲۸۷۔ ۱۲۸۸۔ ۱۲۸۹۔ ۱۲۹۰۔ ۱۲۹۱۔ ۱۲۹۲۔ ۱۲۹۳۔ ۱۲۹۴۔ ۱۲۹۵۔ ۱۲۹۶۔ ۱۲۹۷۔ ۱۲۹۸۔ ۱۲۹۹۔ ۱۳۰۰۔ ۱۳۰۱۔ ۱۳۰۲۔ ۱۳۰۳۔ ۱۳۰۴۔ ۱۳۰۵۔ ۱۳۰۶۔ ۱۳۰۷۔ ۱۳۰۸۔ ۱۳۰۹۔ ۱۳۱۰۔ ۱۳۱۱۔ ۱۳۱۲۔ ۱۳۱۳۔ ۱۳۱۴۔ ۱۳۱۵۔ ۱۳۱۶۔ ۱۳۱۷۔ ۱۳۱۸۔ ۱۳۱۹۔ ۱۳۲۰۔ ۱۳۲۱۔ ۱۳۲۲۔ ۱۳۲۳۔ ۱۳۲۴۔ ۱۳۲۵۔ ۱۳۲۶۔ ۱۳۲۷۔ ۱۳۲۸۔ ۱۳۲۹۔ ۱۳۳۰۔ ۱۳۳۱۔ ۱۳۳۲۔ ۱۳۳۳۔ ۱۳۳۴۔ ۱۳۳۵۔ ۱۳۳۶۔ ۱۳۳۷۔ ۱۳۳۸۔ ۱۳۳۹۔ ۱۳۴۰۔ ۱۳۴۱۔ ۱۳۴۲۔ ۱۳۴۳۔ ۱۳۴۴۔ ۱۳۴۵۔ ۱۳۴۶۔ ۱۳۴۷۔ ۱۳۴۸۔ ۱۳۴۹۔ ۱۳۵۰۔ ۱۳۵۱۔ ۱۳۵۲۔ ۱۳۵۳۔ ۱۳۵۴۔ ۱۳۵۵۔ ۱۳۵۶۔ ۱۳۵۷۔ ۱۳۵۸۔ ۱۳۵۹۔ ۱۳۶۰۔ ۱۳۶۱۔ ۱۳۶۲۔ ۱۳۶۳۔ ۱۳۶۴۔ ۱۳۶۵۔ ۱۳۶۶۔ ۱۳۶۷۔ ۱۳۶۸۔ ۱۳۶۹۔ ۱۳۷۰۔ ۱۳۷۱۔ ۱۳۷۲۔ ۱۳۷۳۔ ۱۳۷۴۔ ۱۳۷۵۔ ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷۔ ۱۳۷۸۔ ۱۳۷۹۔ ۱۳۸۰۔ ۱۳۸۱۔ ۱۳۸۲۔ ۱۳۸۳۔ ۱۳۸۴۔ ۱۳۸۵۔ ۱۳۸۶۔ ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸۔ ۱۳۸۹۔ ۱۳۹۰۔ ۱۳۹۱۔ ۱۳۹۲۔ ۱۳۹۳۔ ۱۳۹۴۔ ۱۳۹

مفتی عبدالغفور ترمذی کی ولادت اپنی محبوس موصی اردن ریاست بنیامین میں ۱۱ رجب المرجب ۱۳۳۱ھ مطابق مارچ ۱۹۱۳ء کو ہوئی۔ آپ کی مائی حترمہ نے ”عبدالغفور“ نام رکھا وہ فرماتی تھیں مجھے یہی نام اچھا لگتا ہے چنانچہ سب نے اسی کو پسند کیا۔ آپ کو اسی نام سے شہرت حاصل ہوئی آپ کا تاریخی نام ”مرعوب النبی“ ہے جس سے آپ کا من ولادت ۱۳۳۱ھ لکھا ہے ۱۲

تعلیم و تربیت

اردو، فارسی، حفظ قرآن کریم تجوید و قرات اور درسِ بکلی کی اچھی کسب کی تکمیل کے بعد ۱۳۶۳ھ میں دورہ حدیث شریف کے لیے دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور ۱۳۶۵ھ میں مولانا حبیب الرحمن مدنی اور دیگر اجداد و کرام سے فیضِ باب ہو کر اعلیٰ بیروں میں سالانہ امتحان پاس کیا ۱۳۶۷ھ ۱۳۶۸ھ ۱۳۶۹ھ ۱۳۷۰ھ ۱۳۷۱ھ ۱۳۷۲ھ

بیعت و خلافت

آپ سے بچپن ہی سے مولانا اشرف علی تھانوی سے بیعت کا شرف حاصل کر لیا تھا پھر حضرت کے خلفاء میں مفتی حسن سرسری مولانا حمید محمد حامد عری سے اصلاحی تعلق قائم رکھا، بعد ازاں مولانا ظفر احمد عثمانی سے تعلق قائم کیا اور خلافت حاصل کی، ان کے بعد مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سے تعلق قائم فرمایا تھا، ان کی طرف سے بھی بخار بیعت فرمائی، اس طرح آپ نے بچپن ہی سے مولانا اشرف علی تھانوی سے بیعت کا شرف حاصل کر لیا تھا ۱۹

جامعہ تھانیہ کاپس منظر

جامعہ تھانیہ کی بنیاد مفتی سید عبدالکریم گھنوی (م ۱۳۶۸ھ) نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے مشورہ اور ہمراہ سے ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹۳۷ء میں قصبہ شاہ آباد، ہندوستان میں رکھی۔ ۱۳۵۶ھ میں اس مدرسہ کا قیام محمد منور احمد رادگاں قصبہ شاہ آباد جامع مسجد محروم صاحب کے اس حجرہ میں عمل میں آیا کہ جس میں شیخ عبدالقدوس گنگوئی ایک عرصہ مقیم رہے، اسی نسبت سے ابتدا میں اس کا نام مدرسہ قدوسیہ رکھا گیا۔ ۱۳۶۱ھ میں یہ مدرسہ قصبہ شاہ آباد ضلع کرناں میں منتقل ہوا اور مولانا اشرف علی تھانوی نے اس مدرسہ کا نام ”مدرسہ تھانیہ“ تجویز فرمایا۔ یہ نام شیخ عبدالقدوس گنگوئی سے شیخ اشیر محمد عبدالحق دہلوی کے نام مبارک کی نسبت سے رکھا گیا اور پھر تقسیم ملک ۱۳۶۶ھ مطابق ۱۹۴۷ء تک یہ مدرسہ ہی نام سے دینی و علمی و دیگر خدمات بحال رہا۔

تقسیم ملک کے بعد مفتی عبدالغفور ترمذی نے تحصیل ساہیوال ضلع سرگودھا پاکستان میں اگست ۱۹۴۹ء سے شہر کی مرکزی جامع مسجد میں مدرسہ ”قاسمیہ“ کے نام سے ایک مدرسہ قائم فرمایا جو ۱۹۵۳ء تک قائم رہا۔ ۱۹۵۳ء میں جب قسم بدلت کی تحریک چلی تو آپ ترقی ہو گئے اور آپ کے بعد یہ مدرسہ بدھوگیا جیل سے ۱۰ ایکڑ پر آپ نے مستقل عمارت میں مدرسہ کے قیام کا عزم فرمایا اور اس کی ابتدا دسمبر ۱۹۵۵ء مطابق ۸ اکتوبر ۱۹۵۵ء

حکامہ قلعہ وال میں ہوئی اور مولانا خیر محمد جہانپوری کے مشورہ سے شاہ آغا نے ”حدودہ حقانیہ“ کے نام پر ہی اس کا نام ”حدودہ حقانیہ“ رکھا گیا۔

حضرت مفتی صاحب کو ۱۹۹۴ء سے قلب کا عارضہ لاحق تھا۔ آپ ۵ شواہل المکرم ۱۴۲۱ھ مطابق یکم جنوری ۲۰۰۰ء بروز سوموار مغرب کی نماز پڑھا کر مگر تشریف لے گئے اسی وقت دل کا سخت دورہ ہو توڑی ہی ایر میں عث کی ۱۰ ص سے قبل آپ انتقال فرما گئے۔ ۳۲ ص آپ کا جنازہ مولانا مشرف علی قادری مدظلہ سے پڑھایا، ہر اہل خراسان کے اس میں شرکت کی درمصر سے قبل حقانیہ قبرستان فرکہ درو سا میوالی (سرگودھا) میں آپ کی تدفین سوئی ۳۲ ص

مفتی عہدہ انکسور ترمذی کی اہم تصانیف میں احکام القرآن، ہدایۃ الخیر ان فی جواب القرآن، شرف معارف، دعوت تبلیغ کی شرعی حیثیت، معارف مدنی، تذکرہ مدنی، حیات مجاہد کرام وغیرہ ہیں۔ اس کے علاوہ بہت سی مختلف موضوعات پر تصانیف مطبوعہ اور غیر مطبوعہ ہیں۔

تاییدات احکام القرآن کا تاریخی ارتقاء عرب و عجم میں احکام القرآن کی کاوشیں

لہذا تعالیٰ نے قرآن مجید کو متقیں کی ہدایت کی کتاب بنایا، اس کتاب میں مسلمانوں کی رشد و ہدایت کے لیے حکامات الہی ذکر کئے، ان میں بعض احکام وہ ہیں جو عبارتہ الہی سے ثابت ہوتے ہیں بعض شہادت الہی سے بعض درالذہن اور بعض تفسیر، ان سے ثابت ہوتے ہیں۔ اہل عرب کی چونکہ مادری زبان عربی تھی جن احکامات کے سمجھنے میں صحابہ کرام کو وقت پیش آتی وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتے تھے، اس طرح یہ مسئلہ جاری رہا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس داری سے رحلت کے بعد بعض ایسے مسائل درپیش ہوئے کہ اس کا حل ابتداء قرآن سے معلوم نہ ہوتا تو پھر حکم الہی، تاکم الرسول لہذا وہ وہاں ہم عرفا تھیں۔ کے مطابق ہی رہیں۔ مسلمانوں کی سنت کی طرف رجوع کرتے، گراں سے بھی حکم معلوم نہ ہو سکتا تو پھر ارشاد خداوندی اور ارشاد نبوی کے مطابق جہتہ سے اس طرح کام کیا تاکہ قرآن سنت سے مستند تو نہ کہیں کیا، پر مسائل کا حل تلاش کیا جاتا تھا، صحابہ کرام میں بعض اوقات فقہی اختلاف رونما ہوتا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ جس صحابی سے کسی آیت قرآنی کا جو مطلب و مہموم سمجھا وہ سے بیان کرتا تھا، پھر اگر کوئی دوسرا صحابی ایسا مطلب و مہموم بیان کرتا جو پہلے سے زیادہ واضح اور صحیح ہوتا تھا تو وہ اس کی طرف رجوع کر لیتے تھے، گویا حق و صداقت کی۔ مدت جستجو میں رہتے تھے حتیٰ کہ حق کے مقابلہ میں اپنی دلی رائے کو کوئی اہمیت نہ دیتے تھے۔

مسائل اربعہ کے دور میں فقہی تفسیر

جب مسلمانوں میں سنے سنے مسائل و خواتم ظہور پدید ہوئے اور ان کا حل متقدمین کی تحقیقات میں سرحد نہ

ان مکاتو پر مرام نے قرآن و سنت کے اصول و قواعد کی روشنی میں اس کے حکامات مستطہ فرمائے، ان حضرات کے قرآن و سنت سے مستطہ اصول و قواعد میں اختلاف کی وجہ سے مسائل میں بھی اختلاف واقع ہوا، لیکن اس اختلاف کے باوجود ان حضرات میں باہمی محبت و احترام بہت دیا، وہ حق حتیٰ کہ امام شافعی امام ابوحنیفہ کے بارے فرماتے ہیں کہ سارے عالم میں اللعہ بہ یہ سبب ۲ (یعنی) لوگ فقہ میں ابوحنیفہ کے متبع ہیں۔ امام شافعی سچے شاعر امام محمد بن حنبل و فرماتے ہیں کہ اوصح للحدیث عندنا فاعلموا ۳ (یعنی) جب آپ کے آپ صحیح حدیث ہو تو مجھے بھی آگاہ کر دیا کرو۔ امام شافعی اپنے استاد امام مالک کے بارے فرماتے ہیں کہ اد ذکر الحدیث معادلت الحدیث صاحب ۴ (یعنی) جب حدیث نبوی کا ذکر کیا جائے تو امام مالک درخشندہ ستارہ ہیں۔ نہیں اس عمر امام کے بیوہ کاروں نے تیف دوسرے پر نقد و جرح کا ایسا سلسلہ شروع کیا کہ جس میں دوسرے مسلک دسے کو تنقید کا شہ بناتے حتیٰ کہ مخالف کی تردید میں اپنی تمام مسلماتیں صرف کر دیتے۔

پرویسر عدلہ اندر حریری کہتے ہیں کہ مسنی تعصب میں علو کے باوصف یہ مقلدین کی بھی کمی نہیں جو اصناف سے کام لیتے تھے اور ائمہ کے اقوال پر شریعہ و فقہاء جرح کرتے تھے اس کے قوں کو دیکھ کر وہاں سے ہم تنہا ہوتے تو تسلیم کرتے ورنہ جس بات کو حق سمجھتے قبول کرتے، قطع نظر اس سے کہ اس کا قائل کون ہے۔ ۵ تاویفات احکام القرآن میں عام طور پر فقہین موصوعات سے بحث کی جاتی ہے، جس کی طرف مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہم نے ان الفاظ سے اشارہ فرمایا ہے۔

(۱) وہ حکام و قوانین جو خالص اللہ کے حقوق سے متعلق ہیں جنہیں مختصر لفظ میں خالص عبادات کہا جاسکتا ہے۔

(۲) وہ حکام و قوانین جو خالص بدوں کے حقوق سے متعلق ہیں جنہیں ہم معاملات سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

(۳) وہ حکام و قوانین جو بعض حیثیت سے عبادات میں اور بعض حیثیت سے معاملات میں۔

تفسیری مناہج

جس صحابہ کرام سے تفسیر روایات مروی ہیں یا جس کے تفسیری اجتہادات کا بعد کے تفسیروں ادب پر مگر اثر ہے ان میں نمایاں دوسری۔ کرام سیدنا علی بن ابی طالب اور سیدنا عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہیں یہ بات اس لئے یاد رکھنی ضروری ہے کہ قرآن مجید کی تفسیر کے جتنے رجحانات اور اسباب مختلف اوقات میں سامنے آئے ہیں ان میں سے کسی سبب کے بارے میں یہ تصور نا درست نہیں ہوگا کہ وہ صحابہ کرام سے مروی ان روایات کے تسلسل سے بالکل ہٹ کر کوئی نئی چیز ہے، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ان تمام رجحانات کی سند صحابہ کرام کے قوں و ارشادات سے ملتی ہے، اس سبب ساریب و مناہج کی بنیادیں صحابہ کرام سے مروی روایات اور ان اجتہادات میں موجود ہیں جو صحابہ کرام

سے قرآن مجید کے بارے میں اور خاص طور پر ان صحابہ کرام کے تفسیری اقوال و جہادات میں وہ سب عناصر موجود ہیں جن سے بڑی تعداد میں تابعین نے استفادہ کیا، ان میں سے حضرت عبداللہ بن عباس اور ان کے بعض مشہور شاگرد ہیں۔ سیدنا علیؑ اور ان کے تفسیری رجحانات کے بارے میں بھی اشارہ کیا جا چکا ہے۔ اس کے علاوہ کئی تعداد بہت بڑی سے جس سے خاص طور پر کوفہ اور مدینہ سورہ میں تفسیری روایات عام ہوئیں۔

یہ یقین تو قطعی طور پر رہا نہیں کہ قرآن مجید کی تفسیر میں کال کتنے رجحانات پیدا ہوئے۔ اس لئے کہ جب تک نسائی دس کام کرتا رہے گا نئے نئے رجحانات پیدا ہوتے رہیں گے، جب تک انسان روئے زمین پر موجود ہے اور قرآن مجید کے بارے میں موجود ہیں وہ قرآن مجید کے نئے نئے ماسب اور معانی پر غور کرتے رہیں گے اور یوں علم تفسیر کے نئے نئے اسباب، نئے نئے نتائج اور نئے نئے رجحانات سامنے آتے رہیں گے۔

ان رجحانات میں ایک رجحان تفسیر بالماثور ہے علامہ ابن کثیرؒ کی "تفسیر القرآن العظیم والمعروف تفسیر ابن کثیر" اور علامہ جلال الدین سیوطیؒ کی "الدر المنثور فی التفسیر بالماثور" کا ہے، دوسرا رجحان دعویٰ اور انی تفسیر ہے ابو عبیدہ معمر بن الجحلیؒ کی کتاب "مجاہد القرآن" اور عیسیٰ بن رباطؒ کی کتاب "معانی القرآن" سے، تیسرا رجحان تفسیر بامسارے جیسے سورہ میں جس جملاتی کی "تذکرہ قرآن" ہے

چوتھا رجحان کلامی بھی نظریاتی و محتاجی تفسیر جیسے امام ابو منصورؒ زبیریؒ کی "تلاوات اہل السنۃ" اور قاسم عبد الجبار معتزلیؒ کی "تزییہ القرآن علی المظاهر" ہے، پانچواں رجحان صوفیانہ تفسیر جیسے علامہ آدویؒ کی "روح معانی" اور مولانا شرف علی مہدویؒ کی "بیان القرآن" ہے، چھٹا رجحان سائنسی تفسیر جیسے علامہ طحطاویؒ جوہریؒ کی "جواہر القرآن" ہے۔ یہی طرح ایک نہایت زیادہ رجحان فقہی تفسیر کا ہے، اس میں قرآن مجید کی آیات کی خصوصی تفسیر کی گئی ہے جن میں احکام بیان ہوئے ہیں۔

فقہی تفسیر کا تاریخی اعتبار سے مختصر جائزہ

- ۱۔ مجروح احکام القرآن حنفی بن آدم بن سہیل (م ۲۰۳ھ) ۷
- ۲۔ احکام القرآن محمد بن دریس بن عباس بن عثمان القرظی ابو عبد اللہ نام شافعی (م ۲۰۴ھ) ۸
- ۳۔ احکام القرآن ابو ثور برہم بن خالد بن ابی الیمان الکلبی (م ۲۳۰ھ) ۹
- ۴۔ ایجاب التمسک باحکام القرآن حماد بن ابی اسحاق بن اثم بن محمد بن قطن التمیمی مروزی (م ۲۳۲ھ) ۱۰
- ۵۔ احکام القرآن، شیخ ابوالحسن علی بن محمد السعدی (م ۲۳۳ھ) ۱۱
- ۶۔ احکام القرآن، فقہ ابو عمر حفص بن عمر بن عبد العزیز الخوصی المعروف الطبرانی البصری (م ۲۴۶ھ) ۱۲

۲

- ۷۔ احکام القرآن، ابو عبد اللہ ابن عبد الجبار مصری (م ۵۲۶) ۱۳۔
- ۸۔ احکام القرآن، یوسف بن یونس و یونس بن خلف البغدادی (م ۵۲۷) ۱۳۔
- ۹۔ احکام القرآن، قاضی امام ابو حنیفہ بن اسحاق بن اسحاق الحنفی الدروزی مصری (م ۵۲۸) ۵۔
- ۱۰۔ احکام القرآن، شیخ ابوالحسن علی بن موسیٰ بن یزید اصفہانی اصفہانی (م ۵۳۰) ۱۶۔
- ۱۔ احکام القرآن، ابو یوسف بن عبد الرحمن القطان (م ۵۳۶) ۱۷۔
- ۲۔ احکام القرآن، شیخ امام احمد بن محمد بن احمد بن ابی یوسف الطبرستانی (م ۵۳۸) ۸۔
- ۱۳۔ احکام القرآن، عبد اللہ بن احمد بن یونس (م ۵۳۸) ۱۹۔
- ۴۔ احکام القرآن، شیخ ابو محمد القاسم بن اسحاق القرطبی انطوی (م ۵۴۰) ۲۰۔
- ۱۵۔ احکام القرآن، یحییٰ بن محمد بن علی بن علی بن یونس (م ۵۴۳) ۲۱۔
- ۱۲۔ احکام القرآن، شیخ منذر بن سعید البوطی القرطبی (م ۵۴۵) ۲۳۔
- ۱۷۔ احکام القرآن، محمد بن القاسم بن شعبان (م ۵۴۵) ۲۳۔
- ۹۔ احکام القرآن، شیخ امام احمد بن علی بن ابی یوسف بغدادی المعروف ابی یوسف الریاضی (م ۵۴۷) ۲۵۔
- ۱۱۔ احکام القرآن، احمد بن علی بن احمد بن محمد الرضی ابو العباس البغدادی الکندی المقرئ (م ۵۴۷) ۲۶۔
- ۲۰۔ مختصر احکام القرآن، شیخ ابو محمد بن ابی طالب القصبی (م ۵۴۷) ۲۷۔
- ۲۔ احکام القرآن، شیخ ابوبکر احمد بن یحییٰ البیہقی (م ۵۴۸) ۲۸۔
- ۲۲۔ احکام القرآن، شیخ امام علی بن ابی الدین ابوالحسن علی بن محمد بن علی طبری المعروف ابی البرکات الشافعی (م ۵۵۰) ۲۹۔
- ۲۳۔ احکام القرآن، قاضی یحییٰ بن محمد بن عبد اللہ المعروف ابن عربی الکوردی (م ۵۵۳) ۳۰۔
- ۲۴۔ احکام القرآن، عبد اللہ بن محمد بن یونس (م ۵۵۵) ۳۱۔
- ۲۵۔ احکام القرآن، شیخ عبد السلام بن محمد بن فرس الغرناطی (م ۵۵۷) ۳۳۔
- ۲۶۔ احکام القرآن، ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن ابی بکر الاحمدی القرطبی الخزرجی (م ۵۶۷) ۳۵۔
- ۲۷۔ القلوب الوحید فی احکام القرآن، شهاب الدین ابوالعباس احمد بن یوسف علوی سمین (م ۵۷۶) ۳۶۔

- ۲۸۔ تلخیص الاحکام القرآن، جمال الدین محمود بن احمد المعروف ابن السراج القنوی قس (م ۷۷۷ھ) ۳۷
- ۲۹۔ تہذیب الاحکام القرآن، شیخ جمال الدین محمود بن احمد المعروف ابن السراج القنوی قس (م ۷۷۷ھ) ۳۸
- ۳۰۔ شرح الحصانة آية، حسین بن احمد بحر (م آخوین بحری) ۳۹
- ۳۱۔ تفسیر البیان لاحکام القرآن، جمال الدین محمد بن علی بن عبداللہ المعروف ابن نور الدین (م ۸۰۸ھ) ۴۰
- ۳۲۔ الثمرات الیاء والاحکام الواضحة الفاطمة، حسن الدین یوسف بن احمد طائی زیدی (م ۸۳۲ھ) ۴۱
- ۳۳۔ الاكمل فی استنباط التریل، علامہ جمال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر السیوطی الشافعی (م ۹۱۱ھ) ۴۲
- ۳۴۔ کبر العرفان فی فہم القرآن، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن محمد السیوری الحنفی الشافعی الامامی (م ۹۷۲ھ) ۴۳
- ۳۵۔ منہج العوام شرح آیات الاحکام، محمد بن حسین بن قاسم (م گیارھویں بحری) ۴۴
- برصغیر پاک و ہند میں احکام القرآن کی کاوشیں
- ۳۶۔ التفسیرات الاحمدیہ فی بیان الایات الشرعیہ، شیخ احمد بن ابی سعید الصالحی الشافعی (م ۱۱۳۰ھ) ۴۵
- ۳۷۔ تفسیر آیات الاحکام، فتح ناصر بن یحییٰ بن ابی الہادی (م ۱۱۶۳ھ) ۴۶
- ۳۸۔ تفسیر آیات الاحکام، سید علی بن الدار علی الحجد الشافعی الکھنوی (م ۱۲۵۹ھ) ۴۷
- ۳۹۔ تقریب الافہام فی تفسیر آیات الاحکام، مفتی محمد علی الشافعی لکنوٹی (م ۱۲۶۰ھ) ۴۸
- ۴۰۔ تفسیر آیات الاحکام، عبدالعلی انکراوی (م ۱۲۹۶ھ) ۵۰
- ۴۱۔ میل العوام فی تفسیر آیات الاحکام، سید صدیق حسن بن ادلاد حسن لکھنوی (م ۱۳۰۷ھ) ۵۱
- ۴۲۔ تفسیر آیات الاحکام، سید انور علی ۵۲
- ۵۳۔ ۵۴۔

۴۳۔ احکام القرآن، مولانا اشرف علی بن عبدالحق تھانوی (علامہ فقیر احمد عثمانی، مفتی محمد شفیع عثمانی، مفتی حسیل احمد تھانوی، مولانا محمد دریس کاندھلوی، مفتی سید عبدالشکور ترمذی) ۵۳۔ ۵۵۔ ۵۶۔ ۵۷۔ ۵۸۔ ۵۹۔

۴۴۔ روائع البیان لتفسیر آیات الاحکام من القرآن، شیخ محمد علی الصاوی۔ یہ تفسیر ۱۳۹۱ھ میں مکمل ہوئی۔ ۵۹۔

۴۵۔ احکام القرآن، ابو بکر بن خوازمندار۔ ۴۶۔ احکام القرآن، ابو فراس جیسر بن غائب۔

۴۷۔ احکام القرآن، ابو بکر بن بکر۔ ۶۰۔ ۶۸۔ کتاب احکام القرآن، احمد بن محمد۔

۴۹۔ کتاب احکام القرآن، کلثوم بنت ابی بکر۔

۵۰۔ کتاب احکام القرآن، دلاؤ دین علی۔

۵۱۔ کتاب الايضاح عن احکام القرآن۔ ۶۱۔

احکام القرآن مفتی عبدالشکور ترمذی کا تعارف و منہج

یہ ایک نہایت اہم تصنیف ہے جس کی تصنیف کی تجویز حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کی تھی، اس تجویز کی صورت یہ ہوئی کہ تقریباً ۱۳۵۰ھ میں دارالعلوم دیوبند میں یہ تجویز ہوئی کہ جس طرح حدیث کی اہم کتابوں کا دورہ ایک سال میں پڑھایا جاتا ہے اسی طرح دورہ تفسیر کے نام سے تفسیر کی اہم کتابیں ایک سال میں پڑھائی جائیں اور ساتھ ہی تجویز ہوئی کہ دورہ تفسیر کا افتتاح حضرت تھانوی سے کر دیا جائے اس کی درخواست کیلئے دیوبند سے حضرات کاہر علاء کا ایک وفد جس کے امیر مولانا حسین احمد مدنی تھے حضرت تھانوی کی خدمت میں تھا۔ بھون آیا اور دورہ تفسیر کا نصاب منظور سے تجویز ہوا۔

دورہ تفسیر کا نصاب اور تجویز و لائق القرآن

دورہ تفسیر کا نصاب درج ذیل ہے: ۱۔ ان کی کثیر کامل تجویز ہوا چونکہ اس دورہ تفسیروں کے مصنفین اور جہاں میں کے بھی دورہ مصنف شامل مسلک سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے تفسیر ہر ایک کا نصاب میں اضافہ کا تذکرہ ہوا کیونکہ اس کے مصنف علامہ ابو ابراہیم کاتکلی غفرلہ ہیں، مولانا اشرف علی تھانوی نے فرمایا ایسی آیات بہت کم ہیں جن کی تفسیر میں اختلاف ہے اس لئے اس فرض کے واسطے پوری تفسیر ہر ایک پڑھائے کی بجائے اگر ان آیات کا انتخاب پڑھایا جائے تو بہتر ہوگا، سب حضرات نے اس تجویز کو پسند فرمایا اور مولانا اشرف علی تھانوی نے اس مجرورہ

تصنیف کا نام بھی اسی وقت ”دلائل القرآن علی مسائل العمال“ تجویز فرمادیا، مگر دوح بدیش یہ کام انتخاب
 ”یت کا نہ ہوسکا تقریباً تین سال کے بعد حضرت تھانوی کو اس کام کی طرف اس کی افادیت و ضرورت کے پیش نظر
 شدت سے توجہ ہوئی اور جس طرح ”اعلاء السنن“ میں تہمات خفیہ کے دناں دشواریات سے جمع کرادیئے ہیں
 اسی طرح ”دلائل القرآن علی مسائل العمال“ میں دلائل خفیہ قرآن کریم سے جمع کرادیئے جائیں اور اس کام کو
 خود اپنے ہتھ سے کرے کا فیصلہ فرما کر تقریباً ۱۳۵۳ھ میں مولانا مفتی محمد شفیع کے سپرد فرمایا تھا۔

حضرت تھانوی نے اس اہم ترین تصنیف کیلئے اصول اور طریق کار خود متعین اور شخص فرمادیئے تھے، پوری سورہ
 بقرہ میں جس قدر آیات احکام اس تصنیف کے موضوع سے متعلق تھیں ان کی لمبست خود تیار فرما کر مفتی محمد شفیع کے حوالہ
 فرمائی، مفتی محمد شفیع نے کام شروع کر دیا تھا جس دارالعلوم دوح بدیش میں مجدد قیام اور تہذیبی خدمات کی ذمہ داری کے
 ساتھ اس کام کیلئے فرصت بہت کم ملی اس لئے کام کی رفتار سست رہی، اسیثناء میں مولانا ظفر احمد عثمانی
 ”عدا السنن“ کی تصنیف سے فارغ ہوئے تو حضرت تھانوی کو حیاں ہوا کہ اب یہ کام اگر مولانا ظفر احمد کے
 سپرد کر دیا جائے تو جلد ہی ہو جائے گا اس لئے یہ کام ان کے سپرد فرمادیا، جیسا کہ مولانا ظفر احمد عثمانی اپنی خود نوشت
 سوانح میں مولانا اشرف علی تھانوی کے حوالہ سے اظہار میں

”الحمد لله الذي وفق بعد شامي من ائمة الدي هو ماد - لله تعالى معلوم الدين يسوع و يروا
 الخبر متين و علم مشهور بالموثوق فخر احمد صاحب هذا المجموع الذي هو تشييد مذهب الحمي
 الاصول منه والعروبة المعروف بالحكيم موضوع كما ان اعلاء السنن الذي صنفه قريباً بعين هذا
 المعنى مؤلف و مصوع و كلاهما الحمد لله تعالى مع التحقيق و التدقيق مقرون و مشعور
 و عند اهل البصيرة مقبول و مسموع و مرضى و مصوع كمنه الله تعالى و بعدة بي و به دختر ليوم
 ممتاز فيه الموصوب من المصطوع والمرحوم من المصوع ببركة بيه الكريم الذي صدره عال
 و ذكره مرفوع و اما العبد الفقير الى رحمة الله اشرف على معرفه كل ما حواه من غير مشروع -“

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس سے میرے اشارہ پر میرے بھائی و جو بھائی اللہ غفور دین کا سرچشمہ ہیں اور
 طاہران خیر کے پیشو جو مولوی ظفر احمد کے نام سے مشہور ہیں اس کتاب کی تالیف کی پھر توفیق دی جس کا موضوع
 قرآن کریم سے مذہب حق کے اصول و فروع کی تائید ہے جیسا کہ اس سے پہلے قریب زمانہ میں اسی فرض کیلئے وہ
 اعلاء السنن تصنیف کر چکے ہیں دونوں کتابیں بجز اللہ تحقیق و تدقیق سے لکھی گئی ہیں اور اصل بصیرت کے نزدیک مقبول
 اور مسموع پسندیدہ اور مرغوب ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کو تکمیل تک پہنچائے اور میرے بھائی اور ان کیلئے آخرت کا ذخیرہ
 بنائے جس دن موصول مقصود سے اور مرحوم مرحوم سے ممتاز ہو جائے گا یہی فی برکت سے جن کا مرتبہ بہت بلند
 اور درجہ عظیم و بالا ہے میں ہوں اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ”اشرف علی“ اللہ تعالیٰ اس کے ہر خلاف شرع

صادر ہونے والے فصل کو صاف فرمائیں ۴

لیکن اتفاق سے کچھ عرصہ کے بعد ہی مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ کا ذہن کا یونورسٹی میں اپنے استاد مولانا محمد اسحاق صاحب برودائی کے حادثہ وفات کے بعد بطور پروفیسر مقرر ہو گیا، وہاں اس تصنیف کا کام معتد بہ خانہ پر جاری رہا، مگر حضرت تھانوی رحمہ اللہ کو دیکھنے والے جانتے ہیں کہ کام شروع کرے کے بعد حضرت رحمہ اللہ کو اس کا بہت اہتمام ہو جاتا تھا کہ وہ مسلسل سبک خرام تھے بڑھے اور مکمل ہو جائے اس لئے حضرت رحمہ اللہ کو اس کی فکر ہوئی کہ اب یہ کام کسی اور طرف منتقل کیا جائے چنانچہ مفتی محمد شفیع صاحب سے استعارہ فرما دیا کہ وہ دارالعلوم دیوبند سے طویل رخصت سے کر اس کام کیلئے تھانویوں قیام کر سکتے ہیں یا نہیں، مگر دارالعلوم کے عہدہ افتاء کی ذمہ داری کی وجہ سے طویل رخصت لینے کی کوئی صورت نہ نکلی تو یہ رائے ہوئی کہ اس کام کے چند حصے کر کے چند علماء کے سپرد کر دیا جائے اس طرح اس کی تکمیل ہو جائے گی۔ چنانچہ اس تصنیف کو چار حصوں میں اس طرح تقسیم فرما دیا کہ پہلی اور دوسری منزل مولانا ظفر احمد عثمانی کے سپرد فرمائی، تیسری اور چوتھی منزل مفتی قیصر احمد تھانوی کے سپرد فرمائی، پانچویں اور چھٹی منزل مفتی محمد شفیع صاحب کے سپرد فرمائی اور آخری منزل مولانا محمد اور میں صاحب کا حصوں کے سپرد فرمائی اور اس کا مقدمہ مولانا خیر محمد جالندھری کے ذمہ لگا دیا۔

منہج و اسلوب

پہلے جس حضرات سے آیات احکام پر احکام القرآن کے نام سے مستقل تصانیف لکھی ہیں ان حضرات سے کسی سبب سے ان کو صلہ نہیں آیا، اس لئے حضرت تھانوی کی رائے ہوئی کہ اس تصنیف کا موضوع وسیع اور عام کر دیا جائے بھی صرف، بالکل حقیقہ نہیں بلکہ مطلق احکام خواہ احکام ظہریہ ہوں یا عقائد و تصوف اور اخلاق و تہذیب کے متعلق ہوں سب کو ضبط تحریر میں لایا جائے بالخصوص جن احکام میں مغربی تہذیب اور غلط تعلیم کے اثرات سے شبہات پیدا کئے جاتے ہیں ان پر ہتھام سے کلام کیا جائے، یہی قیماز ہے اس احکام القرآن کو ان حضرات کی علماء کرام کی تصانیف سے جنہوں نے آیات احکام پر کلام فرمایا ہے۔

اور تو جس آیات سے احکام پر دلائل ہوتی ہے ان حضرات سے سب آیات کو ضبط نہیں کیا جبکہ اس احکام القرآن میں مولانا صاحب آیات پر کلام کیا گیا اور تقریباً ہر آیت سے احکام کا استخراج کیا گیا ہے۔ دوسرے ایہوں سے صرف احکام ظہریہ پر ہی انحصار فرمایا جبکہ اس احکام القرآن میں احکام ظہریہ کے ساتھ عقائد و اخلاق و تہذیب کے احکام سے بھی تعرض کیا گیا ہے نیز مغربی تہذیب کے اثرات سے پیدا ہونے والے شبہات کا ازالہ بھی کیا گیا ہے اس وسعت موضوع کے لحاظ سے اس کا نام بھی احکام القرآن تجویز فرمادیا جائے

تالیف احکام القرآن میں حضرت تھانوی کے اہم اصول

ہم اصول جس کو تصنیف میں ملحوظ رکھا گیا ہے کہ صرف اپنے عقد پر اعتدال نہیں کیا گیا بلکہ حقد میں کی تحقیقات پر اعتماد کیا گیا ہے بہت تلاش و جستجو کے بعد اگر کوئی مسئلہ حقد میں سے نہ مل سکے تو پھر قواعد شرعیہ اور اصول مسئلہ سے جو کچھ مل آیا اس کو بیاں کرنے میں مضامین لکھیں گے۔ تفسیر بیان القرآن میں بھی حضرت تھانوی نے اسی اصول کو پیش نظر رکھا ہے چنانچہ حضرت فرماتے ہیں میں نے بیاں القرآن میں یہ بھی التزام کیا ہے کہ تفسیر توحیدی لکھی جو خود میری سمجھ میں آئی لیکن جب تک اس کی تائید سلف صالحین کی تفسیر سے نہیں ملتی اس پر اطمینان نہیں کیا، اس صورت میں تفسیر بلا ہر سلف کی تفسیر سے ماخوذ معلوم ہوتی ہے لیکن درحقیقت وہ سراسر خواہ حضرت تھانوی ہی کی تفسیر ہے ہی۔

ایک اصول اس احکام القرآن کی تصنیف کیلئے حضرت تھانوی نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا کہ جس مسئلہ فقہی پر بحث ہو اس کا حوالہ کتب فقہیہ سے ضرور ہونا چاہیے، یہ ضروری نہیں کہ خود امام ہی کا قول ہو بلکہ مشائخ مدہب کے اقوال بھی کافی ہیں۔ مفتی محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت تھانوی سے اسی عادت ضعف و مرض میں یہ التزام فرمایا کہ میں جو سورت لکھنا شروع کرتا تو آپ اس کو بار بار جو تلاوت فرماتے اور اس میں جس مقام سے کوئی حکم شرعی مستنبط ہوتا نظر آتا اس کی تقریر احقر سے فرماتے اور ہدایت فرماتے کہ اس کو کتب تفسیر و جرح میں تلاش کرو، مگر کہیں مل جائے تو اس کے حوالہ سے لکھ دو۔ خود بھی غور کرو، اگر ملے تو لکھ دو جس سے تم نے سنا ہے اس کے حوالے سے لکھ دو۔

مفتی عبدالغفور ترمذی فرماتے ہیں کہ فقہ اسلامی حنفی کن کن آیات سے ماخوذ ہے اور علماء احناف نے کون کون سی آیات سے کون کون سے مسائل فقہیہ کا استنباط کیا ہے، احکام القرآن میں ان کو جمع کر دیا گیا ہے، اس طرح قرآن کریم سے فقہ حنفی کے دلائل کا ایک بہت عمدہ اور مستند مجموعہ عربی زبان میں یکجا جمع ہو گیا ہے، علم تفسیر میں مولانا (ظفر احمد عثمانی) کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے، سورۃ فاتحہ سے سورۃ النساء تک کی دو جلدیں مولانا مرحوم نے مکمل فرمائی تھیں یہ دو جلدیں بڑے سائز کے ۸۰۸ صفحات پر مشتمل ہیں اور شروع ہو چکی ہیں، اس جراث سالی درضعف عمر کے زمانے میں بھی مولانا نے سورۃ المائدہ سے آگے لکھنا شروع فرمایا تھا مگر تکمیل نہیں ہو سکی، حد کرے اس کی تکمیل کا اور پھر اس کی شاعت کا انتظام جلد ہو جائے اور یہ علمی نوادرات کا ذخیرہ منظر عام پر آ کر تشنگان علوم کو سیراب کرے۔

مفتی اول مولانا ظفر احمد عثمانی (۱۳۹۳ھ تا ۱۹۷۳ء)

تکمیل حصہ متن سورۃ الفاتحہ، سورۃ البقرہ مکمل، ۲۰ شوال ۱۳۵۸ھ

سورۃ آل عمران مکمل، ۸ ذوالحجہ الحرام ۱۳۵۸ھ

سورۃ النساء مکمل، ۱۸ ذوالحجہ الحرام ۱۳۶۷ھ

جلد اول سورۃ الفاتحہ، سورۃ البقرہ مکمل، صفحات ۸۳۰۔ مطبوعہ

جلد اول حصہ دوم سورۃ آل عمران مکمل، صفحات ۶۷

جلد دوم سورۃ النساء مکمل، صفحات ۳۱۹۔

ناشر: دورۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی۔ سال طباعت ۱۹۸۷ء۔ ۹

منزل سوم و چہارم مفتی جمیل احمد تھانوی (م ۱۳۶۲ھ، ۱۹۹۲ء)

حصہ متن مطبوعہ جلد اول سورۃ الحج مکمل، صفحات ۳۳۱، سن اشاعت ۱۴۱۹ھ

جلد دوم سورۃ یوسف مکمل، صفحات ۳۱۶، سن اشاعت ۱۴۲۲ھ

جلد ۳ سورۃ یوسف تا سورۃ احمل، صفحات ۳۳۷، سن اشاعت ۱۴۲۳ھ

ناشر: ادارہ اشرف المصنفین والعلوم الاسلامیہ، لاہور۔ ۱۰

حصہ متن غیر مطبوعہ سورۃ اسراء تا سورۃ فرقان

ان دونوں حصوں کی مہیض مورثا کے فرزند ذوالنظر ظلیل احمد تھانوی نے ربیع الاول ۱۴۱۳ھ کو مکمل کی اس پر

ذاکم طبعی احمد نے لکھا کہ یہ مسودہ مفتی صاحب کے پاس برس پہلے ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۳ء میں لکھا تھا۔ غیر مطبوعہ

حصے کی تالیف کی ابتدا مارچ ۱۹۸۷ء/۱۴۰۸ھ کو اور تکمیل جنوری ۱۹۹۲ء/ربیع ۱۴۱۲ھ میں ہوئی۔ یہ تالیف مطبوعہ اور

غیر مطبوعہ شکل میں ادارہ اشرف المصنفین کے پاس محفوظ ہے۔ ۱۲

منزل پنجم و ششم سورۃ مفتی محمد شفیع دہلوی (م ۱۳۹۶ھ، ۱۹۷۶ء)

تکمیل مسودہ سورۃ شعراء تا سورۃ نساء مکمل، ذی الحج ۱۳۶۳ھ/۱۹۴۳ء

سورۃ صافات تا حجرات مکمل، ۱۹ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء

حصہ متن مطبوعہ جلد اول سورۃ شعراء تا سورۃ نساء مکمل، صفحات ۵۸۴

جلد دوم سورۃ صافات تا حجرات مکمل، صفحات ۳۲۲

ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی سال طباعت ۱۹۸۷ء۔ ۱۳

ناشر

منزل ہفتم

مولانا محمد دریس کاندھلوی (م ۱۳۹۴ھ، ۱۹۷۴ء)

حصہ متن سورۃ ق تا سورۃ الناس مکمل

تکمیل مسودہ برور محمد المبارک ۷ شوال ۱۳۶۳ھ

ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، صفحات ۱۴۹، ۲۰۷، ۱۹۸۷ء۔ ۱۴

مطبوعہ

منزل دوم مفتی عبدالشکور ترمذی (م ۱۴۲۱ھ، ۲۰۰۱ء)

سورۃ اشرف علی تھانوی بن مفتی جمیل احمد تھانوی فرماتے ہیں کہ احکام القرآن کی دوسری منزل کی تکمیل کیلئے

میں نے مفتی (عبدالشکور ترمذی) سے کہا، واقعہ کچھ یوں ہوا کہ میں حسب معمول جامعہ تھا یہ سہ ماہیوں سرگودھا پہنچا، میں سے کہنا بھیجا کہ منہائی منگواؤ، حضرت مفتی صاحب یہ خلاف معمول بات سن کر چونکے کہ یہ کس وجہ سے منگوائی جارہی ہے، ہلّا خریاں شروع ہو پہلے میں سے اپنے والد صاحب کی قیسری وچوٹی ممبر کی تحفہ کی روانہ سنائی، پھر کہا کہ اب دوسرے مرحلہ نیٹے والد صاحب کی صحت میں قائل ہیں کہ ان سے اس کی تکمیل کی درخواست کروں، میں چاہتا ہوں کہ مفتی صاحب شروع کریں، مفتی صاحب نے کہا کہ مجھ میں اس کی ہیئت نہیں، تو میں سے عرض کیا کہ یہ سوچنا کہ آج صوفیہ ناظر احمد عثمانی وہاں آکر اس کو مکمل کریں یہ ممکن نہیں، یا مولانا اشرف علی تھانوی لوٹ کر بیعت وارشاد کا سلسلہ شروع کریں تو یہ بھی ممکن نہیں بلکہ جس کو ان حضرات سے اجازت عطا فرمائی ہے وہ شروع کریں، اسی طرح احکام القرآن کی تکمیل کیلئے وہ بعد ازلے لوگ بہت کریں تو اللہ تعالیٰ اس کی رہنمائی فرمائیں گے، ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَاللّٰہٗمَّ جَاعِدْہٖ وَاٰتِہٖم مِّنْہٗ سُبْحٰنَکَ ۝۱۵﴾

یہ کہہ کر میں سے مفتی صاحب کو کہا کہ آپ لکھنا شروع کریں، میں سے یہ کہہ کر کاغذ و قلم حضرت مفتی صاحب کو دیا کہ آپ شروع کریں، حضرت مفتی صاحب کی روئے ہوئے پچکیاں بندھ گئیں، آپ نے سمجھ لکھی تو میں سے کاغذ لے لیا اور کہا کہ بس یہ شروع ہو گیا اس طرح اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی اور احکام القرآن مکمل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے آپ سے بہت جزا کام لے لیا۔ ۱۶

مفتی عبدالقدوس ترمذی بن مفتی عبدالشکور ترمذی فرماتے ہیں حضرت والد صاحب قدس سرہ کو کس بات سے بہت ہی حوشی تھی کہ حضرت تھانوی کی خواہش کے مطابق یہ قیصر مکمل ہوئی اور اس میں ابھی بھی شرکت کی سعادت عطا ہو گئی تھی، مفتی العصر مفتی عمر تقی عثمانی مہ قلم فرماتے ہیں کہ جس ضعف اور جس امراض کے ساتھ انھوں نے اسی محققانہ کتاب لکھی وہ اس کی کرم سے کم نہیں ۱۷ ۱۸۔

کلمہ احکام القرآن سورۃ فاتحہ الناس

سورۃ فاتحہ الناس تک مولانا محمد امجد علی صاحب دہلوی نے احکام القرآن لکھی، چونکہ اس میں اختصار سے احکامات کا استنباط کیا تھا کئی آیات ایسی بھی تھیں جن کے مسائل کا استنباط ہی نہیں کیا گیا تھا، اس لئے مفتی عبدالشکور ترمذی نے قرآن کریم کی دوسری سرس کے علاوہ اس حصہ کی طرف بھی توجہ فرمائی اور آیات قرآن سے تفصیلی حکامات مستنبط فرمائے، اس کی بناء پر شعبان المعظم ۱۳۱۳ھ سے ہوئی اور تکمیل ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۵ھ کو ہوئی، یہ مسودہ علی سائر کے ۲۳۵ صفحات پر مشتمل ہے جبکہ بعض شدہ مسودہ ۵۰۰ صفحات پر مشتمل ہے اس میں ۴۸۸ مسائل کا استنباط ہے، اس کے علاوہ مولانا اشرف علی تھانوی نے احکام القرآن کا مقدمہ مولانا خیر محمد جاندھری کے مدد لگایا تھا لیکن حضرت کو اس کا موقع نہیں ملا، ہلّا فرمائی عبدالشکور ترمذی نے اس کا آغاز فرمایا لیکن وہ نا مکمل رہا حتیٰ کہ آپ اس دار فانی سے رخصت ہو گئے ۱۹

تکملہ احکام القرآن مفتی عبدالشکور ترمذی کا تالیفی دور ایک نظر میں

احکام القرآن سورہ مائدہ کی ابتدا ۱۶ جمادی الثانی ۱۳۰۹ھ کو ہوئی ۳۲ اور انتہا ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ کو ہوئی ۳۳ اور انتہا ۹ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ کو ہوئی ۳۴ سورہ اعراف کی ابتدا ۲۶ رمضان المبارک ۱۳۱۱ھ کو ہوئی ۳۴ اور انتہا ۹ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ کو ہوئی ۳۵ سورہ اعراف کی ابتدا ۹ ربیع الثانی ۱۳۱۲ھ کو ہوئی ۳۶ اور انتہا ۲۱ جمادی الثانی ۱۳۱۳ھ کو ہوئی ۳۷ پہلی جلد سورہ مائدہ کی ابتدائی دس آیات پر مشتمل ہے، ڈاکٹر ضیال احمد شاہوی کی تحقیق کے مطابق اس جلد میں آیات احکام کے ۳۳ راجز آئے ۵۷۶ مسائل کا استخراج کیا گیا ہے، یہ جلد ۵۹۰ صفحات پر مشتمل ہے پہلی مرتبہ ۱۳۲۳ھ میں طبع ہوئی۔ دوسری جلد سورہ مائدہ کی آیت ۱۱ سے سورہ کے آخر تک شامل ہے، اس میں آیات احکام کے ۵۵ راجز آئے ۳۸۵ مسائل کا استخراج کیا گیا ہے، یہ جلد ۳۹۶ صفحات پر مشتمل ہے، یہ جلد ۱۳۲۵ھ میں طبع ہوئی۔ تیسری جلد مکمل سورہ احکام اور سورہ اعراف پر مشتمل ہے، اس میں ۱۲۸ آیات احکام کے اجزائے ۲۶۰ مسائل کا استخراج کیا گیا، یہ جلد ۵۱۸ صفحات پر مشتمل ہے یہ جلد ۱۳۲۵ھ میں طبع ہوئی، یہ تینوں جلدیں ادارہ اشرف للتحقیق والنحوث الاسلامیہ، لاہور کی زیر نگرانی طبع ہو چکی ہیں ۳۸

غیر مطبوعہ تکملہ احکام القرآن للترمذی

احکام القرآن سورہ اعراف کا مسودہ مضمون ۸۸۱ تا ۹۷۷ تک ۹۱ صفحات پر مشتمل ہے، اس کا آغاز ۲۲ جمادی الثانی ۱۳۱۲ھ کو ہو اور تکمیل ۲۹ شعبان ۱۳۱۲ھ کو ہوئی ۳۹ احکام القرآن سورہ توبہ کا مسودہ مضمون ۹۷۷ تا ۱۹۴۷ تک ۲۲۱ صفحات پر مشتمل ہے اس کا عرہ رمضان المبارک ۱۳۱۲ھ کو آغاز ہوا اور ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۱۳ھ تکمیل ہوئی ۳۷ احکام القرآن سورہ ق ۲۵ آخر قرآن ۳۵ صفحات پر مشتمل ہے جس کی ۳ شعبان المعظم ۱۳۱۳ھ کو ابتدا ہوئی اور ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۵ھ کو انتہا ہوئی ۳۱ ۳۲

مفتی عبدالشکور ترمذی فرماتے ہیں کہ اس کتاب احکام القرآن میں تقریباً ۳۵۰ سے شروع ہو کر ۱۳۱۲ھ تک اس کی تجویز سے لے کر اس کی تکمیل تک ۲۳ سال کا عرصہ لگا چکا ہے اس کی تجویز ۱۳۵۰ھ کے قریب ہوئی تھی اور تجویز کا زمانہ بھی تقریباً ۵۹ سال کا ہے کیونکہ ۱۳۵۲ھ میں اس کی تحریر شروع ہوئی مگر مختلف سبب کی وجہ سے اس میں تاخیر ہوئی رہی بالآخر دوسری منزل کے انتہام سے کتاب کا اختتام و اختتام کا کارہ کے ہاتھوں مقدّم رہا یہ جو کچھ ہو انھیں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہوا ۳۳

احکام القرآن کی انواع

ڈاکٹر وصہ رحیمی نے انصوں اللہ لاہوری میں قرآن کے احکام کو درج ذیل چند انواع میں تقسیم کیا ہے۔
احکام اعتقاد یہ وہ احکام جن کا مکلف کو عقائد رکھنا ضروری ہے جیسے اللہ تعالیٰ، ملائکہ، کتابیں، رسول اور آخرت۔

احکام خلقیہ وہ احکام جن کے بارے میں تکلف پر ضروری ہے کہ فضائل سے خود کو آراستہ اور روائے سے پناہ لے کرے۔

احکام عملیہ وہ احکام جن کا تعلق اقوال، افعال، معاملات اور تصرفات سے ہے جو تکلف سے صادر ہوتے ہیں اور یہی قسم فقہ القرآن ہے اور یہی اصول فقہ کے علم میں مقصود ہوتی ہے اس کی دو قسمیں ہیں (۱) مبادی (۲) معاملات۔

معاملات کی درج ذیل سات فروعات ہیں

(۱) احوال شخصہ کے احکام جن کا تعلق خاندان سے ہے ابتداء از فریض سے تاکہ مہاں بیوی اور رشتہ داروں کے تعلقات استوار رہیں۔ (۲) احکام مدنیہ جن کا تعلق لوگوں کے معاملات اور باہمی تبادلے سے ہو مثلاً فروختگی، ہکریہ داری، قرض کا وثیقہ، قرض کی ضمانت، کاروبار میں اشتراک، ادھار، معاہدہ، وقف، عہد و فیہ و اس سے مقصود لوگوں کے مابین تعلقات کو منظم رکھنا اور صاحب حق کے حقوق کی حفاظت سے۔ (۳) احکام جنائیہ جن کا تعلق تکلف سے صادر ہونے والے جرائم اور اس سرائوں سے ہے جن کا مجرم مستحق ہوتا ہے اور اس سے مقصود لوگوں کی زندگی، ممالک، عر لوں اور حقوق کی حفاظت ہے اور جس پر جہانیت ہوتی ہے اس کے مجرم اور باقی لوگوں کے ساتھ تعلق کی تحدید مقصود ہوتی ہے۔ (۴) مراعات اور جنایات مدنیہ یا جنائیہ کے احکام ان کا تعلق فیصلہ، شہادت اور قسم وغیرہ سے ہوتا ہے اور اس کا مقصد لوگوں میں عدل قائم رکھنا ہے۔ (۵) احکام دستوریہ جن کا تعلق نظام حکومت اور اس کے اصولوں سے ہو اور اس کا مقصد حاکم اور مملوک کے تعلق کی حد بندی اور افراد و معاشرے کے حقوق کی پابندی ہوتی ہے۔ (۶) احکام دوسرے جن کا تعلق مملکت اسلامیہ کا دوسری مملکتوں کے ساتھ معاہدے سے ہو یہ عام قانون دولتی ہے۔ اور جن کا تعلق مملکت اسلامیہ میں رہنے والے غیر مسلموں سے ہو اور وہ خاص قانون دولتی ہے۔ اور ان کا مقصد صلح و رفاہ کے اعتبار سے مملکت اسلامیہ کا دوسری مملکتوں کے ساتھ اور دولت اسلامیہ میں مسلمانوں کے غیر مسلموں کے ساتھ تعلق کی تحدید کرنا ہے۔ (۷) احکام اقتصادی و مالیہ جن کا تعلق افراد کے مالی حقوق، التزامات، مالیہ حقوق مملکت، اس کے واجبات اور خزانہ کی یکجہوں کو منظم کرنا اور اس کے اخراجات سے ہو، اس سے مقصود فقر و اعیانہ اور مملکت و افراد کے مابین مالی تعلقات کا استوار کرنا ہے اور یہ دولت خاصہ اور عامہ دونوں کو شامل ہے جیسے شخصیں نفل کے طور پر دی جائے و اہمال، مشرکین، رومیوں کی کالوں سے نکلے والا مال اور جنائی امور جیسے زکوٰۃ، صدقات، عقیق، قرض، اور خاندانی ممالک جیسے طلاق، وراثت، وصیتیں، اور افرادی ممالک جیسے تجارت، اجارہ اور شرکتوں کے منافع، اور غلہ و دیگر موتری و غیرہ کے اسباب، اور حقوق مالیہ جیسے کفارات، وصیتیں، و غیرہ۔ ص ۳۴

اصولی مسائل (۱) قواعد فقہیہ (۲) مسائل کلامیہ

قواعد فقہیہ اس کے تحت مفتی صاحب نے بعض قواعد فقہیہ کا استنباط فرمایا ہے جیسے سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۱۰۹ "وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ" کے تحت سدورئع کے حکم کا استنباط فرمایا ہے۔ اور ایک قاعدہ فقہیہ یہ بھی ذکر فرمایا کہ مفسد کی وجہ سے ترک مصیحت کا رائج ہوتا ہے۔ جیسے علامہ ابن کثیر کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے والدین کو سب و شتم کیا وہ ملعون ہے، تو صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ کوئی شخص کیسے اپنے والدین کو گالی گلوچ کر سکتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہ کسی شخص کے والد کو گالی دے گا تو وہ دوسرا شخص اس کے والد کو بھی گالی دے گا یہ اس کی ماں کو گالی دے تو یہ شخص بھی اس کی ماں کو گالی دے گا۔ معلوم ہوا کہ کسی مباح کام کی مصیحت کو مفسد کی وجہ سے ترک کر دینا چاہئے۔ اسی طرح جب امر یا معروف و نہی عن المنکر سے کسی مفسد کا خوف ہو تو اس کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔ ایک مسئلہ یہ بھی معلوم ہو کہ جب کوئی طاعت مصیبت کی طرف ملے جائے تو اس کا چھوڑ دینا واجب ہے۔ ایک اہم اصول یہ بھی معلوم ہوا کہ سنت کو مدعت کے اقتراہ کی وجہ سے ترک نہیں کیا جائے گا لہذا اتہار جنازہ نوحہ کرنے والیوں کی وجہ سے ترک نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس میں انتظام میں خلل آئے گا اہل نوحہ کرنے والیوں کو جرح کیا جائے گا، لیکن ولیمہ میں لموعب کی وجہ سے حاضر نہ ہونا جائز ہے ایسے ہی قبرستان میں حاضری اس وجہ سے ترک نہیں کی جائے گی کہ وہاں مرد و عورت مخلوط ہوتے ہیں بلکہ اس بدعات کے زائل وغیرہ کی حتی اوسع کوشش کی جائے گی۔

مفتی عبدالشکور ترمذی صاحب کی تحقیق

مفتی صاحب قبرستان میں مردوں اور عورتوں کے خنڈا کی وجہ سے زیارت قبور کیسے حاضر ہوئے اور نوحہ کرنے والیوں کی وجہ سے اتہار جنازہ کے مسئلہ میں فرق ہوا کرتا ہے کہ اس حال میں اتہار جنازہ جبکہ نوحہ کرنے والیوں ہمارا ہوں اس میں اتہار چھوڑ دینے سے عدم انتظام رائج آئے گا جبکہ زیارت قبور میں مرد و عورت کے خنڈا کی وجہ سے ترک زیارت قبور سے کوئی ایسا خلل یا فساد واقع نہ ہوگا اور کسی مفسد کا ارتکاب بھی رائج نہیں آئے گا معلوم ہو کہ اتہار جنازہ کے مدکورہ مسئلہ کو زیارت قبور کے مسئلہ پر قیاس نہیں کر سکتے۔ اس طرح مفتی صاحب نے مختلف آیات سے بعض قواعد فقہیہ کا بھی استنباط فرمایا جیسا کہ سورت المائدہ کی آیت نمبر ۵۵ کے تحت لہ میں مل لیل کی اہمیت کا اصول مسئلہ ذکر فرمایا، اسی سورت المائدہ کی آیت نمبر ۸ کے تحت یہ اصولی مسئلہ ذکر فرمایا کہ "فی من المنکر" کا لایسہ

انجام دینے والے کیلئے معصیت سے ہر امور شرط رکھیں۔

مسائل کلامیہ مفتی صاحب نے قرآن مجید کی کسی آیت سے کسی باطل فرقہ کی تردید ہو رہی ہو تو اس کی بھی اصل طریقہ سے وضاحت فرمائی ہے۔ اس فرقوں کے ائماء ذکر کئے جاتے ہیں (۱) مستزاد (۲) خوارج (۳) یہود (۴) نصاریٰ (۵) جبریت (۶) قدریہ (۷) جمہیہ (۸) کرمیہ (۹) مجسمہ (۱۰) مشبہ (۱۱) حشویہ (۱۲) حلوئیہ (۱۳) روافض (۱۴) فلاسفہ (۱۵) ظاہریہ (۱۶) انورد (۱۷) قادریہ (۱۸)

مجموعہ (۱۹) مستشرقین (۲۰) عالی صوفیاء
حکام القرآن مفتی عبدالشکور ترمذی کا تفسیری اسلوب

اس فصل میں احکام القرآن نظر مدنی کے تفسیری اسلوب کے نمونات سے چند مثالیں ذکر کی گئی ہیں۔ اس میں سے آخری نمونہ کی مثال بطور نمونہ ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ ص ۶

۱۔ العاطف کے معانی ۲۔ صدق آیت ۳۔ شان خزل ۴۔ کتاب قرآن ۵۔ مسئلہ فقہیہ میں مذہب ۶۔ تاریخ و منسوخ ۷۔ ثمرۃ اختلاف ۸۔ معنی بقول کی نشاندہی ۹۔ جماعتی مسائل ۱۰۔ حضرت مفتی صاحب کی تحقیقات و آثار ۱۱۔ مسائل جدیدہ ۱۲۔ آیات کے مابین تطبیق ۱۳۔ مسئلہ تکفیر میں احتیاط ۱۴۔ کارہائست و الجماعت کی تحقیقات پر اعتماد۔

سورۃ مائدہ کی آیت ”قال عیسیٰ ابن مریم اللہم ربنا انزل علیمانندۃ من السماء تکون لنا عید الاولنا و آخرنا“ ص ۳ کے تحت بحث فرماتے ہوئے ایک اہم مسئلہ یہ بھی ذکر فرمایا کہ حدیث مبارکہ ”لا تلتسلوا الروحانی الا الی ثلاثۃ مساجد“ ص ۳ سے بعض حضرات نے یہ استدلال کیا کہ زیارت قبول کیلئے سفر کرنا جائز نہیں ہے، پھر انھوں نے مزید طور پر فرماتے ہوئے یہ بھی کہہ دیا کہ مدینہ منورہ کی طرف سفر کرتے ہوئے مسجد نبوی کی بیت کربلا چاہئے۔ حضرت مفتی صاحب نے اس استدلال کی تردید میں اکابر علماء اہل سنت والجماعت کی تحقیقات پیش فرمائیں جن کا خلاصہ ”امین مدنی المصلح“ میں یوں بیان کیا گیا ہے

”ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک زیارت قبر سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اہل درجہ کی قربت اور نہایت ثواب و رحمت حاصل و رحمت سے بلکہ واجب کے قریب ہے گو ”شعور حال“ میں جاں و مال سے عیب ہو اور سطر مسجد نبوی اور دیگر مقامات و زیارت گاہ ہائے حشر کہ فی بھی بیت کرے بلکہ بہتر یہ ہے کہ جو عبادہ بن ہاشم سے فرمایا ہے کہ حاضر قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے پھر جب وہاں حاضر ہو گا تو مسجد نبوی کی بھی زیارت حاصل ہو جائے گی۔ اس صورت میں جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے“ ص ۹ اس کے بعد احادیث سے

بھی ستر ل فرمایا۔ حضرت مفتی صاحب حدیث مذکور کا تحقیقی جواب ذکر فرماتے ہیں

”یہ کہنا کہ حدیث سورہ کی جاب سر کرنے والے کو صرف مسجد نبوی کی بیت کرنی چاہئے اور اس قول پر اس حدیث کو دلیل لانا مردود ہے اس لئے کہ حدیث میں بھی ممانعت پر دلالت نہیں کرتی بلکہ صاحب فہم مگر غور کریں تو یہی حدیث بدلاتہ افضل جواز پر دلالت کرتی ہے کیونکہ جو ملحد مساجد کے دیگر مساجد اور مقامات سے مستثنی ہوئے کی قرپائی ہے وہ مساجد کی نصیحت ہی تو ہے اور یہ نصیحت ریادتی کے ساتھ جو شریف میں موجود ہے، اس لئے کہ وہ صدر میں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارک کو مس کئے ہوئے سے وہ علی الاطلاق افضل ہے یہاں تک کہ کعب، مرثی اور کبری سے بھی افضل ہے، چنانچہ فقہانے بھی اس کی تفریح فرمائی ہے اور جب نصیحت خاصہ کی وجہ سے تم مسجد میں مہوم نمی سے مستثنی ہو گئیں تو بدر حلالی ہے کہ بعد مبارک نصیحت عامہ کے جب مستثنی ہو“ ۱۱۱

اس تفریح کے بعد مفتی صاحب اکابر کے تحقیقی مقالات کا حوالہ دیتے ہیں، فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ کی تفریح ہمارے شیخ العلماء حضرت مولانا رشید احمد کشمیری قدس سرہ نے اپنے رسالہ ”مددہ العاصک“ کی فصل ”ریارت مدینہ منورہ“ میں فرمائی ہے اس جو بار باطنی ہو چکا ہے سراسر بحث میں ہمارے شیخ لشیخ مولانا مفتی صدر مدین دہلوی قدس سرہ کا ایک رسالہ ”احسن المقال فی شرح حدیث لانشد الروحان“ بھی بار باطنی ہو چکا ہے“ ۱۱۲

مفتی صاحب اس کے علاوہ مولانا اشرف علی تھانوی کے حوالہ سے اس حدیث کی تفریح بھی نقل فرماتے ہیں کہ ”اصل قاعدہ یہ ہے کہ مستثنی مستثنیٰ منہ کی ضمن سے ہوتا ہے، اسی حدیث میں مستثنیٰ مساجد ہے، اس لئے مستثنیٰ منہ بھی مسجد ہی مقدر ہونا چاہئے کیونکہ یہی جس قریب ہے، اس طرح حدیث کی عبارت ہوں ہوگی ”لانشدو الروحان الی مسجدا لا الی ثلاثة مساجد“ اس طرح اس حدیث سے ریارت قبور کے مسئلہ سے قمر میں نہیں ہوگا اور ریارت قبور خصوصاً روضہ اطہر کی ریارت کا انتخاب باقی رہے گا۔“ پھر آخر میں ساری بحث کا خلاصہ ذکر فرماتے ہیں کہ ”اجز مصحف کی نیت سے تم مسجد مسجد حرام، مسجد اقصیٰ، مسجد نبوی کی طرف سر کرنا جائز ہے البتہ اس اجر مصحف کے اعتقاد کے ساتھ اس قیمن مسجد کے علاوہ کی طرف سر کرنا جائز نہیں ہے اور دینی و یا دنی اعراف جیسے طلب علم و تجارت و غیرہ کیلئے سفر جائز ہے لہذا اس حدیث سے ریارت قبور کی ممانعت ہرگز ثابت نہیں ہوتی۔“ ۱۱۳

نقابی جائزہ

حکام القرآن مصحفی کا مکتب و اسلوب چونکہ منفرد اور بہت جامع ہے اس کی افراہیت اور جامعیت کا اندازہ کرے کیلئے چند دیگر احکام القرآن کے موضوع پر ہونے والی مباحثات کے ساتھ جائزہ دیا جاتا ہے۔

نقابی جائزہ کیلئے مفتی عبدالغفور ترمذی کے حکام القرآن سے پانچ آیات کا انتخاب کیا گیا جس میں دو آیات قرآن مجید کی دوسری منزل کے مطبوعہ حصہ سے لی گئیں اور اس کا مقابل دیگر مذکورہ بالا مباحثات کے اسی متعین سے کیا گیا جبکہ تین آیات قرآن مجید کی آخری منزل جو فی الحال غیر مطبوعہ مسودہ کی صورت میں جامعہ نقابہ سائبرال

مرکوزہ کے کتب خانہ میں موجود ہے سے فی نہیں اور ان کا قحلی صرف مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے تالیف کردہ حصہ سے کیا گیا تاکہ یہ بھی معلوم ہو جائے کہ مفتی عبد الشکور ترمذی نے مولانا محمد ادریس کاندھلوی کے جس متونہ حصہ کا تعلق لکھا اس میں کتنا اضافہ فرمایا۔

۱۔ احکام القرآن مفتی عبد الشکور ترمذی

آیت (۱) بحث اللعنا ما بحث فی الارض لیرہ کیف واصبح من اسد میں ۱۱

آیت (۲) قل لا اجد فی سالتو حی الی عمره علی طاهم مہ او دما مسو ح ۱۵

تاکہ آیات ۱۱ کے تحت مسائل مصنف کی تعداد کا قحلی جائزہ ایل میں یوں ہے

تایف	آیت ()	آیت (۲)
احکام القرآن للترمذی	۱۰ مسائل، اقراک	۱۹
احکام القرآن للشافعی	کوئی نہیں	۰۳
الجامع لاحکام القرآن للقرطبی	۰۵	۰۴
احکام القرآن للنجصاصی	۰۴	۰۴
احکام القرآن لابن العربی	۰۷	۰۷
التفسیرات الاحمدیہ ملاحیون	کوئی نہیں	۰۵
الاکیل فی استنباط التصریح للسیوطی	۰۱	۰۵
لیل المرام من تفسیر آیات الاحکام للسیوطی	۰۱	۰۳
روائع البیان فی تفسیر آیات الاحکام للنصابی	کوئی نہیں	کوئی نہیں

احکام القرآن مفتی عبد الشکور ترمذی اور دیگر تالیفات احکام القرآن سے موازنہ کا حاصل

جو احکام القرآن مفتی عبد الشکور ترمذی نے تالیف فرمایا ہے اس میں استنباط مسائل کا اندر علامہ قرطبی کی الی مع لاحکام القرآن اور علامہ ابن العربی کے احکام القرآن سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ حاجیوں کی تفسیر ت حمدیہ کی طرح لفاظ کے معانی و صداق بھی ذکر فرماتے ہیں۔

دیگر احکام القرآن کے حوالہ سے تالیفات میں احکام سے متعلق آیات کو زیر بحث لایا گیا جبکہ مفتی عبد الشکور ترمذی کے احکام القرآن میں صرف ان احکام ہی سے متعلق آیات کو زیر بحث نہیں لایا گیا بلکہ قصص و امثال و غیرہ سے متعلق وہ آیات جس سے عموماً مسائل مستنبط نہیں کئے گئے ہیں بھی قرض فرمایا ہے، بعض ایسے مسائل جن کے بارے میں متقدمین کی کتب میں بحث نہیں تھی مفتی عبد الشکور صاحب ترمذی نے ان پر بھی حیر حاصل بحث فرمائی ہے۔

احکام القرآن، مولانا محمد ادریس کاندھلوی اور علامہ احکام القرآن، مفتی عبدالشکور ترمذی
 کا کہ سورۃ جود کی آخری قس آیات کے تحت مسائل مستحدثہ کی تعداد کا تقابلی جائزہ دینا میں ہوں ہے کہ
 احکام القرآن ترمذی میں مسائل مستحدثہ کی تعداد (۲۸) جبکہ احکام القرآن کاندھلوی میں (۱۶) ہے۔

احکام القرآن ترمذی کا دیگر اجزا سے تقابلی

مفتی عبدالشکور ترمذی کے تالیف کردہ حصہ احکام القرآن میں جہاں علامہ ظفر احمد عثمانی کے حصہ احکام القرآن
 کی طرح محدثانہ اور متکثرانہ رنگ نظر آتا ہے وہاں مفتی محمد شفیع اور مفتی جمیل احمد کے حصہ احکام القرآن کی طرح فقہانہ
 رنگ زیادہ نمایاں نظر آتا ہے۔ مفتی عبدالشکور صاحب اپنے شیخ علامہ ظفر احمد عثمانی اور مفتی محمد شفیع کی طرح بعض
 مقامات پر الفاظ کی انون تکرار بھی فرماتے ہیں، البتہ اختلاف قراءات کے ذکر کرنے میں مفتی عبدالشکور ترمذی زیادہ
 مایاں ہیں جبکہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی اقویٰ تشریح اور اختلاف قراءات کے بارے گفتگو کرنے کی بجائے بہت نقل
 کر کے بلا کسی تنقید یا بحث کے احکام پر بحث فرماتے ہیں۔

مفتی صاحب نے دیگر مؤلفین کی طرح بعض مسائل میں تمام فقہاء کرام کے دلائل ذکر فرماتے ہیں جبکہ مولانا محمد
 ادریس کاندھلوی صرف حنابل کے دلائل ذکر کرنے پر اکتفا فرماتے ہیں۔

مفتی صاحب نے دیگر مؤلفین کی طرح علم الکلام کے مسائل پر بھی گفتگو فرمائی ہے۔ مفتی محمد شفیع اور مولانا محمد
 ادریس سے بہت کم علم الکلام پر بحث فرمائی ہے۔ مفتی صاحب کی عبارت میں مفتی محمد شفیع کی طرح سادگی اور تسلسل
 ہوتا ہے جبکہ علامہ ظفر احمد عثمانی کی عبارت متنی و سمجھ جوتی ہیں۔ مفتی صاحب کے حصہ میں جمال نہیں بلکہ احکام
 القرآن کے منج و اسلوب کے پیش نظر ضروری تا اگر یہ تخصیلات بھی ذکر کی گئی ہیں۔ مفتی صاحب سے دیگر مؤلفین کی
 نسبت کا برہان اعلیٰ سنت و جماعت کی علمی تحقیقات کو یاد دلانے کے لئے درج کیا ہے۔

احکام القرآن، مفتی عبدالشکور ترمذی کے مصادر و مراجع

مفتی عبدالشکور ترمذی کے احکام القرآن کی تالیف میں قرآن کریم، تفسیر، حدیث، فقہ اور احکام القرآن کے
 موضوعات پر ہوئے والی تالیفات میں سے مصبوط اور مستند مصادر اور مراجع کو مایاں کیا۔ کمزور اور غیر مستند مآخذ کو جہاد
 ہائے سے جہاد ہی نہیں کیا بلکہ جن حضرات سے ان مآخذ کی بنیاد پر کسی مسئلہ کا استدلال کیا ان کی علمی و تحقیقی ندرت
 میں تردید و اسدح فرمائی اور صحیح راستہ کی طرف رجحانی فرمائی، صحیح و مستند مآخذ و مصادر کا انتخاب ہر کس و نا کس کا کام
 نہیں بلکہ اس سلیئے اچھی خاصی فقہی بصیرت نا کر ہوتی ہے، مفتی صاحب چونکہ بنیادی طور پر ایک فقہیہ تھے اس لئے وہ
 مآخذ و مصادر کے انتخاب میں ہی فقہی بصیرت کو بروئے کار لائے۔ مآخذ و مصادر کی گہرست و اعتبار مہضوعات درج ذیل
 ہے۔

کتب علم تفسیر۔ علم حدیث۔ علم فقہ۔ اسماء الرجال۔ اصول حدیث۔ علم قرأت۔ علم علوم۔ علم تصوف۔
سیرت۔ مکتبہ

خلاصہ بحث

بتداء مؤلف احکام القرآن کی شخصیت کا مختصر تعارف کرایا گیا، حضرت مفتی صاحب کی تصنیفات میں سے احکام القرآن بہت اہلی معیار کی علمی و تحقیقی تفسیر ہے جو قرآن مجید کی دوسری سوں سے متعلق ہے اور یہ حصہ سورتی سے آخر قرآن تک کا بھی ہے، اسی حوالے سے احکام القرآن کے موضوع پر عرب و عجم اور موصو صر صغیر و کبیر و ہندکس ہونے والی تالیفات کا صدی بھری کے اعتبار سے لگ بھگ تذکرہ ہوا، البتہ یہ بات حق نہیں کہ طرے جتنی تعدادوں مآلفات کی درج کی ہے اس میں اضافہ نہیں ہو سکتا بلکہ ممکن ہے حریہ حقیقات کی روشنی میں اس موضوع پر ہونے والی تالیفات میں اضافہ ہو جائے۔ احکام القرآن کے موضوع پر چوبیسویں صدی بھری میں ہونے والی کاشوں میں ایک کاوش مولانا شرف علی تھانوی کی ریہ نگرانی تابع احکام القرآن کی ہے، اس کا شمار ۱۳۵ھ اور تکمیل ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۱۵ھ میں ہوئی۔ اس احکام القرآن کی نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اس سے پہلے جو احکام القرآن لکھے گئے ان میں مجموعی طور پر صرف آیات احکام ہی پر بحث نہیں کی گئی بلکہ دیگر آیات جو قصص و امثال سے متعلق تھیں ان میں بھی غور و خوض کر کے مسائل کا استنباط کیا گیا، اس طرح اس کا مقصد صرف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مسائل سے دلائل فراہم کرنا ہی نہیں بلکہ قرآن کی جس آیت سے کسی بھی موضوع سے متعلق مسئلہ کا استنباط ہو رہا ہو اس کو ذکر کیا ہے خواہ وہ مسئلہ احکام فقہیہ سے متعلق ہو یا عقائد و تصوف اور احادیق و تمدن اور جدید تعلیم کی وجہ سے پیدا شدہ شکوک و شبہات کا جواب ہو اس کا استنباط و استخراج کیا ہے۔

احکام القرآن مفتی عبدالغفور ترمذی سے منجھ کے حوالے سے اس مقالہ میں ایک اہم باب کا احوال کیا گیا کہ جس میں آیات سے کوئی اہم فقہی اصول مستنبط ہوا یا کسی فرقے کی زد پر پوری تھی اس کا بھی ذکر کر دیا گیا، ان کی تعداد اگرچہ بہت زیادہ تھی لیکن اس مقالہ میں بطور نمونہ چند فرقوں کا ذکر کر دیا گیا ہے اس مقدمہ میں احکام القرآن لغز ترمذی کا ”تکلف تالیفات احکام القرآن سے نکالیں بھی پیش کیا گیا ہے اس کے بعد مفتی عبدالغفور ترمذی کے احکام القرآن میں تسبیح احکام کے دوران جن امور کا موصوہ اور اکثر جہد پر لکھ کر دیا گیا، اس کے علاوہ اس تالیف کے وقت حضرت مفتی صاحب کے پیش نظر جو مصادروں سے رہے ان کی مہرست بھی ذکر کر دی گئی ہے۔

مصادر و مراجع بابت مفتی عبدالشکور ترمذی کا خاندانی پس منظر

- ۱۔ تذکرہ مفتی عبدالکریم گھملوی (مخطوط) مفتی عبدالقدوس ترمذی، جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا، ص ۲۔
- ۲۔ حیات ترمذی مفتی عبدالقدوس ترمذی، جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا، ص ۱۳۔
- ۳۔ ایضاً
- ۴۔ تذکرہ مفتی عبدالکریم گھملوی (مخطوط) جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا، ص ۳۱، ۳۰، ملاقات مفتی عبدالقدوس ترمذی۔
- ۵۔ ایضاً، ص ۸۔
- ۶۔ مختصر حیات، مفتی عبدالقدوس ترمذی، ص ۴ تذکرہ مفتی عبدالکریم گھملوی (مخطوط) جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا، ص ۳۷۔ ملخصاً الحقانیہ، مآثرات مفتی عبدالکریم نمبر، جنوری تا نومبر ۲۰۰۷ء، ص ۲۰ تا ۲۱۔
- ۷۔ ملخصاً تذکرہ مفتی عبدالکریم گھملوی (مخطوط) ص ۱۲ تا ۱۳، الحقانیہ ماہنامہ، مفتی عبدالکریم نمبر، جنوری تا نومبر ۲۰۰۷ء، ص ۲۶ تا ۲۷۔
- ۸۔ پاک و ہند کے نامور علما و مشائخ، حافظ اکبر شاہ بخاری، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۲۰۰۶ء، ص ۱۶۰۔
- ۹۔ الحقانیہ ماہنامہ مفتی عبدالکریم نمبر، جنوری تا نومبر ۲۰۰۷ء، ص ۹۔
- ۱۰۔ تذکرہ مفتی عبدالکریم گھملوی (مخطوط) ص ۳۰، الحقانیہ ماہنامہ مفتی عبدالکریم نمبر، جنوری تا نومبر ۲۰۰۷ء، ص ۱۶۰۔
- ۱۱۔ ملاقات مفتی عبدالقدوس ترمذی۔
- ۱۲۔ حیات ترمذی، مفتی عبدالقدوس ترمذی، جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا، ۲۰۰۲ء، ص ۹۸۔
- ۱۳۔ ملاقات مفتی عبدالقدوس ترمذی۔
- ۱۴۔ حیات ترمذی، مفتی عبدالقدوس ترمذی، جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا، ۲۰۰۲ء، ص ۱۰۶۔
- ۱۵۔ ضلع سرگودھا کی علمی و ادبی شخصیات، احمد شاہ، مقالہ ایم اے، ۲۰۰۴ء، جامعہ پنجاب لاہور، ص ۵۲۔
- ۱۶۔ حیات ترمذی، مفتی عبدالقدوس ترمذی، جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا، ۲۰۰۲ء، ص ۱۱۴۔
- ۱۷۔ ملاقات مفتی عبدالقدوس ترمذی۔
- ۱۸۔ تذکرہ اوپا سائے دیوبند، حافظ اکبر شاہ بخاری، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ص ۸۴۔
- ۱۹۔ دینی مدرس کے قیام میں خدمات، الحقانیہ، جنوری تا اکتوبر ۲۰۰۷ء، ص ۵۲۔
- ۲۰۔ ملخصاً تقریر، دہانہ و تاریخی پس منظر، مد حقانیہ، مفتی عبدالقدوس ترمذی، جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا، ص ۳۶۔
- ۲۱۔ حیات ترمذی، مفتی عبدالقدوس ترمذی، جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا، ۲۰۰۲ء، ص ۱۲۸۔
- ۲۲۔ تذکرہ اوپا سائے دیوبند، حافظ اکبر شاہ بخاری، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ص ۸۴۔

مصادر ومراجع بابت تالیفات احکام القرآن کا تاریخی ارتقاء

۱۔ انجمن ۵۹۔

۲۔ مقدمہ علماء السنن، مولانا ظفر احمد عثمانی، ادارۃ القرآن، والعلوم الاسلامیہ کراچی، حصہ سوم ص ۱۰۔

۳۔ تاریخ تفسیر مفسرین، پروفیسر غلام احمد حریری، ملک ستر پبلشرز فیصل آباد، ۱۹۸۶ء، ص ۵۹۲۔

۴۔ ایضاً ۵۔ ایضاً

۶۔ علوم القرآن، مفتی محمد تقی عثمانی، ادارۃ العلوم کراچی، ص ۳۱۶۔

۷۔ اردو نثر و معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، طبع ۱۹۸۹ء، ۲۳۰/۲۳۱۔

۸۔ کشف المظہون عن اسماء الکتاب والقول، حاجی غلام مصطفیٰ بن عبد اللہ علی، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ، ۱۹۶۰ء۔

۹۔ اردو نثر و معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، طبع اول ۱۹۸۹ء، ۱۶/۱۷ ص ۶۵۔

۱۰۔ کشف المظہون عن اسماء الکتاب والقول، حاجی غلام مصطفیٰ بن عبد اللہ علی، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ، ۱۹۶۰ء۔

۱۱۔ اردو نثر و معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، طبع اول ۱۹۷۸ء، ۱۶/۱۷ ص ۸۸۔

۱۲۔ کشف المظہون عن اسماء الکتاب والقول، حاجی غلام مصطفیٰ بن عبد اللہ علی، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ، ۱۹۶۰ء۔

۱۳۔ اردو نثر و معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، طبع اول ۱۹۷۸ء، ۱۶/۱۷ ص ۸۸۔

۱۴۔ ایضاً

۱۵۔ مقدمہ احکام القرآن، مفتی محمد تقی عثمانی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، ص ۷۔

۱۶۔ ایضاً

۱۷۔ اردو نثر و معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، طبع ۱۹۷۸ء، ۱۶/۱۷ ص ۸۸۔

۱۸۔ کشف المظہون عن اسماء الکتاب والقول، حاجی غلام مصطفیٰ بن عبد اللہ علی، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ، ۱۹۶۰ء۔

۱۹۔ اردو نثر و معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، طبع اول ۱۹۷۸ء، ۱۶/۱۷ ص ۸۸۔

۲۰۔ مقدمہ احکام القرآن، مفتی محمد تقی عثمانی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، ص ۷۔

۲۱۔ کشف المظہون عن اسماء الکتاب والقول، حاجی غلام مصطفیٰ بن عبد اللہ علی، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ، ۱۹۶۰ء۔

۲۲۔ مقدمہ احکام القرآن، مفتی محمد تقی عثمانی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، ص ۷۔

۲۳۔ کشف المظہون عن اسماء الکتاب والقول، حاجی غلام مصطفیٰ بن عبد اللہ علی، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ، ۱۹۶۰ء۔

۲۴۔ اردو نثر و معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، طبع اول ۱۹۷۸ء، ۱۶/۱۷ ص ۸۸۔

۲۵۔ تاریخ تفسیر و مفسرین ص ۵۹۸، ۵۹۹، کشف المظہون عن اسماء الکتاب والقول، ۵۷۵۔

۲۶۔ کشف المظہون عن اسماء الکتاب والقول، حاجی غلام مصطفیٰ بن عبد اللہ علی، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ، ۱۹۶۰ء۔

۲۷۔ مقدمہ احکام القرآن، مفتی محمد تقی عثمانی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، ص ۷۔

۲۸۔ کشف المظہون عن اسماء الکتاب والقول، حاجی غلام مصطفیٰ بن عبد اللہ علی، مکتبہ حنفیہ کوئٹہ، ۱۹۶۰ء۔

۲۹۔ تاریخ تفسیر و مفسرین، ص ۶۰۵، مقدمہ احکام القرآن از مفتی محمد تقی عثمانی ص ۷۔

۳۰۔ احکام القرآن، ابن العربی، ابو بکر محمد بن عبداللہ، دار المعرفہ بیروت، ۱۳۹۲ھ، ۱۷۷۔

۳۱۔ تاریخ تفسیر و مفسرین ص ۶۰۹، کشف القلوب عن اسامی الکتاب والقول، ۸۱۱۔

۳۲۔ ایضاً ص ۵۹۵۔

۳۳۔ کشف القلوب عن اسامی الکتاب والقول، حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبد اللہ علی، مکتبہ حنیہ کوئٹہ، ۸۱۱۔

۳۴۔ مقدمہ الجامع، احکام القرآن للقرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن عمر، دار کتاب الطبری مصر طبع ۱۳۸۷ھ، ۱۷۷۔

۳۵۔ تاریخ تفسیر و مفسرین، پروفسر غلام احمد حریری، ملک سر پرنشور فیصل آباد، ۱۹۸۶ء، ص ۶۱۵۔

۳۶۔ ایضاً

۳۷۔ کشف القلوب عن اسامی الکتاب والقول، حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبد اللہ علی، مکتبہ حنیہ کوئٹہ، ۳۱۸/۶۔

۳۸۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، طبع اول ۹۷۸ء، ۱۶/۱۲/۵۹۸۔

۳۹۔ تاریخ تفسیر و مفسرین، پروفسر غلام احمد حریری، ملک سر پرنشور فیصل آباد، ۹۸۶ء، ص ۵۹۵، ۵۹۶۔

۴۰۔ کشف القلوب عن اسامی الکتاب والقول، حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبد اللہ علی، مکتبہ حنیہ کوئٹہ، ۳۱۵/۳۔

۴۱۔ تاریخ تفسیر و مفسرین، پروفسر غلام احمد حریری، ملک سر پرنشور فیصل آباد، ۱۹۸۶ء، ص ۶۲۲، ۶۲۳۔

۴۲۔ کشف القلوب عن اسامی الکتاب والقول، حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبد اللہ علی، مکتبہ حنیہ کوئٹہ، ۱۶۷۔

۴۳۔ تاریخ تفسیر و مفسرین ص ۶۱۹، کشف القلوب عن اسامی الکتاب والقول ۳، ۲۵۷، ۳، ۱۳۷۔

۴۴۔ ایضاً

۴۵۔ عربی ادبیات میں پاک و ہند کا حصہ ص ۴۸، الاعلام بمن فی تاریخ الہند من الاعلام ۶، ۲۲۲۔

۴۶۔ الاعلام بمن فی تاریخ الہند من الاعلام (ترجمہ الخواطر)، عبدالحی بن خردلہ بن الحسن، طبیب اکادمی ملتان،

۳۶۸/۶۔

۴۷۔ ایضاً

۴۸۔ الفتاویٰ الاسلامیہ فی الہند، عبدالحی بن خردلہ بن الحسن بدیشی، ۱۳۰۳ھ، ص ۱۷۱۔

۴۹۔ الاعلام بمن فی تاریخ الہند من الاعلام (ترجمہ الخواطر)، عبدالحی بن خردلہ بن الحسن، طبیب اکادمی ملتان، ۷۰۔

۵۰۔

۵۱۔ ایضاً

۵۱۔ نیل المرمی فی تفسیر آیات الاحکام، صدیق حسن بن ادلا و القوی، مکتبہ تجاریہ الکفری مصر، طبع

دوم ۲۸۳ھ، ۲۸۱، الاعلام بمن فی تاریخ الہند من الاعلام ۲۰۶/۸۔

۵۲۔ الفتاویٰ الاسلامیہ فی الہند، عبدالحی بن خردلہ بن الحسن بدیشی، ۱۳۰۳ھ، ص ۱۷۱۔

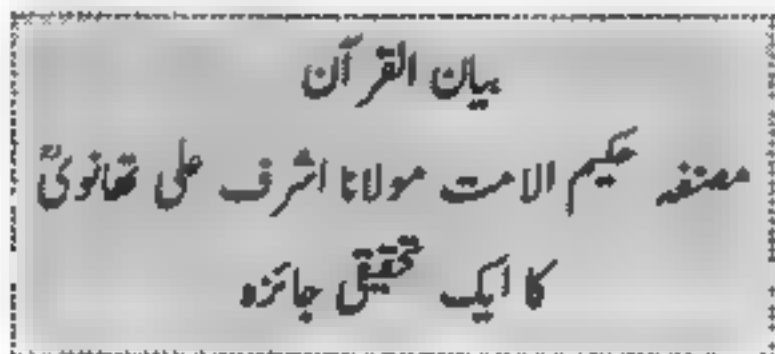
۵۳۔ ایضاً

- ۵۴۔ تذکرۃ الفقہ، مفتی عبدالشکور ترمذی، مکتبہ مطبوعات کمالیہ، ۱۹۷۷ء، ص ۵۲۷۔
- ۵۵۔ مقدمہ احکام القرآن، محمد غفرانی، ادارہ اشرف، تحقیق و المکتب الاسلامیہ، لاہور، ص ۲۷۔
- ۵۶۔ تذکرۃ اولیاء دین، عبدحافظ، اکبر شاہ بخاری، مکتبہ رحمانیہ لاہور۔
- ۵۷۔ مشاہیر علماء دین، عبدقاری فیوض الرحمن، مکتبہ المعترضین لاہور، طبع سوم ۱۳۸۷ھ۔
- ۵۸۔ حیات ترمذی، مفتی عبدالقادر ترمذی، جامعہ حقانیہ سائیدال سرگودھا، ص ۹۲۰۔
- ۵۹۔ ردائع الہیاء فی تفسیر آیات الاحکام من القرآن، شیخ محمد علی صاحبونی، مکتبہ القرآن دمشق، ۱۴۰۰ھ، ۲/۳۱۷۔
- ۶۰۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور، طبع اول ۱۹۷۸ء، ۱۶/۱۷، ۵۹۸۔
- ۶۱۔ مقدمہ تفسیرات احمدیہ ملا جیون (مترجم) محمد عادل، مکتبہ رحمانیہ دہلی، ص ۱۱۔

مصادر و مراجع بابت احکام القرآن مفتی عبدالشکور ترمذی کا تعارف و مبع

- ۱۔ تالیف احکام القرآن عربی، بلعیانہ (ماہنامہ) غزوری ۱۹۹۳ء۔
- ۲۔ انوار الفقہ، مولانا غفر احمد عثمانی، مجلس میلان المسلمین لاہور، ۱۳۸۸ھ، حصہ دوم ۱۳۹۷۔
- ۳۔ تالیف احکام القرآن عربی، بلعیانہ (ماہنامہ) مارچ ۱۹۹۳ء۔
- ۴۔ ایضاً
- ۵۔ اشرف السوانح، خولید عزیز الحسن مجذوب، انشاء پریس لاہور، طبع سوم ۱۹۷۸ء، ۳/۹۵۔
- ۶۔ خاتمۃ السوانح، خولید عزیز الحسن مجذوب، انشاء پریس لاہور، طبع سوم ۱۹۷۸ء، ص ۳۵۔
- ۷۔ ایضاً
- ۸۔ تذکرۃ الفقہ، مفتی عبدالشکور ترمذی، مطبوعات علمی کمالیہ، ۱۹۷۷ء، ص ۱۶۳۔
- ۹۔ احکام القرآن، مسعودی، مولانا غفر احمد عثمانی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، ۱۴۰۷ھ، ج ۲۱۱۔
- ۱۰۔ ایضاً،
- ۱۱۔ ایضاً، ص ۳۸۴۔
- ۱۲۔ مولانا محمد ادریس کاندھلوی کی تفسیری خدمات، ڈاکٹر محمد سعید صدیقی، ۱۹۹۲ء، ص ۳۸۴۔
- ۱۳۔ احکام القرآن مفتی محمد شفیع دین بک، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، ۱۴۰۷ھ، ج ۲۱۱۔
- ۱۴۔ احکام القرآن، مظاہر حلوی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی، ۱۴۰۵ھ، ۱۴/۵، المکتبۃ ۲۹/۲۹۔
- ۱۵۔ ملفوظات مولانا شرف علی تھانوی۔
- ۱۶۔ ملفوظات مفتی عبدالقادر ترمذی۔
- ۱۷۔ ملفوظات مفتی محمد تقی عثمانی حیات ترمذی۔
- ۱۸۔ تعارف احکام القرآن للترمذی، ڈاکٹر طویل احمد، ادارہ اشرف، تحقیق لاہور، مسودہ احکام القرآن للترمذی سرور قی

- ۱۹۔ محفوظ مفتی سید عبدالقدوس ترمذی۔
- ۲۰۔ مخطوط مقدمہ احکام القرآن للقرطبی، عربی، جامعہ حقانیہ مایہدال سرگودھا۔
- ۲۱۔ احکام القرآن للقرطبی، ادارہ اشرف التحقیق والنحوث الاسلامیہ لاہور، ۲۰۲۳ء۔
- ۲۲۔ ایضاً
- ۲۳۔ ایضاً
- ۲۴۔ ایضاً
- ۲۵۔ ایضاً
- ۲۶۔ تعارف حکام القرآن، ڈاکٹر خلیل احمد، ادارہ اشرف التحقیق والنحوث الاسلامیہ لاہور۔
- ۲۷۔ مخطوط احکام القرآن للقرطبی، سورۃ اعلان ص ۸۸، ۸۹، ۹۰، جامعہ حقانیہ مایہدال سرگودھا۔
- ۲۸۔ ایضاً
- ۲۹۔ ایضاً، جامعہ حقانیہ، مایہدال، سرگودھا۔
- ۳۰۔ تعارف حکام القرآن، ڈاکٹر خلیل احمد، ادارہ اشرف التحقیق والنحوث الاسلامیہ لاہور، ص ۵۔
- ۳۱۔ تالیف حکام القرآن عربی، الصیانتہ (ہیٹاسہ) مارچ ۱۹۹۲ء۔
- ۳۲۔ اصول الفقہ الاسلامی، ڈاکٹر وحید زحیلی، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، ۲۰۲۷ء۔
- ۳۳۔ احکام القرآن للقرطبی، ادارہ اشرف التحقیق والنحوث الاسلامیہ لاہور، ۲۰۲۳ء، ۱۳۳۱ھ۔
- ۳۴۔ تالیف احکام القرآن عربی، الصیانتہ (ہیٹاسہ) مارچ ۱۹۹۳ء۔
- ۳۵۔ المائدہ ۵۔
- ۳۶۔ عمدۃ القاری، کتاب فصل الصلوٰۃ فی مسجدک، باب فصل الصلوٰۃ فی مسجدک، المصنف حافظ ابن حجر عسقلانی، بیروت، ۱۴۲۵ھ۔
- ۳۷۔ المہند علی المہند، مولانا خلیل احمد سہروردی، ادارہ اسلامیات لاہور، ص ۳۳۔
- ۳۸۔ احکام القرآن للقرطبی، ادارہ اشرف التحقیق والنحوث الاسلامیہ لاہور، ۲۰۲۳ء، ۱۳۹۵ھ۔
- ۳۹۔ بدوۃ المناہک، مولانا رشید احمد گنگوہی
- ۴۰۔ احسن المقال فی شرح حدیث، رشید ارحال، مفتی صدرالدین دہلوی
- ۴۱۔ احکام القرآن للقرطبی، ادارہ اشرف التحقیق والنحوث الاسلامیہ لاہور، ۲۰۲۳ء، ۱۳۹۵ھ۔
- ۴۲۔ المائدہ ۵۔
- ۴۳۔ احکام ۵۶۔



پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین سی ۵۶

مفسر کا مختصر تعارف

آپ کا نام محمد اشرف علی تھانوی دو حیلہ نام عبدالغنی اور محمد غنی نام کرم حکیم تھانوی تھے۔ آپ کو سہولت حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی تھانوی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ تھانوی قصبہ تھانہ بھون کی طرف منسوب ہے جو یوپی کے مشہور شہر ضلع مظفرنگر کا ایک مردم نگر قصبہ ہے۔^(۱)

آپ کی ولادت بروز بدھ ستمبر ۱۸۶۳ء بمطابق ۵ ربیع الثانی ۱۲۸۰ھ میں ہوئی۔^(۲) قرآن کریم انھوں نے اور حافظ حسین علی سے دس سال کی عمر میں حفظ کیا۔^(۳) پھر نومبر ۱۸۷۸ء بمطابق دی قعدہ ۱۲۹۵ھ دارالعلوم دیوبند میں داخل ہوئے۔^(۴) پانچ سال میں مولانا یعقوب خان قوی، مولانا محمد علی محمود، شیخ الحدیث محمود الحسن وغیرہ سے درس لکھائی کی تعلیم حاصل کی اور مولانا قاسم خان قوی سے تفسیر جلالین پڑھ کر ۱۸۸۳ء بمطابق

۱۲۹۹ھ (۵) ۲۰ سال کی عمر میں فراغت حاصل کی۔ (۶) ۱۸۸۴ء ... مطلق ۱۳۰۱ھ میں حاجی ادا اللہ صاحب کی سے بیعت ہوئے اور انہی سے خلافت حاصل کر کے برصغیر میں سلسلہ تصوف کو فروغ دیا۔ ۶۶ ہجریین محبت اور ۹۸ ہجریین بیعت یعنی خلافت محمود کر ۲۰ جولائی ۱۹۴۳ء مطلق ۱۹ رجب ۱۳۶۲ھ اس دہرہ قلی سے ۸۲ سال تین ماہ گیارہ دن گزار کر رخصت ہو گئے۔ (۷)

تصانیف

شیخ ابو خدیجہ نے آپ کے بارے میں لکھا ہے۔

قد رایت تالیفہ علی الف مؤلف وکل ذلک بحفظ الوقت وإنما يعرف
قيمة الوقت والزم من الموارد الموقوفین فیما توفی فی اعمارهم القصیرہ
وللاعداد الهائلة من التالیف الكثيرة

لیکن آپ کی تصانیف ایک ہزار تک اسی صورت میں پہنچی ہیں جبکہ آپ کے خطبات کو الگ الگ کتاب شمار کیا جائے۔ آپ نے پہلی کتاب ۱۸ سال کی عمر میں ۲۰ جلدوں میں مثنوی زیر و بم کے نام سے لکھی۔ (۸) اس کے بعد مشروح موضوعات پر لکھتے رہے لیکن قرائن لڑیچ کے حوالہ سے جو تصانیف دوران تحقیق میرے سامنے آئیں ان کی تعداد ۶۸ ہے۔ (۹) جس میں حضرت قنوی کی ۹ تفسیر و حواشی قرآن بھی شامل ہیں۔

پہلی تفسیر ”امیان“ ہے۔ اپنی اس تفسیر کا خلاف کرتے ہوئے حضرت قنوی خود لکھتے ہیں یہ احقر کی بعض تقریرات کا ایک مختصر مجموعہ ہے جو میرے امیر و زائد مولوی سعید احمد نے مجھ سے تفسیری مسائل پر دینے وقت ضبط کر لی تھیں مگر ان کی وقت ہونے سے اس کی تکمیل کی توقع نہیں آئی۔ (۱۰) حضرت قنوی نے کثرت سے اس تفسیر کا بیان القرآن میں تذکرہ کیا ہے۔ (۱۱)

دوسری تفسیر ”درس قرآن“ ہے۔ ڈاکٹر سعید لکھتے ہیں حضرت قنوی قند

ہوں میں باقاعدہ لوگوں کو درس قرآن دیا کرتے تھے جسے بعض لوگوں نے قبضہ کر لیا تھا یہ بھی شائع نہیں ہوا۔ (۱۲)

تیسری تفسیر "تقریر بعض البیان فی تفسیر بعض آیات" ہے۔ اس تفسیر کا حدود سوانح نگاروں نے تذکرہ کیا ہے، علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں، حضرت قلاوٹی کے خاندان کی بعض لڑکیوں نے مولانا سے قرآن مجید کا ترجمہ چڑھا تھا اور اکثر آیات کی تفسیر و تقریر کو تحریر میں منہ کر لیا تھا وہ ایک مجموعہ ہو گیا تھا مگر شائع نہیں ہوا۔ (۱۳)

چوتھی تفسیر "اشرف البیان فی علوم الہدیٰ والقرآن" ہے۔ اس تفسیر کا تذکرہ سید سلیمان ندوی سمیت دیگر حضرات نے بھی کیا ہے۔ یہ تفسیر دراصل حضرت قلاوٹی کے مواضع سے ترتیب دی گئی ہے۔ حضرت عموماً اپنے مواضع کا آئینہ قرآنی آیات سے کیا کرتے تھے اور دورانِ وضع آیات کی تفسیر کے طبعی نکات بیان کیا کرتے تھے، ان نکات کو اس میں جمع کیا گیا ہے، جمع کنندہ نامعلوم ہے۔ (۱۴)

پانچویں تفسیر "تفسیر المواضع" ہے۔ مولانا عبدالحی ککھڑی لکھتے ہیں: اسے محمد مصطفیٰ بھٹوی نے حضرت کے مواضع میں موجود آیات تفسیریہ کو جمع تقابلاً جمع کر دیا ہے۔ (۱۵)

چھٹی تفسیر "تفسیر سورہ یوسف" ہے۔ یہ بیان القرآن کے علامہ ملک ترجمہ و تفسیر کی شکل میں شائع ہوئی ہے۔ (۱۶)

ساتویں تفسیر "حواشی تفسیر حل القرآن" ہے۔ یہ دراصل مولانا حبیب احمد کیراوی کی تفسیر ہے۔ آپ نے تفسیر لکھنے کے بعد حضرت قلاوٹی کی خدمت میں پیش کی۔ حضرت قلاوٹی نے اس کا مطالعہ کر کے اس پر جگہ جگہ حواشی کا اضافہ کیا ہے۔ حضرت قلاوٹی خود لکھتے ہیں تفسیر پر میرے حواشی بھی ملیں گے جن میں بعض حواشی سے میرا جو شوق و جذبہ ظاہر ہو گا جو غایتِ استحسان سے ناشی ہوا۔ (۱۷)

آٹھویں تفسیر "حواشی تفسیر جلالین" ہے۔ اس حاشیہ کا تذکرہ صرف ماہنامہ القام

دیہند میں ملا ہے۔ (۱۸)

لویں تفسیر " بیان القرآن " ہے اس میں پورے قرآن کی تفسیر ترجمہ حضرت تھانوی نے لکھا ہے، میرے مقالہ کا مرکزی موضوع بھی یہی تفسیر ہے۔

تفسیر بیان القرآن کا تحقیقی و تفصیلی جائزہ

بیان القرآن سے حلقہ مباحث کا پانچ لک لک حصوں میں جائزہ پیش کروں گا تاکہ بیان القرآن کی غیبا و خامیاں خوب نکھر کر سامنے آسکیں۔ پہلی صحت نصیبی شخصیات ہیں۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے ترجمہ قرآن لکھنے کی وجہ کا جائزہ پیش کر رہا ہوں۔

مولانا کے بعض معاصرین نے قرآن کے تراجم لکھے، یہ تراجم مختلف وجوہات کی بنا پر درست نہیں تھے، متعدد لوگوں نے تنقیدات لکھیں۔ (۱۹) حضرت تھانوی سے بھی اس سلسلہ میں رجوع کیا گیا۔ ان میں سے کچھ تراجم یہ ہیں:

الف۔ اصلاح ترجمہ دہلوی۔ یہ دراصل ڈپٹی ڈائریکٹر احمد دہلوی کا ترجمہ تھا اس میں جدید عقائد کے ساتھ تواترین حوجہ لونی عربی کی جانب مبذول رکھی گئی تھی جس کی وجہ لوگوں میں تنہدیت کو حاصل ہونے لگیں علاوہ علاوہ اور علاوہ ترجمہ کے رواج پانے کا امکان تھا جس کے پیش نظر مولانا نے مستقل رسالہ اس کی غلطیوں کی اصلاح پر لکھا۔ (۲۰) دوسرا ترجمہ

مرزا حیرت دہلوی کا سامنے آیا مولانا نے اس کی اصلاح پر بھی رسالہ تحریر کیا۔

ب۔ اصلاح ترجمہ حیدر آباد کے ہم سے لکھا موصوف عربی سے جلد تھے جس کی وجہ سے یہ بات بھی مشکوک تھی کہ یہ ترجمہ کس نے کیا ہے؟ (۲۱)

ج۔ الہادی الخیران فی ولادی تحصیل الہیان۔ اسی طرح مولانا ذوالفقار علی دہلوی نے قرآنی طریقے مع ترجمہ تحصیل الہیان فی مباحث القرآن کے نام سے تیار کیا تھا مولانا کی درخواست پر آپ نے ترجمہ و طریقے کی اصلاح کی اور الہادی الخیران فی ولادی تحصیل الہیان کے نام سے رسالہ لکھا۔ (۲۲) لیکن ان تراجم کی اصلاح کے باوجود متعدد حاصل

میں ہوں

حضرت قاضی خود لکھتے ہیں "میں لوگوں نے محض تہمت کی غرض سے نہایت بے احتیاطی سے قرآن کے ترجمے شائع کرنے شروع کیے جن میں بھارت مطابین خلاف قواعد شریعہ پھر دیے جن سے عام مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچا، ہرچند کہ پھولے پھولے رسالوں سے ان کے مفاسد پر اطلاع دے کر ان معترفوں کی روک تھام کرنے کی کوشش کی مگر چونکہ کثرت سے ترجمہ بہنی کا رجحان پھیل گیا ہے۔ وہ رسالے اس غرض کی تکمیل کے لیے کافی سمجھ نہ ہوئے جو عقیدہ لٹائے زبانہ کو کوئی ترجمہ بھی نہ بتلایا جائے جس میں مشغول ہو کر ان تراجم جتدہ سے بے انتفاع ہو جائیں۔" (۲۳) (جب

حضرت قاضی نے دیگر تراجم کی طرف لوگوں کو راغب کیا تو محض تراجم میں اختلاف یا زبان بدلی جانے کا بذر لوگوں نے پیش کیا لہذا اہل و مشورے کے ہر یہ فیصلہ ہوا کہ لوگوں کو کوئی نیا ترجمہ پیش کیا جائے جس کی زبان و طرز بیان میں لوگوں کے مذاق کا پورا لحاظ رکھا جائے۔ (۲۴) لہذا آپ نے قرآن کریم کا نیا ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ کب لکھنا شروع کیا اور کب مکمل ہوا اس بارے میں نہ میان القرآن میں کوئی صراحت ملتی ہے نہ کسی اور محقق نے اس پر روشنی ڈالی ہے۔

بہر بیان القرآن کا مطالعہ کرنے سے شبہ ہوتا ہے شاید ترجمہ و تفسیر دونوں ایک ساتھ لکھے گئے ہیں (۲۵) لیکن حقیقت اس کے برعکس ہے۔

میری تحقیق یہ ہے کہ ترجمہ پہلے لکھا گیا ہے، پھر تفسیر لکھی گئی ہے اس کی تائید ثناء اللہ صاحب کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ تفسیر مولانا نے ترجمہ کے بعد تحریر فرمائی تھی۔ (۲۶) میرے موقف کی تصدیق اس سے بھی ہوتی ہے کہ ۱۹۰۸ء (۱۳۲۵-۲۶ھ) میں پہلی مرتبہ "ترجمہ قرآن" کے نام سے مطبع جہان دہلی سے شائع ہوا۔ (۲۷) دوسری مرتبہ بھی ۱۹۱۴ء-۱۳۳۳ھ میں "ترجمہ اشرفیہ نوریہ" کے نام سے محبوب المطابع دہلی سے شائع ہوا۔ (۲۸) تیسری مرتبہ ۱۹۲۴ء-۱۳۴۲ھ میں "ترجمہ اشرفیہ

لوریہ کے نام سے نور محمد مالک پھر خانہ تہذیب کتب دہلی سے شائع ہوا (۲۹) تینوں مرتبہ صرف ترجمہ شائع ہوا۔ ملحقہ تفسیر ۱۹۱۴ء-۱۳۳۳ھ کے ایڈیشن میں مرزا محبوب بیگ کی تھی۔ (۳۰) ۱۹۲۴ء-۱۳۴۲ھ کے ایڈیشن میں نور محمد چشتی کی تھی۔ (۳۱) ۱۹۳۸ء-۱۳۵۷ھ میں فرید دہادی مصری کی تھی۔ (۳۲) لیکن ہم حضرت قحطوی کا لکھا گیا

۲۔ تفسیر لکھنے کی وجہ

حضرت قحطوی نے تراجم کی طرح تفسیر کی اصلاح پر بھی رسالے لکھے مثلاً التخصیر فی التفسیر (۳۳) توحید الحق (۳۴) رسالۃ ملاذ البیان فی فساد القرآن (۳۵) وغیرہ مگر کوئی خاص مقصد حاصل نہ ہو سکا۔ دوسری طرف ستم بالائے ستم یہ کہ حضرت قحطوی کی طرف سے اپنی جملہ کتب کا حق تصنیف محفوظ نہ رکھنے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے متعدد مطابع نے حضرت قحطوی کے ترجمہ کے ساتھ مختلف حواشی لکھ کر حضرت قحطوی کے نام سے پھیلائے شروع کر دیے۔ (۳۶) (مطابع کی چیزہ دستیوں اور ہاتھ کی صفائی سے تو ہر صاحب تصنیف آگاہ ہے) لہذا مجبوراً تفسیر لکھنے کا ارادہ کیا۔ حضرت قحطوی خود لکھتے ہیں:

بسمہ دور سے خود بھی نور احباب کے امور سے بھی کچھ بھلا خیال ہوا کرتا تھا کہ کوئی تفسیر تفسیر قرآن لکھی جائے جو ضروریات کو جلدی اور زوائد سے خالی ہو مگر تفسیر و تراجم کی کثرت کو دیکھ کر اس کو سر زائد سمجھتا تھا۔ اسی ارشاد میں ہی حالت یہ پیش آئی کہ بعض لوگوں نے محض تہذیب کی غرض سے نہایت بے احتیاطی سے قرآن کے ترجمے شائع کرنا شروع کر دیئے جن میں بہتر مضامین خلاف قواعد شریعہ بھر دیئے جن سے عام مسلمانوں کو بہت ضرر پہنچا۔ لہذا ۱۳۲۰ھ میں تفسیر لکھنا شروع کی۔ (۳۷)

۳۔ تفسیر کا آغاز و اختتام

جیسا کہ میں بیان کر چکا ہوں ترجمہ کے آغاز و اختتام کا کوئی سرای نہیں مگر صرف آغاز و اختتام ہوتا ہے کہ تفسیر سے پہلے لکھا گیا ہے۔ البتہ تفسیر کے بارے میں مکمل رہنمائی ملتی ہے کہ ۱۹۰۲ء-۱۳۲۰ھ میں لکھنی شروع کی مگر صرف ربع پارہ تک لکھ سکے تھے کہ سلسلہ منقطع ہو گیا۔ دوبارہ ۱۹۰۵ء-۱۳۲۳ھ سے لکھنا شروع کیا اور ۱۹۰۸ء-۱۳۲۵ھ میں (۳۸) ڈھائی سال کے عرصہ میں مکمل کیا۔ (۳۹)

۴۔ تفسیری ماخذ

مولانا نے اپنی تفسیر لکھنے میں جن تفسیر سے مدد لی ہے وہ ہول آپ کے یہ ہیں:

تفسیر بیضاوی، تفسیر رحمانی، معالم الغزلی، روح البانی، مدارک، خازن، تفسیر طبری، ابن کثیر، لباب، در مستورد، تفسیر کشف کے ساتھ بعض تراجم قرآن اور الاطلاق، کماوس القرآن وغیرہ سے بھی مدد لی ہے۔ (۴۰) لیکن زیادہ اہم کسی کی روح البانی پر کیا ہے۔ (۴۱)

۵۔ ترجمہ و تفسیر کی زبان

ترجمہ و تفسیر کی زبان اگرچہ اردو ہے لیکن تفسیر میں عربی و فارسی کا ظہر ہے جبکہ ترجمہ کے بارے میں مولانا محمد عبداللہ چیمبرلوی کی رائے ہے

یہ ترجمہ باضہار زبان و مادہ کے نہ تو خالص دہلوی ہے اور نہ لکھنوی ہے۔ پورٹی بھائی بھارت سے بیادہ ملتا ہے۔ (۴۲) جبکہ بیان القرآن کے مادہ نگار کے مطابق اس میں یونانی کی اردو استعمال کی گئی ہے مثلاً پوہی کے، چوے گا، ملتا وغیرہ۔ (۴۳)

دوسری بحث طلباء کی تفصیلات پر مشتمل ہے

سرمایہ خالص نے اپنی جملہ تصنیفات کے طلباء کی حق نام کر رکھے تھے جو ہا ہے
شائع کر سکا تھا اس کے نتیجہ میں ہر جملہ ذکر مطبع نے اسے شائع کیا جس کی کچھ تعداد کا
اندازہ لگانا خود شواہ ہے البتہ اس کا نام بدل کر شائع کیا گیا مثلاً

۱۔ مطبع جہان دہلی سے ۱۹۰۸ء۔ ۲۶۔ ۳۲۵ء میں "ترجمہ قرآن" کے نام پر دو جلدوں میں
پہلی مرتبہ شائع ہوئی۔ (۳۲)

۲۔ محبوب المطبع دہلی سے ۱۹۱۴ء۔ ۳۳۳ء میں "ترجمہ اشرفیہ مجید" کے نام سے شائع
ہوئی۔ (۳۵)

۳۔ نور محمد مالک کارخانہ تہمت کتب دہلی سے ۱۹۲۴ء۔ ۳۴۲ء میں "ترجمہ اشرفیہ مجید"
کے نام سے شائع ہوئی۔ (۳۶)

۴۔ حمید پریس دہلی سے ۱۹۳۶ء۔ ۳۵۵ء میں "حواشی دو ترجمہ والا قرآن مجید" کے
نام سے شائع ہوئی۔ (۳۷)

۵۔ قدوسی پریس دہلی سے ۱۹۳۸ء۔ ۳۵۷ء میں "اچھ ترا قرآن مجید" کے نام سے شائع
ہوئی۔ (۳۸)

۶۔ نور محمد اصح المطبع کراچی سے ۱۹۳۹ء۔ ۳۶۸ء میں "مجموع ترا قرآن شریف
دو ترجمہ" کے نام سے شائع ہوئی۔ (۳۹)

۷۔ قرآن عمل کراچی سے ۱۹۵۳ء۔ ۳۷۲ء میں "نور الہدٰی حواشی قرآن شریف" کے
نام سے شائع ہوئی۔ (۵۰)

۸۔ احاکم سے ۱۹۶۳ء۔ ۳۸۴ء میں "نور الہدٰی قرآن فی تفہیم القرآن" کے نام سے شائع
ہوئی۔ (۵۱)

۹۔ جمع کتب لاہور سے ایک دفعہ "القرآن الکریم" کے عنوان سے دوسری دفعہ "القرآن
الکریم ترجمہ و تفسیر المختار شدہ بیان القرآن" کے عنوان سے شائع ہوئی۔ (۵۲)

۱۔ حالانکہ اس تفسیر کا منج نام ”بین القرآن“ ہے اور اس نام کے ساتھ مولیٰ ڈاکٹر محمد نسیم جٹانی ۱۹۱۶ء-۱۳۳۴ھ میں (۵۴) ایک رائے کے مطابق ۱۹۱۸ء-۱۳۳۶ھ میں (۵۴) ورلڈ ہیڈویو گرانی کے مطابق جو کہ مجدد منج رائے ہے ۱۹۲۵ء-۱۳۴۳ھ میں بنگالی پریس دہلی سے ۱۲ جلدوں میں شائع ہوئی۔ (۵۵) اور اس کی ہر جلد ڈھائی پارہ پر مشتمل تھی۔ (۵۶)

مصنف کی بعض ترامیم کے بعد پہلی دفعہ ۱۹۳۵ء-۱۳۵۳ھ میں (۵۷) اور دہلی قادیانی الطبع قندہ بھون سے شائع ہوئی۔ (۵۸) پاکستان میں طرح کچھی نے ۱۹۵۳ء میں پہلی دفعہ مکمل لکھ کر شائع کیا مگر یہ مکمل نہیں تھا، (۵۹) مکمل ۱۹۷۸ء میں شائع کیا اس کے علاوہ ایچ ایم سعید نے مکمل شائع کیا ہے۔ (۶۰)

تیسری صفت ”ترجمہ“ بین القرآن پر مشتمل ہے

جہاں تک مولانا قادیانی کے ترجمہ قرآن کا تعلق ہے تو میں بیان کر چکا ہوں یہ تفسیر سے پہلے لکھا گیا ہے لیکن اس کے آغاز و اختتام کے بارے میں کوئی رہنمائی نہیں ملتی ہے اور ترجمہ و تفسیر کے اسلوب میں بھی بہت فرق ہے ترجمہ عام فہم و آسان زبان میں ہے جبکہ تفسیر میں عربی قادیانی الفاظ کے ساتھ بکثرت اصطلاحات کا استعمال کیا گیا ہے۔

ترجمہ کی خصوصیات

۱۔ ترجمہ بین السلوٰۃ نقل کیا گیا ہے اور حاشیہ میں توضیحی ترجمہ بھی دیا گیا ہے جس سے آیت کا مضمون تقریباً واضح ہو جاتا ہے۔ توضیحی مہارت و یکدست میں رکھتے ہوئے ترجمہ کو لایا کرنے کے لیے اس پر لائن سمجھ دی ہے۔

۲۔ مولانا قادیانی اس ترجمہ کی دوسری خصوصیت یہ ہے کہ یہ آسان اور عام فہم ہے اور تحت لفظی کی بھی رعایت رکھی گئی ہے۔

۳۔ ترجمہ میں خالص مملکت استعمال نہیں کیے گئے اس لیے کہ مملکت ہر علاقہ کے جدا جدا ہوتے ہیں۔ (۶۱)

۴۔ ترجمہ میں ترکیب کی رعایت زیادہ کی گئی ہے۔ (۶۲)

۵۔ ترجمہ میں مروجہ اردو زبان کا لفظ رکھا گیا ہے۔

ترجمہ پر نثری علم کی اثرات

میں انفرقن کی قبولیت کا ایک اہم سبب اس کا ترجمہ ہے۔ شیخ الحدیث مولانا محمود الحسن لکھتے ہیں: "مصرے کے احباب میں مولوی عاشق الہی اور مولانا اشرف علی نے جو ترجمہ کیا ہے اس نے دونوں ترجموں کو تفصیل سے دیکھا ہے جو خرابیوں سے پاک صاف اور عمدہ ہیں۔" (۶۳)

سید سلیمان عودی لکھتے ہیں: "اس ترجمہ میں زبان کی سلاست کے ساتھ بیان کی صحت کی احتیاط لیا گیا ہے جس سے حیر کی نظر میں بڑے بڑے ترجمے خالی ہیں۔ اور اس ترجمہ میں ایک خاص بات یہ رکھی گئی ہے کہ کم علمی یا ترجموں کی عدم احتیاط کی وجہ سے جو غلوک قرآنی آیت میں عام پڑھنے والوں کو معلوم ہوتے ہیں ان کا ترجمہ اس طرح کیا گیا ہے کہ پھر کسی غلطی کے وہ شک ہی پیش نہ آئے۔" (۶۴)

مولانا عبداللہ عبداللہ دہلوی لکھتے ہیں: "ترجمہ بامعروفہ و مطلب نثر ہے اور باقی ترجموں سے بے نیاز کر دیتا ہے۔" (۶۵)

مولانا عبداللہ عبداللہ دہلوی لکھتے ہیں: "ترجمہ بامعروفہ اور عام فہم ہونے کے ساتھ زبان کی سلاست اور بیان کی صحت میں بھی وہ بڑے تراجم سے بہت لے گیا ہے، ترجمہ صحیح الفاظ سے پاک ہے اور زبان فصیح ہے۔" (۶۶)

ڈاکٹر صالحہ اپنے پی ایچ ڈی مقالہ میں لکھتی ہیں: "مولانا ترجمہ میں غلوہ قولہ کی جدت طریقوں کو پسند نہیں کرتے تھے ان کے ترجمہ کا کمال ان کا اختصار اور اچھا ہے۔"

ترجمہ اس طرح کرتے ہیں کہ عام فہم بھی ہو اور قرآنی الفاظ کی ترتیب زیادہ الٹ پلٹ نہ ہو۔ اس کے علاوہ اردو کی لولی زبان استعمال کی ہے کھلائی محاوروں سے گریز کیا ہے اس لیے کہ ان کے سمجھنے والے مقامی اور محدود ہوتے ہیں جبکہ عام فہم لولی زبان سے سارے اردو والے مستفید ہو سکتے ہیں۔ آپ کے ترجمہ میں غلطی ہائزہ بھی نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس سے عوام شش و پنج میں نہ پڑتے ہیں۔ (۶۷)

پرفہم صفت "تفسیر" "بین القرآن" پر مشتمل ہے۔

اور اس سلسلہ میں سب سے پہلے تفسیر کا تعارف پیش کر رہا ہوں تاکہ تفسیر کے جملہ پہلوؤں کے سامنے آ جائیں۔ میرے پیش نظر آج ایم سیّد کراچی کا مکتوبہ "بین القرآن" ہے۔

۱۔ تفسیر کے جملہ اجزاء کا تعارف۔

اس تفسیر کو مولانا قسری نے ۱۹۰۲ء-۱۳۲۰ھ میں لکھنا شروع کیا اور ۱۹۰۸ء-۱۳۲۵ھ میں مکمل کیا۔ یہ تفسیر چھ جلدوں کو یکجا کر کے دو حصوں میں پہلی دفعہ ۱۹۲۵ء-۱۳۴۳ھ میں شائع ہوئی۔ طبع لٹل کے بعد مولانا قسری نے متعدد مرتبہ خود مطالعہ کیا اور اپنے احباب مولانا عبدالکریم (۶۸) اور مولانا حبیب احمد کیراوی کے تعاون سے ۱۹۳۵ء-۱۳۵۳ھ میں بعض ترامیم کے ساتھ دوبارہ شائع کیا (۶۹) اس کے تفسیری اجزاء الگ الگ حواشی کے تحت اس طرح ہیں۔

۱۔ پہلا حاشیہ بین السطور ترجمہ کے بعد فہمی ترجمہ دیا گیا ہے اس کی کیفیت یہ ہے کہ فہمی عبارت و کلمات میں دی ہے اور ترجمہ کو مزید قلیل کرنے کے لیے اس پر لائیں بھی سمجھ دی ہیں۔

۲۔ دوسرا حاشیہ لفظ "ف" لکھ کر مختلف آیات کی صغر تفسیر بیان کی گئی ہے۔

۳۔ تیسرا حاشیہ تفسیر میں دو قسم کے حواشی مستطیل لکھے گئے ہیں۔ پہلا طعائن مخصوص قرآنیہ کا ہے یعنی اگرچہ آیات ایک ہی مضمون کی ایک ساتھ آئی ہیں تو ان کا مستقل

عنوان قائم کر دیا ہے خطۂ سورہ ہرہ کی آیات ۲۲۲ ھدی للمتقین سے یوقون تک
مسلمانوں کی صفت بیان کی گئی ہے تو اس کا عنوان "صفات المؤمنین" لکھ دیا ہے۔ (۷۰)

دوسرا عنوان "مضامین تفسیر" کی جگہ پر لکھا گیا ہے خطۂ قصہ حضرت موسیٰ و فرعون

۴۔ چوتھا حاشیہ ہر صفحہ پر "تفہات" کے نام سے ہے جس میں اہم نکات القرآن بیان کی گئی
ہے۔

۵۔ پانچواں حاشیہ جامعیت و فصاحت کے عنوان سے قائم ہے جس میں مختلف آیات کے حوالہ
سے صحت کی ہے۔

۶۔ چھٹا حاشیہ "تفہات ترجمہ" کے عنوان سے ہے جس میں ترجمہ کی وجہ اور ترکیب بیان
کی ہے۔

۷۔ ساتواں حاشیہ "الکلام" کے عنوان سے ہے جس میں مختلف آیات سے جو حقیقہ واضح
ہوتا ہے اسے بیان کیا گیا ہے۔

۸۔ آٹھواں حاشیہ "الروایات" کے عنوان سے ملتا ہے جس میں تفسیری روایات کے طرق
و مروی حد کو بیان کیا گیا ہے۔

۹۔ نوواں حاشیہ تفسیری صفحہ کے بالکل نچلے حصہ میں "حواشی" کے عنوان سے قائم کیا ہے
اس میں عموماً ترجمہ و تفسیر پر وارد ہونے والے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے
ہیں۔ (۷۱)

۱۰۔ دسواں حاشیہ "الحکم" کے عنوان سے ہے اس کے ذیل میں کسی خاص آیت کی ترکیب
بیان کی گئی ہے۔ (۷۲)

۱۱۔ بارہواں حاشیہ "رہا" کے عنوان سے قائم ہے یعنی ایک سورہ کا دوسری سورہ سے یا
ایک آیت کا دوسری آیت سے رہا کیسے ہوتا بیان کر دیا ہے کیسے باقاعدہ عنوان دے کر
بیان کیا ہے۔ (۷۳)

۱۲۔ بارہواں حاشیہ "مسائل السلوک من حکم تکفلک" کے عنوان سے پہلے عربی میں
پھر "درخ السلوک ترجمہ مسائل السلوک" کے عنوان سے اردو ترجمہ کے ساتھ غلطک
کیا گیا ہے۔ یہ رسائل ۱۹۳۰ء تا ۱۳۴۸ھ میں لکھا تھا ۱۹۴۱ء تا ۱۳۴۹ھ میں اس کا ترجمہ

کر کے ۱۹۳۵ء-۱۹۵۳ء میں بیان القرآن کے حواشی پر مسلک کر دیے (۷۴) اس میں تصوف کے مسائل کا قرآن سے اثبات کیا گیا ہے۔

۱۳۔ حیرتوں کا شہرہ ہر جلد کے آخر میں مسلک کیا گیا ہے اس کا نام ہے "دعوت الی اللہ مع توبہ انکسار والصلی" اس میں قرآنی ترتیب پر ہر جلد کے مختلف قرات سببہ کی قرائتیں جمع کر دی ہیں، اصل کتب عربی میں ہے پھر اس کا ترجمہ بھی ہو گیا ہے اسے بھی تفسیر کے ساتھ ملحق کیا گیا ہے۔

۱۴۔ پندرہویں حاشیہ بعض رسائل منیہ کی فصل میں جلد کے کتب میں ملحق کر دیا گیا ہے مثلاً "رسالہ رفع الہدایہ فی نفع المسلم" (۷۵) اس میں ایک سال کے سوال آہن سے کیا فوائد ہیں؟ کا جواب دیا گیا ہے۔

۱۵۔ پندرہویں یہ کہ ہر جلد کے ساتھ دو قدس مسلک ہیں۔ پہلی "مضامین تفسیر" کی دوسری "مضامین مضمون قرآنیہ" کی جس میں اوسطاً ہر دو سے پندرہ سو تک حواشی ہیں۔

۲۔ مصنف کی اپنی تفسیر کے بارے میں رائے

مولانا تھانوی نے ایک دفعہ خود اپنی تفسیر کے بارے میں فرمایا کہ بیان القرآن میں سب الہامی مضامین ہیں یہ تفسیر میں نے کامل شرح صدر کے ساتھ لکھی ہے اس کی قدر تو ان لوگوں کو ہوگی جنہوں نے کم از کم جس مستزید خاصیر کا مطالعہ کیا ہو۔ (۷۶)

تفسیر کے بعض مقامات لکھنے سے نکل میں کوہ کوہ محض فلتا رہا اور سوچتا رہا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا رہا تب کہیں جا کر شرح صدر ہوا اور جن مقامات کے حلق پھر بھی شرح صدر نہ ہوا وہاں اس کا صاف اظہار کر دیا اور لکھ دیا اگر اس سے پھر تفسیر کہیں مل جائے تو اسی کو اختیار کیا جائے۔ چنانچہ تفسیر میں دو مقامات ایسے ہی ہیں ایک سورہ برات میں ایک سورہ حشر میں۔ (۷۷)

مردانہ نے فقیر لکھے ہوئے کچھ اصولوں اور خصوصیات کو مد نظر رکھا ہے۔

۱۔

۳۔ مصنف کے اصول فقیر و فقیری خصوصیات

۱۔ پہلا اصول اگر فقیر کسی روایت کی جڑ پر کی ہے تو کوشش کی گئی ہے کہ وہ روایت صحیح ہو لیکن اگر قرآن سے فقیر واضح تھی تو اس کی حریم وضاحت یا تائید میں غائی کی جانے والی حدیث کی صحت پر بہانہ توجہ نہیں دی۔

۲۔ دوسرا اصول شہادت کو جس فقیر سے بغیر شہ کو واضح کیے نہ کر دیا ہے۔ صرف ان شہادت کو ذکر کر کے جواب دیا ہے جن کی جڑ اصل یا نقلی دلیل پر تھی۔

۳۔ تیسرا اصول آہنی مذاہب سے حلق فقیر حلق سے لیے گئے فقیر اس لیے کہ اس موضوع پر قول مصنف ان کا مطالعہ نہیں تھا۔

۴۔ چوتھا اصول جو مضامین متحد جگہ آئے ہیں ان پر کسی جگہ مفصلاً لکھ کر ہتھ مختصات پر حوالہ دے دیا گیا ہے۔

۵۔ پانچواں اصول مشرین کے مختلف اقوال کی صورت میں روایت اور توفیق عربیت کے جو بیان قریب نظر آیا صرف اسے نقل کر دیا جہاں دونوں برابر تھے جہاں دونوں نقل کر دیے۔

۶۔ چھٹا اصول فقیر میں منقول نتائج کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔

۷۔ ساتواں اصول جہاں کسی کتاب سے من و عن عبارت لی ہے وہاں صرف ہم لکھ دیا ہے، جہاں متن میں فقیر کر کے لیا ہے یا صرف مضمون لکھ لیا ہے وہاں کتاب کے نام کے ساتھ "من" لکھا دیا ہے۔

۸۔ آٹھواں اصول جس ترجمہ کے ساتھ جس مضمون کو بحث ضروری دیکھا کہ اس پر ترجمہ کی وضاحت موقوف ہے یا کوئی شہ پیدا ہوتا ہے تو "تفسیر" لکھ کر واضح کر دیا ہے۔

۹۔ نویں اصول طائف، نکات، حکایات اور تفاسیل کے درجہ فقیر کو طویل نہیں کیا قصور صرف حل اقرآن رکھا گیا۔

- ۱۰۔ دسویں اصول تفسیر اس طرح کی ہے کہ مضمون کا رہا خود ظاہر ہو جائے اور کہیں رہا لکھ کر بھی واضح کیا ہے۔
- ۱۱۔ گیارہویں اصول اختلافی مذہب میں صرف مذہب متنی کو لیا گیا ہے، دوسرے مذاہب کو ضرورت کے تحت حاشیہ میں لکھ دیا ہے۔
- ۱۲۔ بارہویں اصول طبعی مباحث، قرأت، لغت، بلاغت وغیرہ کی زبان عربی رکھی ہے تاکہ عام اس طرف مکتب ہو کر متغوش نہ ہوں۔
- ۱۳۔ تیرہویں اصول تفسیر میں جہاں استنباطی لکھا ہے مراد مولانا محمد یعقوب ہیں جہاں مرشدی لکھا ہے مراد مولانا ابو الفتح صاحب کی ہیں۔ جہاں کچھ نہیں لکھا وہاں ذاتی یادداشت ہیں۔
- ۱۴۔ چودھویں اصول رہا ہر سورت کا بالالزام دیا گیا ہے اور آغاز سورہ میں سورہ کا خلاصہ دے دیا گیا ہے۔
- ۱۵۔ پندرہویں اصول مسائل فقہیہ کلامیہ، فہن مسائل پر اتنی ہی تحقیق کی ہے جس پر فہم کلام اللہ موقوف ہے۔
- ۱۶۔ سولہویں اصول جن آیات کی تفسیر میں حدیث مرفوع ہے۔ اس جگہ کسی کا قول نہیں لیا ہے۔ (۷۸)

۴۔ تفسیر پر لال علم کی آراء

علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں مولانا نے اپنی تفسیر میں روایات صحیحہ اور اقوال سلف صالحین کا التزام کیا ہے فقہی اور کلامی مسائل کی توضیح کی گئی ہے۔ شبہات اور خلوک کو حل کیا گیا ہے۔ صوفیانہ اور ذوقی معارف بھی درج کیے گئے ہیں تمام کتب ظاہر کو سامنے رکھ کر ان میں سے کسی قول کو دلائل سے ترجیح دی گئی ہے۔ یہ تفسیر تیرہویں صدی کے وسط میں لکھی گئی ہے اس لیے تمام قدماء کی تصانیف کا خلاصہ ہے اور مختلف و متضمر تحقیقات اس میں یکجا مل جاتی ہیں۔ (۷۹)

مولانا اور شاہ شمسیر نے فرمایا: میں سمجھتا تھا یہ تفسیر حوام الناس کے لیے لکھی گئی ہے لیکن تفسیر دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اس سے علماء بھی استفادہ کر سکتے ہیں۔ (۸۰)

مولانا نور الدین کامرہاوی نے فرمایا جو مضامین کی مقالات کے مطالعہ سے حاصل نہیں ہوتے۔ حضرت قاضی انیس چھ سطروں میں حل کر دیتے ہیں۔ (۸۱)

ملحق محمد شفیع صاحب لکھتے ہیں: اس کی قدر و قیمت تو صرف دینی علماء جان سکتے ہیں جنہوں نے تفسیر قرآن کے ہرے دھڑے کو چھاننا اور مشکل مقامات پر تلفظ مفسرین کی تفسیریں پیش نظر ہوں۔ وہ دیکھیں گے کہ بلائے بلائے اشکالات کو وہ چار لفظوں میں حل کر دیا گیا ہے۔ (۸۲)

اسی قسم کی کلام کا مولانا احتشام الحق قاضی، عبدالہدی عوی (۸۳)، مولانا عبدالعزیز دریا آبادی، مولانا احمد سعید دہلوی، مولانا محمد مالک کامرہاوی اور قاضی محمد زاہد انیسوی نے کیا ہے۔ (۸۴)

۵۔ بیان القرآن کے سلسلہ بعض امور کی نشاندہی و تہذیب

بیان الفرقان کے سلسلہ میں امور کی نشاندہی و تہذیب کی طرف توجہ دلائے جانوں کا اہم ترین مضامین وہ ہیں جن کی وجہ سے مطالعہ کرنے میں دقت ہوتی ہے اور وہ بھی قدیم طرز پر چھ اس میں صلوٰۃ اور ستر کے ذریعہ نشاندہی کی گئی ہے جو کہ اکثر مقامات پر لاء ہیں مثلاً طہ کے معنی ص ۲۰، سترہ بتائی ہے، صلوٰۃ گج ہے، ستر ۲ ہے۔ (۸۵)

سورۃ نور آیات کا نمبر پوری تفسیر میں مذکور ہے۔ سورۃ تفسیر میں ہر صلوٰۃ پر دس سے زیادہ حواشی ہیں اور ہر حاشیہ الگ الگ عنوان کے تحت لکھا گیا ہے لیکن باقاعدہ حواشی نمبر نہیں ہیں چھ قدیم طرز کے نکات (”م“، ”م“، ”م“، ”م“، ”م“) استعمال کیے گئے ہیں جو کہ باہم بحث ملتے جلتے ہیں پہلے اس نشان کو ذہن میں محفوظ کرنا پڑتا ہے پھر حواشی میں تلاش کرنے میں دقت صرف ہوتا ہے۔

- ۳۔ بعض مقامات پر حواشی کتب قدس کی طرز پر ہیں، انہیں مطالعہ کرنے کے لیے قلمبر کو گھملا دینا ہے یا بعدہ کو خود گھومنا پڑتا ہے۔^(۸۶) یہ قدیم طرز ہے۔
- ۴۔ قلمبر کے آغاز میں توضیحی ترجمہ نظر ہے جسے قلمبر آگے بڑھتی ہے، توضیحی ترجمہ وسعت اختیار کرتا چلا جاتا ہے جس سے قلمبر میں یکسانیت باقی نہیں رہتی۔^(۸۷)
- ۵۔ اسی طرح مولانا قاری نے جن قلمبری خصوصیات کا اظہار فرمایا ہے ان کا قلمبر کے آغاز میں التزام کم ہے، البتہ سورہ مائدہ سے التزام ہے۔^(۸۸)
- ۶۔ مولانا قاری کے نسخہ میں عربی قاری کا استعمال بہت قلیل ہے آپ نے قلمبری عنوانات میں بکثرت یہ نایابی استعمال کی ہیں، حلقہ قوم فرعون جو قبلی قریٰ اس کا ذکر کرتے ہوئے عنوانت قائم کیے ہیں۔
- بداندیشی قبطیان باسبیطیان و تحرن ایشان از و تسلیحہ موسیٰ
علیہ السلام ایشان را

دوسرا عنوان ملاحظہ کیجئے

تسلیط بلیات بر قبطیان بار اخلاق ایشان

بہر جلد چہارم کے تقریباً تمام عنوانات عربی و فارسی میں ہیں۔^(۸۹) آج کے دور میں یہ اردو غیر مستعمل ہو چکی ہے۔

۸۔ اسی طرح مولانا نے قلمبر میں بھی اختصار کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور اعتراضات و شکوک کو پیش نظر رکھتے ہوئے جو اپنی انداز اختیار کیا ہے اور جو اہل بیت کو نظر رکھنے کے لیے جامع و مانع اقطار کا استعمال کیا ہے جو کہ عوام میں مستعمل ہیں اور ان کی سمجھ سے بالاتر ہیں اس کے نتیجہ میں قلمبر کا دائرہ محدود ہو گیا۔^(۹۰)

لہذا مناسب ہو گا کہ میان القرآن کا تفصیلی جائزہ لیتے ہوئے اسے اپ لوڈیت کیا جائے، تمام جلدوں، حواشی، سور، آیات میں مسلسل نمبر والے جائزہ عربی فارسی عنوانات اور اصطلاحات کو اردو زبان میں لکھا جائے، تو ترجمہ فرقان کی طرح قلمبری مطالعہ کا دائرہ بھی وسیع ہو جائے گا۔ کچھ حضرات نے غالباً انہی اسباب کی وجہ سے میان القرآن کے خلاف یہ تہ کیے ہیں جس سے میرے موقف کی تائید ہوتی ہے، مثلاً،

۶۔ بیان القرآن کے خلاصے

۱۔ ایک "خلاصہ بیان القرآن" کے نام سے مولانا محمد صفی اللہ کبھی لے کیا ہے، اس میں بیان القرآن کے تمام مضامین مختصراً جمع کر دیئے ہیں، یہ قابلِ طبع ہو چکا ہے۔^(۹۱)

۲۔ دوسرا خلاصہ "تفصیل و تفسیر بیان القرآن" کے نام سے مولانا دمس اللہ خان اعظم گڑھی (اللہ تبارک) نے کیا ہے، یہ مالک انتظامی پریس کانپور سے شائع ہوا ہے۔^(۹۲)

۳۔ تیسرا خلاصہ "مکی القرآن الحکیم مع ترجمہ و تفسیر بیان القرآن" کے نام سے مولانا غفر احمد کٹنی نے کیا ہے اور یہ فورہ القرآن کراچی سے شائع ہوا ہے۔ اس کی تصحیح مولانا کے صاحبزادہ نے کی ہے اس میں تفسیری فوائد من و من شامل کر دیئے گئے ہیں۔^(۹۳)

۴۔ چوتھا خلاصہ "القرآن الحکیم مع مکمل تفسیر بیان القرآن" کے نام سے تاج کتب سے ۱۹۵۳ء سے شائع ہو رہا ہے اس کی مجلس کتبہ کا نام نامیہ ہے۔ اس میں جو حصے عربی پر مشتمل تھے وہ نکال دیئے گئے ہیں۔^(۹۴) لیکن اس مسئلے کا صحیح حل یہ ہے کہ مکمل بیان القرآن کو اردو میں تبدیل کر دیا جائے تو اس کی اقدیت دو چہرہ ہو جائے گی۔

ان کمزوریوں کے باوجود اس ترجمہ و تفسیر کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔

پانچویں بحث بیان القرآن کی مقبولیت اور قرآنی لٹریچر پر اس کا اثر۔

۱۔ مشکل ہے۔

مولانا قاضی کی کتابیں متعدد زبانوں میں ترجمہ ہوئی ہیں۔ ان میں سندھی، اردو، سمرقانی، پشتو، بنگلہ، انگریزی^(۹۵)، عربی، ہانگری^(۹۶)، سیلو^(۹۷)، اور برمی زبانیں شامل ہیں لیکن ترجمہ قرآن کو سب سے زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی اس کا متعدد زبانوں میں ترجمہ بھی ہوا۔ خلا۔

- ۱۔ ایک ترجمہ کنزى زبان میں ۱۹۶۶ء میں دارالاشاعت گلور سے شائع ہوا (۹۸)
 - ۲۔ دوسرا ترجمہ مع تفسیر نگار میں "تفسیر اشرفیہ بیان القرآن" کے نام سے ہوا (۹۹)
 - ۳۔ تیسرا ترجمہ مدنی زبان میں ہوا ہے۔
 - ۴۔ چوتھا ترجمہ و تفسیر انگریزی زبان میں مولانا عبدالماجد دہلوی نے لکھا ہے اس میں ہول آپ کے ترجمہ شیخ الہند حضرت قتوبی سے نقل مدلی گئی ہے۔ (۱۰۰)
 - ۵۔ پانچواں ترجمہ و تفسیر مجموعہ زبان میں قاسم خاں نے کیا ہے اور ترجمہ میں حضرت قتوبی کے ترجمہ سے مدلی ہے۔ (۱۰۱)
 - ۶۔ چھٹا ترجمہ گجراتی میں ہوا ہے جو کہ مولانا حسنی الدین لاہوری نے شیخ الہند اور حضرت قتوبی کے ترجمہ کی مدد سے تیار کیا ہے مگر مولانا عبدالرحیم صادق کے نام سے شائع ہوا ہے یہ دو جلدوں میں ۱۴۶۰ھ پر مشتمل ہے۔ (۱۰۲)
 - ۷۔ ساتواں ترجمہ مولانا عبدالماجد دہلوی نے اردو میں ۷۵ فیصد حضرت قتوبی کے ترجمہ کی مدد سے کیا ہے۔ (۱۰۳)
 - ۸۔ آٹھواں ترجمہ مولانا سلیم الدین حسنی نے اردو میں شیخ الہند اور حضرت قتوبی کے ترجمہ کو ملا کر مرجع المصنف کے نام سے کیا ہے اور ہول حرج انہوں نے اپنی طرف سے اس میں کچھ اضافہ نہیں کیا ہے۔ اس ترجمہ میں حرج نے صرف زبان تبدیل کر کے اسے اردو میں کیا ہے۔ یہ دو جلدوں میں مکتبہ مدنی کراچی سے شائع ہوا ہے۔
 - ۹۔ نویں ترجمہ ہول مولانا سلیم الدین حسنی مرجع المصنف کا گجراتی میں ہوا ہے۔ (۱۰۴)
 - ۱۰۔ دسواں ترجمہ محمد الدین اثر نیری لکھنؤ نے دو جلدوں میں معلوم اردو ترجمہ کیا ہے اور اس میں حضرت قتوبی کے ترجمہ سے مدلی ہے۔ یہ ترجمہ کراچی سے شائع ہو چکا ہے۔ (۱۰۵)
- یہ ترجمہ قرآن اسی کیفیت میں متعدد تفسیر کے چھپ چکا ہے مثلاً:
- ۱۔ تفسیر لن مہاس کے ساتھ ۱۹۶۸ء میں کراچی سے (۱۰۶)

۲۔ تفسیر ابن کثیر کے ساتھ ۱۹۶۲ء میں دہلی سے (۱۰۷)

۳۔ تفسیر طبرانی کے ساتھ ۱۹۶۰ء میں دہلی سے (۱۰۸)

۴۔ سہل القرآن مفتی محمد فطیح کے ساتھ "توضیح ترجمہ" اردو میں شائع ہوا ہے۔ (۱۰۹)

۵۔ سہل القرآن مفتی محمد فطیح کے ساتھ "توضیح ترجمہ" انگریزی میں بھی شائع ہو رہا ہے۔ (۱۱۰)

میان القرآن کی تفسیر سے بھی متعدد حضرات نے مدد لی ہے جن میں سے مولانا محمد امجد کا درسی قرآن^(۱۱۱) اردو میں اور مولانا شمس الدین بدوی کا گزلی میں اس کے علاوہ بری اور نکالی تفاسیر کی تصنیف میں بھی اس سے مدد لی گئی ہے۔ جو کہ میان القرآن کی مقبولیت کا واضح منظر ہے۔

اس مختصر اور جامع جائزہ کے بعد "میان القرآن" ہر محنت سے آپ کے سامنے آگیا ہے۔ انہی الفاظ پر میں اپنا یہ موضوع مکمل کرتا ہوں۔

حواشی و حوالہ جات

☆ میں نے یہ تفسیر متعدد پندرہ سنی جامعوں میں پروفیسر ڈاکٹر امجد اہل سابقہ صاحب (فاضل دارالعلوم دہلی) کی زیر نگرانی لکھا اور جملہ تصدیقات اسی تفسیر میں منقوۃ ہیں۔ نیز یہ تفسیر اردو غیر منقوۃ ہے۔

☆☆ یہ تصدیقات مذکورہ تفسیر ہی سے لے کر لیں۔

۱۔ اشرف السوانی۔ غلام حیدر الحسنی (مدرسہ دارالعلوم جامعہ اسلامیہ) (اکتوبر ۱۹۸۵ء) ج ۱ ص ۱۹ اور نزہۃ الخواطر و بیجاہ المسامح والنواطر۔ غلام حسن علی الحسنی (دہلی) (ج ۱ ص ۱۹) کراچی ۱۹۷۶ء ۵۶/۸۔ اور ج ۲ ص ۱۹۸۵ء دہلی۔ نیز محبوب رضوی (دہلی ۱۹۸۱ء) دارالعلوم دہلی پبلی کیشنز ج ۱ ص ۱۹۸۵ء ۵۱/۲

۲۔ اشرف السوانی ۱/۱۰۰ اور دارالعلوم دہلی پبلی کیشنز (کلی شریعت اسلام کراچی ۱۹۸۳ء) ص ۲۵۳ اور مستطاب طہار ڈاکٹر یوسف الرضوی (فرعہ ج ۱ ص ۱۹۸۵ء ۵۶/۱

عظیم کے اردو تراجم۔ ڈاکٹر صالح عبدالحکیم (مستاد بی ایچ ڈی علی گڑھ یونیورسٹی، قدیمی کتب خانہ کراچی) میں آٹھ سو ساڑھے نو م ۳۳۶ لکھی ہے۔

۹۔ دیکھئے The Quranic Contributions of Ulama-e-Deoband

غیر منسلک ۱۹۵۵-۱۹۵۶ p.57 to 90

۱۰۔ مکمل بیان القرآن۔ اشرف علی تھانوی (ایچ ایم سعید کتب خانہ کراچی) ۲/۱۔

۱۱۔ ہدایہ نوٹ دیکھئے مکمل بیان القرآن (ایچ ایم سعید) ۱/۳ تا جگہ حاشی میں جلد ۲۲۰ ہے۔

۱۲۔ مولانا اشرف علی تھانوی کی تفسیر بیان القرآن کا تفصیلی جائزہ (مستاد بی ایچ ڈی علی گڑھ یونیورسٹی)۔ ڈاکٹر ریحانہ فہیمہ صدیقی (علی گڑھ یونیورسٹی پبلیکیشنز) ۱۹۹۱ء م ۲۶۳

۱۳۔ جامعہ الحسن حضرت تھانوی فہر م ۱۲۲ مزید دیکھئے جس سے اسے مسلمان م ۳۳۳

۱۴۔ فرسٹ پبلیکیشن عظیم الامت۔ ڈاکٹر عبدالحی (کتبہ دارالعلوم کورنگی کراچی طبع اول ۱۳۰۷ء)

م ۲۰۱ مزید دیکھئے جامعہ الحسن م ۱۲۲ اور جس سے اسے مسلمان م ۳۳۳ اس کام کو مزید

نوٹوں نے بھی کیا ہے مگر مختصر ہے اسے مزید پیمپایا جاسکتا ہے دیکھئے خطبات۔ اشرف علی

تھانوی (مولانا اشرفیہ ۲۲ ج)۔

۱۵۔ فرسٹ پبلیکیشن عظیم الامت م ۵۹۹ الخلق الاسلامیہ فی الہند۔ عبدالحی تھانوی

(مطبوعہ دمشق ۱۹۵۸ء) م ۱۷۰ اسی قسم کا کام قرآن کریم کے حقوق کے نام سے بھی ہوا

ہے۔ الحسن م ۲۱۷

۱۶۔ فرسٹ پبلیکیشن عظیم الامت م ۵۹۹

۱۷۔ تفسیر حل القرآن۔ حبیب الرحمن کیرانوی (مولانا تھانوی دہلیہ ج ۳ ج) ملاحظہ کیجئے

مقدمہ حضرت تھانوی۔

۱۸۔ میں نے اس حاشیہ کا تذکرہ کسی اور جگہ نہیں دیکھا ہے، مولانا حبیب الرحمن اعظمی دارالعلوم

دارالعلوم دہلیہ کی ذاتی وائزی میں اس کا تذکرہ موجود تھا وہیں سے مولانا جامعہ القاسم دہلیہ

خبر۔ بروڈی ۱۹۸۱ء نقل کیا گیا ہے۔

۱۹۔ مولانا محمد عبدالحق پمپرووی (المحمدیہ عالم) نے اپنی کتاب البیان لتراجم القرآن (مطبوعہ اردو

پریس فیروز ٹکلی ماہ صبیحین لکھنؤ طبع دوم ۱۳۴۶ء)۔ م ۵۲۷ اور ۵۲۸

۲۰۔ جس سے اسے مسلمان م ۳۳۲ اور جامعہ الحسن حضرت تھانوی فہر م ۱۲۱ اور ۲۳۰ ج ۱ اسے

محمود الحسن نے بھی اس ترجمہ پر تنقید کی ہے۔ دیکھئے مقدمہ تفسیر حاشی (مطبوعہ طبعی بھدی

و مطبوعہ مجمع الملک فہمہ مولانا المنصف الشریف سعودی عرب) جائزہ تراجم قرآنی محمد سالم

۴۰ مں (مجلس سارف القرآن دہلی ۱۹۶۸ء)

- ۲۱۔ ماستر الحسن حضرت قاضی نبر مں ۱۳۱ اور ۲۴۰۔ مں ۷۷ مسلمان مں ۳۳۳ الہان
تراجم القرآن مں ۵۶۵۵۳۔ مجھے اس ترجمہ پر شبہ ہے یہ ترجمہ مولانا عبدالغفور کشوی کا نہ
ہے، ان کا بھی ایک ترجمہ قاضی غلط کی مقل میں دہلی شریعت کتب ہا گیا۔
- ۲۲۔ فرست جلیفات حکیم الامت مں ۲۳۲ اور مہار۔ الحسن مں ۱۲۲ مں ۷۷ مسلمان مں ۳۳۳
- ۲۳۔ مقدمہ مکمل بیان القرآن (مطبوعہ میر محمد کتب خانہ گرام بارگ کراچی ۱۳۵۳) ج ۱ مں / ب
حوالہ اردو میں فقیری لوب ایک حدیثی و تجزیاتی جائزہ۔ ڈاکٹر محمد نسیم حنی (مستقل پی ایچ ڈی
مکاتیب الہیہ ٹرسٹ گلشن اقبال کراچی ۱۹۹۳ء) مں ۲۹۵۔
- ۲۴۔ ایضاً
- ۲۵۔ دیکھئے مقدمہ بیان القرآن مطبوعہ۔ ایچ ایم سعید ج ۱ مں، ج ۲ اور ۳/۱۲۷ شرف السوانح
۳/۲۲ اور ۳۳۸ اور قرآن حکیم کے اردو تراجم مں ۲۷۸۔
- ۲۶۔ فضلاء دہلی العلوم اور ان کی قرآنی خدمات مں ۲۴

27. WORLD BIBLIO GRAGHY OF TRANSLATIONS OF THE
MEANINGS OF THE HOLY QURAN 1515 TO 1980 BY RE-
SERCH CENTAR FOR ISLAMIC HISTORY
(ISTAMBUL FIRST ED.1986) P 546

اس میں صرف ترجمہ کا ذکر ہے ڈاکٹر احمد خان نے قرآن کریم کے اردو تراجم (تکلیفات)
(مستندہ قوی بیان اسلام آلو ملج ہول ۱۹۸۷ء) میں مں ۵۱ پر اسی عنوان سے لکھا ہے لیکن
وضاحت کرتے ہوئے فقیر قاضی کا بھی ذکر کیا ہے حالانکہ نہ کوئی حوالہ دیا ہے نہ خود کمال
سے کوئی اشارہ ملتا ہے نہ کسی نسخہ کی شکایت کی ہے۔

- ۲۸۔ الہان تراجم القرآن مں ۶۳
- ۲۹۔ الہان تراجم القرآن مں ۶۴
- ۳۰۔ الہان تراجم القرآن مں ۶۳۔ اس نسخہ میں ترجمہ قاضی کا فقیر میں مطابقت طلب لفظی
مسائل توضیحات وغیرہ شامل ہے جسے مرزا محبوب بیگ نے ترتیب دیا تھا۔
- ۳۱۔ الہان تراجم القرآن مں ۶۴۔ اس نسخہ پر مرتبہ قاضی لکھا تھا حالانکہ اس پر حاشیہ مولوی
نور محمد چشتی نے فقیر کیر جن کیر وغیرہ سے غلط کر کے لکھ دی تھی۔ اس نسخہ میں ترجمہ
بھی کچھ تبدیلی کیا گیا تھا، حتیٰ کہ حضرت قاضی نے بھی لکھا کہیں ترجمہ میرا ہے، کہیں «میرا
کہ دیا ہے» مں ۶۹ حاشیہ میں نقل ہے، خوب ہر خط جرح حدیث لکھ دی تھی مں ۶۷

- ۴۷۔ قرآن کریم کے اردو تراجم میں ۵۳۔ WORLD BIBLIOGRAPHY. PS44
- ۴۸۔ ایضاً
- ۴۹۔ ایضاً
- ۵۰۔ ایضاً
- ۵۱۔
- ۵۲۔ ایضاً میں ۵۳۲ اور قرآن حکیم کے اردو تراجم میں ۲۷۸
- ۵۳۔ اردو میں فقیری لوب میں ۲۹۹
- ۵۴۔ تاریخ قرآن شریف۔ ماری شریف۔ امیر (کتبہ رشیدیہ کراچی) میں ۲۲۹
- ۵۵۔
- ۵۶۔ مقدمہ بیان القرآن۔ ایچ ایم سعید ج ۱، ۲ میں ۱۰
- ۵۷۔ مقدمہ بیان القرآن ایچ ایم سعید ج ۱/۱ میں لب اور اردو میں فقیری لوب میں ۲۹۹
- ۵۸۔ مکی نام پٹری الطاق فقہاء ہوں ہے۔ مقدمہ بیان القرآن ایچ ایم سعید میں لب اور اردو میں فقیری لوب میں ۲۹۹
- ۵۹۔ تفسیر کا مکمل حق۔ "قرآن و حکیم ج مکمل بیان القرآن و ترجمہ" (ذو حکیم طاہر مولانا مٹری مل صاحب جامع کتب لیسٹریٹ ٹول ۱۹۵۳) جبکہ فقیر میں سے عربی حصہ مسائل السلوک و فیروہ ظلال لایا ہے۔
- ۶۰۔ ڈاکٹر صالحہ کے مقالہ مکمل بیرونی جامع کتب نے ۱۹۷۸ میں شائع کیا ہے اور ایچ ایم سعید کا شائع کردہ بیان القرآن اصل نسخہ کے بھی مقالہ ہے مگر سند طاہرہ نہ کہہ سکتی ہے۔
- ۶۱۔ مقدمہ مکمل بیان القرآن (جلد ۱، ایچ ایم سعید)
- ۶۲۔ مقدمہ بیان القرآن (مطبوعہ جامع کتب کراچی)
- ۶۳۔ مقدمہ فقیر مٹری
- ۶۴۔ استاد الحسن حضرت قادری نبر میں ۱۱۹ حصہ دیکھئے یاد رکھو۔ نئے سلیمان عادی (پہلی شریعت اسلام کراچی ۱۹۸۳) میں ۳۵۳
- ۶۵۔ قرآن حکیم کے اردو تراجم میں ۲۹۰
- ۶۶۔ استاد الحسن حضرت قادری نبر میں ۲۳۳
- ۶۷۔ قرآن حکیم کے اردو تراجم میں ۵۸۳ حصہ تیسرے دیکھئے میں ۲۸۸، میں ۲۷۸ اور میں ۲۹۰ اور ہائے تراجم قرآنی میں ۵۰

- ۶۸۔ حضرت بیان القرآن (ایچ ایم سید) ج ۱/ اس اب
- ۶۹۔ علماء اسلام کی تصنیفی و تالیفی خدمات۔ محمد شاہد سارنہوی (کتاب خانہ اشاعت العلوم
مطبع ملتان سارنہوی، طبع اول ۱۹۸۰ء) ۲/۲۹
- ۷۰۔ بیان القرآن (ایچ ایم سید) ۱/۲
- ۷۱۔ خط ۱/۱ پر محدثہ جامعہ الہی کے مدرسہ و صرف خدمات پر اعتراضات جو انہوں نے اپنی کتاب
انہما قرآن القرآن کے م ۱۹۶۳ء پر کیے تھے اس کے جوابات ہیں۔
- ۷۲۔ خط دیکھئے ۱/۲۵
- ۷۳۔ خط دیکھئے ۱۲/۱۱۹۷ء اور ۱۱/۱۱۹۷ء نے خط پر سنی اصطلاحات کی نقل و انتہاء کے نام سے ۱۹۷۶ء میں
مستقل کتاب لکھی ہے۔
- ۷۴۔ حضرت بیان القرآن (مسلوہ ایچ ایم سید کراچی)
- ۷۵۔ بیان القرآن (مسلوہ ایچ ایم سید) ۱/۱۷۷
- ۷۶۔ ایضاً الحسن (حضرت قاضی نیر) م ۱۲۱
- ۷۷۔ ایضاً م ۱۳۲
- ۷۸۔ حضرت بیان القرآن
- ۷۹۔ تفسیر بیان القرآن کا عقلی و تنقیدی مطالعہ م ۱۲۱ اور ایضاً الحسن م ۱۲۰
- ۸۰۔ تاریخ دارالعلوم دیوبند ۲/۲۰۶ اور حسن بن علی سلطان م ۳۳۲
- ۸۱۔ ایضاً الرشید (دارالعلوم دیوبند) م ۵۷۴
- ۸۲۔ قرآن حکیم کے اردو تراجم م ۲۸۸ اور علوم القرآن۔ مجلس مولانا غفر علی مدنی
(مسلوہ دارالعلوم کراچی) م ۵۷
- ۸۳۔ قرآن حکیم کے اردو تراجم م ۲۸۸ اور چاندی تراجم قرآنی م ۵۷
- ۸۴۔ اردو میں تفسیری خوب م ۲۹۸
- ۸۵۔ بیان القرآن (ایچ ایم سید) ۱/۷
- ۸۶۔ خط دیکھئے ایضاً ۲/۲
- ۸۷۔ خط دیکھئے ایضاً ۵/۷۳ اور ۳۸/۳۸ ذکر حصار نے بھی اپنے تفسیر میں اس طرف اشارہ کیا ہے
م ۲۸۰
- ۸۸۔ خط دیکھئے ۲/۱، یہ خط قرآن کا فرد سے لیا گیا ہے۔
- ۸۹۔ خط دیکھئے ۲/۲

- ۱۰۸۔ یہ ۱۰ جلدوں میں ۱۹۶۰ء میں اولہ قضاوی کتب خانہ لدھیانہ دہلی سے شائع ہوئی ہے اس میں پہلے سرفہ صہب اور کیر قاضی کا ترجمہ شامل تھا بعد میں ان کا ترجمہ شامل کر حضرت قاضی کا ترجمہ شامل کیا گیا ہے دیکھئے صفحہ نمبر ۱۰۸۔
- ۱۰۹۔ یہ مفتی محمد شفیع صاحب کی آٹھ جلدوں میں مہدف اہل تہذیب کے نام سے دارالعلوم کراچی سے ۱۹۶۹ء شائع ہوئی ہے اس میں ترجمہ شیخ محمد قاضی کا ترجمہ حضرت قاضی کا ہے اور نمبر مفتی شفیع صاحب کی ہے۔
- ۱۱۰۔ مہدف کا انگریزی ترجمہ احمد حرمین کی مد سے سرفہ حق عثمانی کی زیر نگرانی ۱۹۹۷ء سے شائع ہو رہا ہے اس کی پہلی جلد پمپ کراچی سے شائع ہوئی ہے۔
- ۱۱۱۔ یہ درس قرآن اولہ اشاعت اہل تہذیب کراچی سے پہلی دفعہ ۱۹۷۷ء میں شائع ہوا شروع ہوا اور کچھ جلدوں میں ۱۹۸۹ء میں مکمل ہوا۔



[illegible][illegible]

اس روایت کے بعد یہ ثابت ہو گیا ہے کہ جو شخص اپنے دل کی تعلیم دے گا وہ اپنے دل کی تعلیم سے بہتر تعلیم نہیں دے سکتا۔

جنابہ محمد قلی قریشی سے مواضع قبول سے بھرنا کہ آج کل وہ بھی اس عمل و اصول میں متغیر ہوا ہے۔ ملکی کارناموں میں اس کے آدھ حیات ہی تعمیل مصروفیت اور اس کے بے پرواہ مہم جوئی پر روشنی اس سے جس سے مستغنی نمایاں ہے نہایت و ترہیب ہا جیے تھے۔ اس ہی کتابوں میں سے یہ

مولانا (قادی) نے لکھا ہے کہ: "میں نے یہ سب سنا تھا کہ (علامہ محمد امجد آبادی) "رضیاتِ امجدیہ" لکرائی [۱۹۸۹ء، ص ۵۳]۔

یہ مولانا قادی نے حوائج سے پہلے ہی لکھی تھی۔ ۱۹۲۹ء میں جب "میں نے" کے کان میں پڑی تھی اس دور کی تحریک سے ان کی تائید ملتی ہے۔ مولانا قادی نے "علامہ صومست" کی جدوجہد سے اپنے دینی غم و غم و قہر یا قہر "سب دن سوالات کا جواب لگی ہیں ہے تو ان کے لئے نئی روش اور جدوجہد سے حوائج سے جواب دہ کی ان روایت پر انہیں سب سے پہلے تصور پاتا تھا۔ ان کے کام میں یہ ہے کہ "علامہ قادی" کی پہلے ہی بات ہے۔ ان کے نئے مسکن سے پہلے میں مسلمان مسئلے سے ہے بددستوں کی تفسیر کی تجویز پیش کی تھی اور ان سے پہلے مسئلہ دوسرے اہل دانش بھی ملے تھا۔ قادی رستے رستے تھے ابست علامہ قادی کی تجویز کو یہ تیار حاصل تھا کہ وہ یہ ساری جماعت سے پیش قدمی سے چکی بار پیش کی تھی۔

مولانا قادی کی "عملی قیدیہ" کا تذکرہ سے نے بعد ان کا حاضر جوابی، شعر و سب سے دلچسپی اور ان کا "حاجت" کا بیان کیا ہے۔ چچا کی اپنے بزرگ: علامہ قادی، شعر، اور رنگاں ملک میں چند یہ نے اسے میں قادیہ کی جاتی ہیں۔ یہ آراء، جہاں تحقیق و مطالعہ اور تجربہ و مشاہدہ پر مبنی ہیں، ان میں "دوق" کا "عصر بھی" ان میں مایوس ہے۔ علامہ قادی نے جب تحریف و تحریف علی "۱۱" شروح کی تو مولانا قادی کو سخت ناگوار گزرا اور انہیں کھلی "مذہبیاں" خیر حویلی قوم میں شمار کیا (ص ۲۰۲)۔ علامہ قادی نے ان کی تفسیرات کو جن سے "عوامات" اساموں الفادق و غیرہ میں چھوڑ دیا ہے۔ ان کے لئے "۱۲" کو ال "نہجیت" کی بولا ہے، چنانچہ ہم انہیں کے تو الفادق اساموں، مگر صرف قادی ۱۱ اسوں رکھتے تو کیا ہرج قادی "سیرۃ النبی" کی قبولیت پر دیکھ کر غل میں قادی نے قادی نے کیا۔ ان کی تصنیف سے ان میں ان کی تصنیف کا مقصد، چاہے میں، عالمہ ان میں خصوصاً "تجلی" کی شاہ بادشاہی تو ملے کی نکالے جاتے تھے۔ ان کے اہتمام سے "خالی ملے کی" (ص ۲۰۶)۔

اسی ضمن میں مولانا حبیب الرحمن "سیرۃ" سید ہادی مولانا کی ہر بعض دوسرے معاصرین کے بارے میں بھی ان کی قادی کی تھی۔ مولانا قادی نے انہیں حیات میں لکھی ان علامہ، ان میں حبیب و ان سے شاہ "۱۳" اس سے بارے میں اہل قہر و خصوصاً علامہ قادی ان "۱۴" ان سے ملے "۱۵" افراد کے ہمیشہ خوش و خرم سے کھٹا شروں پر قادی "۱۶" ان میں یہ کی کتابیں ترجمہ ہوئے گی

تھیں۔ مولانا قلاوی کے خطوط میں کہا گیا ہے

”ان جیسے اور ان قیمر یا مہرستان“ میں مکر کیا بہت ہیں۔ باقی میں دین اور سلطان
 اظہار بہت کیا پتے میں سورت بھی دیا گیا کہ جس جیتے کہ سب میں پچ سے پا
 جا رہا ہے۔ جاتے ہیں پتی ہی جیتے ہیں اور سب ہی کس جیتے مکر یہ طر
 شان حقیق نہیں۔

یہ بھی فرما کر لکھا کہ قیمر و مہرستان جیتے ہوں۔ میں شک میں سے ہیں جیتے۔
 وہ کہ جس میں یہ کہہ کا کہ مہرستان جیتے ان قیمر کا ہوں۔ میں کہ وہ صوفی بھی ہیں۔
 مکر چس کہ اس قیمر میں کا ہوا اب سے ہیں وہ اس واسطے اس قیمر کی جیت سے اس کا
 ”اب“ نام ہوں۔ یہ سب یہ کہہ تھے کہ جیت سب ہی جیتے اور قیمر (ص ۲۰۸)۔

صاحب کے آخر میں مولانا قلاوی سے اپنی بعض تصنیفات و تالیفات و حسن طبع دیکھا ہے۔
 اس کا بیان ہے۔

”صاحب محمد نور قلاوی کی اس تالیف کی مدق“ ”دانی کہتے ہوئے“ ”میں حساس رہتا ہے کہ
 وہاں سے مختلف مقامات میں چند عبارت سے بہت مولانا قلاوی کے خطوط و مواضع اور ان کی
 حوالہ گیری یا مواضع میں ان غریباں سے مقدمات یکہ ہو گئے وہ حسب صورت ایسی کتابوں کی
 صورت میں مرتب۔ کہ ہوسہ ان کی میں وضاحت بھی وہ انکس دیکھ رہا بھی ہے مثال سے
 طور پر ص ۳۰۰ پر یہ قیمر سے کہہ رہا ہے کہ اس کی رہا۔ ”شرف“ ”ارشاد فی حقوق العباد“ یہ ”تہذیب
 سے“ ”بہرہ عمر اقبال قلاوی خادم مجلس صیغہ المسلمین۔ مہرستان آہد“ ”ص ۳۰۰ پر یہ جملہ دکھائی دیتا
 ہے کہ اس مضمون میں چند باتوں کی روشنی میں واضح کیا گیا ہے کہ صاحب افادات ”ص ۳۰۰
 معاشرت پر اس قدر قیمر کی ہے۔ ”ص ۳۰۰“ ”میں میں حوالے سے جو چاہو لکھا گیا ہے۔
 میں کے عنوان ”شرف لفظ کی اہمیت“ ”وہ اس سے بہت چاہتے تو ہاگل واضح ہے کہ یہ
 پہلے مرتبہ کرنا مقصود ہے۔“

”ذکرہ اصحاب کے ساتھ یہ بات بھی مانتے ہیں ہے کہ یہ ایک عقیدت مند کی کاوش ہے جو نہ
 صرف صاحب حوالہ کی بات دہن میں نہ بھرنے لگتا ہے کہ اس کی آواز سے ہر آدمی
 کی صحت کی چھان بین کریں گا (جیسا کہ تصور پاکستان کے حوالے سے ہر سہ سال کی ہے۔
 کتاب میں مولف سے اس جتنی روایہ سے ساتھ مختلف اوقات میں لکھے ہوئے معاشی و کھلی

تیب جاے کا طے بھی موجود ہے۔ یوں ایب کی مسموع پہ معلومات مختلف مسموعات سے تحت طبری ہوئی ہیں۔

نامہ شرف سے تاپے حالات خیر و بدت، احمد طوط مولاۃ اشرف علی صاحب قانونی کی تعلیمی جدت کا ایہ نظر بھی صاحب محمد اقبال قریشی جیسا ہے۔ اس کتابچے میں مولاۃ قانونی کا نظم سوانحی حائر دینے سے بعد میں نے اس کتاب میں رشید کا عارف ہوا کیا ہے۔ تعلیم، نظم سے جو سے طلبہ سے مولاۃ قانونی سے اپنا اور گوارا میں سے طریق تربیت، ادب و تعلیم و محکم اور حقوق محکم کا بیان کیا ہے۔ تاپے کا ماحول مولاۃ قانونی نے معلومات و مواضع اور ان کے بارے میں دستیاب سوانحی حسب میں۔

”اور وہ تالیفات رشید ماریں آقا“ کی انوں تالیف مدد بہت پر چھپی ہیں۔ کئی کتاب جلد ہے اور دوسری کی جلد کار۔ جوہر کی ہے۔ ثابت کی ملاحظہ کریں جو احتیاط سے درست کری جائیں تو قاری کی گرفت خاصی کم ہو چلتی، جامع امید ہے کہ ”کچھ اشاعتوں کو بدقت نظر چھپا جائے گا۔“ دونوں کتابیں خوب تر انداز میں شائع ہوں گی۔

[illegible]

ایک صاحب سے جو حکیم و دس سے درافتت یا کہ یہ کھد کا کھد ہوتا کسی میل قلعی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہاں سے کسی ایک علقہ سے بھی طرقات ہوتا ہے ایک اور مولوی صاحب نے ہم سے کہنے پر سوال کر دیا کہ کیا حضرت محمد اقدس علیہ السلام کو کھد یا کہ کھال تو کھد کو بھی ہے مگر اس سے یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہاں سے کھد یا کہ کھال سے وہم میں کھال ہے ہائی قلعی یعنی تو یہ کھد کا کھد ہو جس سے کھال سے کھد کا کھال ہو جاوے دیکھ لعل اللہ ہونہ من ہماء واللہ ذوالفضل العظیم (ص ۹۷)۔

اس روایت کے بعد یہ ثابت ہو گیا ہے کہ جو شخص اپنے دل کی تعلیم دے کر اسے
 کمال تک پہنچا دے، وہ اپنے لیے ایک نیا عالم بنا لے گا۔ جس میں وہ اپنے
 لیے ایک نیا جہان بنا لے گا۔ جس میں وہ اپنے لیے ایک نیا جہان بنا لے گا۔
 جس میں وہ اپنے لیے ایک نیا جہان بنا لے گا۔ (ص ۸۰)۔

جنابہ محمد قلی قریشی سے مواضع قبول سے بھرنا کہ آج کل وہ بھی اس عمل و اصول میں متغیر ہوا ہے۔ ملکی کارناموں میں اس کے آدھ حیات ہی تعمیل مصروفیت اور اس کے بکے پس پردہ مہاسوعات پر روشنی اسی سے جس سے وہ مستغنی بنائوں کی بنیاد و تہ تیغ ہوا ہے۔ اس کی کتابوں میں سے یہ

مولانا ظفر احمد عثمانی کی مرتبہ "املاء السنن" ہے۔ "املاءات السنن" کی روایت کے مطابق: "املاء السنن نہایت ہی عجیب کتاب ہے، جس کی پیشین گوئی اس کے بھی محدود حصے کر دیے گئے ہیں۔ مذہب حنفیہ کی نصرت میں یہ کتاب بادشاہِ عالم نے لکھی ہے۔ ہر ہر مسئلہ پر اس کے متعلق احادیث جمع کر دی گئی ہیں" (ص ۱۰۸)۔

مکمل تصدیق کے تحت مولانا قاضی کی ان خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے جو انہوں نے طریقت، معاشرت اور سیاست کے میدانوں میں انجام دیں۔ "سیاحی خدمات" کے ضمن میں تحریک ترک موالات سے مولانا قاضی کے الگ تھلک رہنے، شرعی قوانین کے اجراء کی خواہش رکھنے، اور آلِ اطریا مسلم لیگ کی حمایت کرنے کا ذکر کیا گیا ہے (صفحات ۱۲۹-۱۳۹)۔ اس سلسلے میں یہ لکھا گیا ہے کہ جون ۱۹۳۸ء میں مولانا قاضی نے کچھ بزرگوں سے کہا: "دل میں چاہتا ہے کہ (۱) ایک خط پر اسلامی حکومت ہو، جہاں (۲) سارے قوانین کا اجراء احکامِ شریعت کے مطابق ہو۔ (۳) بیت المال ہو۔ (۴) نظامِ زکوٰۃ رائج ہو۔ (۵) شرعی عدالتیں قائم ہوں" (ص ۱۳۵)۔ اس روایت پر حسبِ ذیل تبصرہ لکھا گیا ہے:

گویا تصورِ پاکستان سب سے پہلے حضرت حکیم الامت مولانا قاضی نے پیش کیا، سوائے اس کے کہ اس میں لفظ پاکستان استعمال نہیں کیا۔ اس کے ٹھیک اڑھائی سال بعد شاعر مشرق ڈاکٹر اقبال مرحوم نے ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء کو اپنے مشہور خطبہ "آباد میں فرمایا: "میں صرف ہندوستان اور اسلام کی فلاح و بہبود کے لیے ایک منظم اسلامی ریاست کا مطالبہ کرتا ہوں" (ص ۱۳۵)۔

بظاہر یہ روایت "حکیم الامت: نقوش و تاثرات" اور "سیرت اشرف" وغیرہ سے نقل کی گئی ہے۔ واللہ اعلم جناب محمد اقبال قریشی نے دونوں کتابیں سامنے رکھ کر روایت نقل کی ہے، یا آخر الذکر کتاب "سیرت اشرف" پر ہی انحصار کیا ہے جس میں اول الذکر کتاب سے ایک اقتباس درج کیا گیا ہے (عظمیٰ عبدالرحمن خان، "سیرت اشرف"، لاہور: فتح اکیڈمی، ۱۹۷۹ء، جلد دوم، ص ۲۰۰)۔ مولانا عبدالماجد دہلوی نے یہ سب کچھ تصورِ پاکستان کی تاریخ کے حوالے سے نہیں لکھا، بلکہ محض اس حوالے سے تحریر کیا کہ مولانا قاضی جوڈی دینی اور غیرہ حق میں کسی سے کم نہ تھے۔ یہ عظمیٰ عبدالرحمن خان دہلوی کا اپنی رو سے تھا کہ انہوں نے مولانا قاضی کو تصورِ پاکستان کا خالق بنا دیا۔ خود مولانا دہلوی نے "سیرت اشرف" کی ایسی بے اعتدالیوں سے انکسار ناخوشی کیا ہے۔ ایک مکتوب میں مولوی غلام محمد حیدر دہلوی کو لکھتے ہیں: "دہلوی صاحب نے 'سیرت اشرف' میں خود غلو اور بالکل بلا ضرورت اقبال کو

مولانا (قانونی) سے نگرا دیا ہے، لوگوں کو معلوم نہیں لڑنے لڑانے میں کیا لطف آتا ہے؟ (علامہ محمد مہر آبادی، "رضاعت ماہدی"، کراچی، ۱۹۸۹ء، ص ۵۳)۔

کیا مولانا قانونی کے حوالے سے برصغیر کی تقسیم وغیرہ جیسی کوئی بات ۱۹۴۷ء میں عام آدمی کے کان میں پڑی تھی۔ اس دور کی کسی تحریر سے اس کی تائید ہوتی ہے، یا مولانا قانونی نے "اسلامی حکومت" کی جدوجہد کے لیے کوئی نظم وغیرہ قائم کیا تھا؟ جب ان سوالات کا جواب نفی میں ہے تو ان کے وہی جوش اور جذبے کے حوالے سے بیان کی گئی اس روایت پر انہیں سب سے پہلے تصور پاکستان پیش کرنے کا اعزاز کیسے دیا جاسکتا ہے! علامہ اقبال بھی پہلے سیاست دان نہ تھے جنہوں نے برصغیر میں ہندو-مسلم مسئلے کے لیے ہندوستان کی تقسیم کی تجویز پیش کی تھی، بلکہ ان سے پہلے متعدد دوسرے اہل دانش بھی ایسی تجاویز پیش کرتے رہے تھے، البتہ علامہ اقبال کی تجویز کو یہ امتیاز حاصل تھا کہ وہ ایک سیاسی جماعت کے پیٹ فارم سے پہلی بار پیش کی گئی تھی۔

مولانا قانونی کی "عملی تحدید" کا تذکرہ کرنے کے بعد ان کی حاضر جوانی، شعر و ادب سے دلچسپی اور ان کی جس حراج کا ذکر کیا گیا ہے، پھر ان کی اپنے بزرگوں، معاصر علماء و زعماء، شعراء اور بزرگانِ سلف میں چند ایک کے بارے میں آراء ایک جا کی گئی ہیں، یہ آراء جہاں تحقیق و مطالعہ اور تجربہ و مشاہدہ پر مبنی ہیں، وہیں ذوق و تاثر کا عنصر بھی ان میں نمایاں ہے۔ علامہ شبلی نعمانی نے جب "تحریکِ حقہ علی الاولاد" شروع کی تو مولانا قانونی کو سخت ناگوار گزرا اور انہیں محض "مدعیانِ خیر خواہی قوم" میں شمار کیا (ص ۲۰۲)۔ علامہ شبلی نعمانی کی سوانحی تصنیفات کو جن کے عنوانات "الماسون"، "القادیق" وغیرہ ہیں، اچھا خیال نہ کرتے تھے۔ "فرمایا کہ الیٰ نبیرہ" کی مولود ہے، چنانچہ نام رکھیں گے تو القادیق، الماسون، اگر صرف قادیق یا ماسون رکھتے تو کیا ہرج تھا۔ "سیرۃ النبی" کی قبولیت پر فرمایا: "آج کل اس قدر مذاق بگاڑ گیا ہے کہ بھلاہ کی تصنیف سے اہل کمال کی تصنیف کا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں، حالانکہ اس میں حضور ﷺ کی شان بادشاہی تو ملے گی، مگر کلمات نبوت کے ذکر کے اختتام سے خالی ملے گی" (ص ۲۰۲)۔

اسی ضمن میں مولانا عبید اللہ سندھی، مولانا سید ابوالفضل مودودی اور بعض دوسرے معاصرین کے بارے میں بھی ان کی آراء درج کی گئی ہیں۔ مولانا قانونی کے زمانہ حیات میں شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور ان کے شاگردوں کے بارے میں اہلِ قلم، بالخصوص علامہ شبلی نعمانی اور ان کے حلقہ اثر کے افراد نے نہایت جوش و جذبہ سے کھٹا شروع کیا تھا، اور امام ابن تیمیہ کی کتابیں ترجمہ ہونے لگی

ایک جا کرنے کا تاثر بھی موجود ہے، یوں ایک ہی موضوع پر معلومات مختلف منواہات کے تحت گھری ہوئی ہیں۔

رانا محمد اشرف کے کتابچے ”حضرت نسیم الامت، مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب قانونی کی تعلیمی خدمات“ کا زاویہ نظر بھی جناب محمد اقبال قریشی جیسا ہے۔ اس کتابچے میں مولانا قانونی کا نظم سوانحی خاکہ دینے کے بعد ان کے دس شاگردین رشید کا تعارف لکھا گیا ہے۔ تعلیم و تعلم کے حوالے سے طلبہ سے مولانا قانونی کے انس اور لکای، ان کے طریق تربیت، آداب تعلیم و محکم اور حقوق محکم کا ذکر کیا گیا ہے۔ کتابچے کا مآخذ مولانا قانونی کے مخطوطات و مواہد اور ان کے ہارسے میں دستیاب سوانحی کتب ہیں۔

”ادارہ تالیفات اشرفیہ-بارون آباد“ کی دونوں کتابیں نیوز پرنٹ پر چھپی ہیں۔ پہلی کتاب جلد ہے اور دوسری کی جلد کارڈ بورڈ کی ہے۔ کتابت کی افراط، اگر زیادہ احتیاط سے درست کر لی جاتیں تو قاری کی گرفت خاصی کم ہو جاتی، جام امید ہے کہ آنکھ امتاحوں کو بدقت نظر چڑھا جائے گا، اور دونوں کتابیں خوب تر انداز میں شائع ہوں گی۔